ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

کہ کلام معجز نظام حضرت خواجہ حیدر علی آتش

الموسوم بہ

کلیات آتش

نہایت صحت سے

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

حقوق طبع محفوظ ہین

دفعہ ۱۰-

بعون خالق کون و مکان و توفیق آفرینندۂ زمین و آسمان

کلیات آتش

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مقبول چھپا ہوا

۸۹۱۵۷۲۱
ا - ک

PG

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۹۱۵۷۲۱
آ

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
اسیر اے دوست تیرے عاشق و معشوق دونون ہین
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا
تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے مین چلن ہے چارون کی آشنائی کا
فراق یار مین مرمر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا
ہوئی منظور محتاجی نہ تجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا
نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہی صورتین مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا
نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہے انجام بلبل کو رہائی کا
وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا
بھروسا آہ پر ہرگز نہین اے یار عاشق کو
شکار اب تک کہین دیکھا نہین تیر ہوائی کا
دکھایا حسن سے اعجاز موسی کلک قدرت نے
ید بیضا بنایا پور انگشت حنائی کا
نہین مٹتی ہے تقدیر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جبہ سائی کا
شکست خاطر احباب ہوتی ہے درست اس سے
توہمین تری اے یار اثر ہے مومیائی کا

دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہے
تماشا دیکھتا ہے حسن اس مین خود نمائی کا

کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی
نہ ہاکر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
بجا ہے اے صنم جو تجھکو دعوی ہے خدائی کا

حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اسکا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اس کا

گل آتے ہین ہستی مین عدم سے ہمہ تن گوش
بلبل کا یہ نالہ نہین افسانہ ہے اس کا

گریان ہے اگر شمع تو سر دھنتا ہے شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اس کا

وہ شوخ نہان گنج کے مانند ہے اسمین
معمورۂ عالم جو ہے ویرانہ ہے اس کا

جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہے اسکی
جو سینہ کہ صدچاک ہوا شانہ ہے اس کا

دل قصر شہنشہ ہے وہ شوخ اسمین شہنشاہ
عرصہ یہ دو عالم کا جلوخانہ ہے اس کا

وہ یاد ہے اسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اس کا

یوسف نہین جو ہاتھ لگے چند درم سے
قیمت جو دو عالم کی ہے بیعانہ ہے اس کا

اللہ رے صفائے دو بناگوش کا عالم
مشتاق ہر اک گوہر یکدانہ ہے اس کا

آوارگی نکہت گل ہے یہ اشارا
جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہے اس کا

یہ حال ہوا اسکے فقیرون سے ہویدا
آلودۂ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اس کا

شکرانۂ ساقی ازل کرتا ہے آتش
لبریز مئے شوق سے پیمانہ ہے اس کا

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جس نے دل جلایا تیری دوری مین
تو اس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا

بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا

نشانہ تیر تہمت کا ہے میرا اختر طالع
اٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا

ہزارون حسرتین جاوین گی میرے ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابے مین
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین
صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا

فراق انجام کا سر آغاز وصلت کا بلاشک ہے
بہت رویا مین روح و تن کو جب مشتاق ہم پایا

ہر اک جوہر مین اسکا نقش پائے زنگان سمجھا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے
تری چشم سیہ کو ہم نے آہوئے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان درست آتش
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

کیا داد خواہ ہو کوئی اس کے قتیل کا
عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا

طے کس طرح سے ہووے رہ عشق دیکھیے
سنگ نشان کا دخل ہے یہان نہ میل کا

راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے
بہر جرس ہے سرمہ غبار اس سبیل کا

آوارہ ہون مین گور کی منزل کے شوق مین
رہزن سلوک مجھسے کریگا دلیل کا

لے جائے خط شوق کبوتر غریب کیا
وان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

محتاج خضر راہ نہین تیری راہ مین
کرتا ہے کام شوق ہمارا دلیل کا

شب کو چراغ کی نہین رہرو کو احتیاج
ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا

یوسف کی جستجو مین روانہ ہین قافلے
نالان جرس ہین شور ہے کوس رحیل کا

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی
حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا

بندہ ہے کس کا پوچھین گے جب منکر و نکیر
عاشق ہون مین کہون گا کہ بندہ جمیل کا

سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا

کوتاہ یان کمند ہے قاصر ہے نردبان
بام مراد تک رسن ہے رب جلیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہے سبکے گوش زد
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے
دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا

دی ہے جو تو نے تشنۂ عزت کو آبرو
کوثر کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا

سرمہ کیا جو برق تجلی نے طور کو
منظور تجھکو جلوہ تھا چشم کحیل کا

آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

آئینہ سینۂ صاحب نظران ہے کہ جو تھا
چہرۂ شاہد مقصود عیان ہے کہ جو تھا

عشق گل مین وہی بلبل کا فغان ہے کہ جو تھا
پرتو مہ سے وہی حال کتان ہے کہ جو تھا

عالم حُسن خداداد بتان ہے کہ جو تھا
ناز و انداز بلائے دل و جان ہے کہ جو تھا

راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون
وہی میل اور وہی سنگ نشان ہے کہ جو تھا

روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین
اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہے کہ جو تھا

ایک عالم مین ہو ہرچند مسیحا مشہور
نام بیمار سے تمکو خفقان ہے کہ جو تھا

دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے
داغ دل زخم جگر مہر و نشان ہے کہ جو تھا

ناز و انداز و ادا سے تمھین شرم آنے لگی
عارضی حُسن کا عالم وہ کہان ہے کہ جو تھا

جان کی تسکین کے لئے حالت دل کہتے ہین
بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہے کہ جو تھا

اثر منزل مقصود نہین دنیا مین
راہ مین قافلۂ ریگ روان ہے کہ جو تھا

دہن اُس روئے کتابی مین ہے پر ناپیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا

کعبۂ مد نظر قبلہ نما ہے تا حال
کوئے جانان کی طرف دل نگران ہے کہ جو تھا

کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے
متلاشی وہ ترا آب روان ہے کہ جو تھا

سوزش دل سے تسلسل ہے وہی آہون کا
عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہے کہ جو تھا

رات کٹ جاتی ہے باتین رہی سنتے سنتے
شمع محفل صنم چرب زبان ہے کہ جو تھا

پائے خم مستون کے ہو حق کا جو عالم ہے سو ہے
سر منبر وہی واعظ کا بیان ہے کہ جو تھا

کون سے دن نئی قبرین نہین اسمین بنتین
یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہے کہ جو تھا

بیخبر شوق سے میرے نہین وہ نور نگاہ
قاصد اشک شب و روز روان ہے کہ جو تھا

لیلة القدر کنایہ نہ شب وصل سے ہو
اس کا افسانہ بیان رمضان ہے کہ جو تھا

دین و دنیا کا طلبگار ہنوز آتش ہے
یہ گدا سائل نقد دو جہان ہے کہ جو تھا

اے جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا
جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا
منہ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے اے خورشید رو
چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا
مر گئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا
نالۂ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا
مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا
جلد نہلا مجھکو میرے خون سے اے شمشیر یار
دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا
شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا
اے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا مین ہوا
شکر ہے مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا
آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دلخستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا
قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایان کیا

چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا
رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا
قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا
چشم کی گردش نے کار فتنۂ دوران کیا
پھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر
ذکر آرہ تھا جو آہ و نالہ و افغان کیا
شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر پھانسی کے لئے
صبح تک مین نے خیال گیسوئے پیچان کیا
سلک دندان سے دل بیتاب پر بجلی گری
تلخ حسرت نے لب شیرین کی کام جان کیا
یاد ابرو وقت مین اڑ گئی آنکھون سے نیند
گہ کنوان جھانکا کبھی تلوار کو عریان کیا
چہرہ کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے
گوش دہنی پر گمان اخگر سوزان کیا
دھیان مین ساقون کی شمعون کے جلا پروانہ وار
زانوؤن کے آئینون نے رات بھر حیران کیا
کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے
ناف نے جام شراب تند سے طوفان کیا

دست و بازو کے تصور مین ہوا آتش مین قتل

پائے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

غبار راہ ہو کر چشم مردم مین محل پایا
نہال خاکساری کو لگا کر ہم نے پھل پایا
برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم مین
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا
کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا
نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا
گھڑی بھر رو کے کوئے یار مین یون زنگ دل اکھڑا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ آکے کل پایا
غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
تری امداد سے آرام ہم نے اے اجل پایا
شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا ملتا ہے
ہوا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا
نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
دل عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تو نے پھل پایا
رعونت کون سی شے پر ہے ان عزلت گزینون کو
حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پائے شل پایا
غضب ہے منزل ہستی مین آسائش طلب ہونا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہے آخر خلل پایا
حرارت ہوتی ہے سردار سے افزون سپاہی مین
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

ہمیشہ جوشش گریہ سے رہا پانی مین اے آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

مری آنکھون کے آگے آنکھ کا کیا جوش مین دریا
ہمیشہ صورت ساحل ہے یان آغوش مین دریا
وہ حد کم ظرف ہین جو اک ساغر مین چھلکتے ہین
سنین قطرہ بھی یان ہنگام نوشا نوش مین دریا
نکالا چاہے اے غواص تو جلد اب نکال اس کو
خدا جانے کہ کیا پھونکے صدف کے گوش مین دریا
خموشی اور گویائی مری اک اک سے بہتر ہے
سکونت مین یہ قطرہ ہے گہر تو جوش مین دریا
سنک جائے جو رونے چشم تر سے گوشہ دامن کا
نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا
کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین
کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش مین دریا

اگر موتی نہ بنتے قطرہ ہائے ابر نیسان سے
تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

دل چھٹ کے جان سے کوسی منزل مین رہ گیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہ گیا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا
ناقص ہو دوستداری مین کامل نہین ہو تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہ گیا
قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے
تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہ گیا
آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہی
دل مرغ روح کا قفس گل مین رہ گیا
سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا
اے خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہ گیا
مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے
لیلےٰ کا پردہ پردۂ محمل مین رہ گیا
بار اُترا جو کہ غرق ہوا بحر عشق مین
وہ داغ ہے جو دامن ساحل مین رہ گیا
کافر ہے منکر اسکی کریمی کی شان کا
خالی پیالہ کب کف سائل مین رہ گیا
آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم
بیچارہ مرکے حسرت قاتل مین رہ گیا

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہو تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا
کیا کیا اُلجھتا ہے تری زلفون کے تار سے
بخیہ طلب ہو سینۂ صدچاک شانہ کیا
زیرزمین سے آتا ہے جو گل سو زربکف
قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا
اُڑتا ہے شوق راحت منزل سے اسپ عمر
مہمیز کہتے ہین کسے تازیانہ کیا
زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک
بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا
چارون طرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا
صیاد اسیر دام رگ گل ہو عندلیب
دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا
طبل و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا
آتی ہو کسطرح سے مری قبض روح کو
دیکھون تو موت ڈھونڈھ رہی ہو بہانہ کیا
ہوتا ہے زرد سن کے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا
بے یار سازوار نہ ہوئے گا گوش کو
مطرب ہمین سناتا ہے اپنا ترانہ کیا
صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیر باغ
بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا
ترچھی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا اڑیگا نشانہ کیا
بیتاب ہے کمال ہمارا دل حزین
مہمان سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا

یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تونے کہی عاشقانہ کیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ ملکے چمن سے نکل گیا

یک یک نگاہ چشمۂ حیوان دہن مین تھے
بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے لوگ
مدت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا

عالم جو تھا مطیع ہمارے کلام کا
کیا اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا

جوش جنون نے فصدون سے مطلق کمی نکی
سیرون لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

آویزہ ترے گوش کا ہو اس امید پر
کیا کیا عقیق کان مین سے نکل گیا

زنجیر کا وہ غل ہے زندان مین الجنون
دیوانہ قید خانۂ تن سے نکل گیا

مرتبہ کو تیرے سُن کے مشک ہو کے ہر غزال
دیوانہ ہو کے دشت ختن سے نکلگیا

پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو
آتش وہ ابکی بار تو فن سے نکل گیا

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

جریدہ مین رہِ پر خون عشق سے گذرا
جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا

جنون عشق مین رہتا تھا امتیاز نہ کچھ
چکور طوق گلو مہ کا ہالہ کیا کرتا

بچا کیا اسے توڑا جو سر دریا کے
حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا

نہ کھایا غصہ کبھی خوانچہ سے قسمت کے
غمے جو حلق مین ہین وہ نوالہ کیا کرتا

بلائے بد ہوئی واعظون سے سردی کافور
سلوک نیک زراعت سے ژالہ کیا کرتا

دیا نوشتہ نہ اُس بت کو دل کے سوز مین
خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا

صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ
کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا

لگی ہے آگ جو کمبل کبھی اُڑھایا ہے
ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا

نہ کرتی عقل اگر سفت آسمانکی سیر
کوئی یہ ساتھ ورق کا رسالہ کیا کرتا
مری طرف جو اُنھین کھینچتی کشش دلکی
بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا
کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
عروس دہر سے بوئے وفا نہین آتی
بھلا مین بکر کا اُس کے ازالہ کیا کرتا

سر دوسفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پی کے شراب دوسالہ کیا کرتا

ایک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا
دیدۂ تر نوح سے طوفان کی رخصت مانگتا
تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے
آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز
رہ گیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا
داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین مرکے مین
چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دم نکلتا ہی نہین اے حسرت دیدار یار
کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت
گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
بیرخ عالم فروز یار عزرائیل بھی
شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا
آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت
مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین انھین
سیم تن محبوب بہنسے ہین جو دولت مانگتا
حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الٰہی
نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگتا
یار کے دلمین کدورت آئی ہے ملتی تو مین
دو گھڑی دل کھولکر رونے کی فرصت مانگتا
رہ گئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے
زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا
ہتک ملتی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

وحشت آگین ہر فسانہ مری رسوائی کا
عاشق زار ہون اک آہوئے صحرائی کا
پانون زندان سے نہ نکلا ترے سودائی کا
داغ دل ہی مین رہا لالۂ صحرائی کا
دھیان رہتا ہے قد یار کی رعنائی کا
سامنا روز ہے یان آفت بالائی کا

کوہ غم شکل پر کاہ اُٹھا لیتا ہون
ناتوانی مین بھی عالم ہے توانائی کا

لحد تیرہ مین مجھ پر جو لگا ہونے عذاب
پھر گیا آنکھون مین عالم شب تنہائی کا

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی نہز
شکوہ کس مُنھ سے کرون مین بت رعنائی کا

مرد درویش ہون تکیہ ہے توکل میرا
خرچ ہر روز ہے یان آمد بالائی کا

بوسۂ چشم غزالان مجھے یاد آتے ہین
نہین بھولا مین مزا میوۂ صحرائی کا

زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے
ملک الموت سے سائل ہون مسیحائی کا

مصرع سرو مین لاکھون ہی نکالون شاخین
باندھون مضمون جو قد یار کی رعنائی کا

جب سے شیطان کا احوال سُنا ہے مین نے
پاے بت پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا

ہوئی حیرت مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا دہن یار مین گویائی کا

وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک
آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا

کس طرح سے دل وحشی کا مین کہنا مانون
کوئی قائل نہین دیوانے کی دانائی کا

یہی زنجیر کے نالے سے صدا آتی ہے
قید خانے مین برا حال ہے سودائی کا

اک پری کو بھی نہ شیشے مین اُتارا مین نے
یاد کیا آئے گا اس گنبد مینائی کا

بعد شاعر کے ہو مشہور کلام شاعر
شہرہ البتہ کہ ہو مردہ کی گویائی کا

شعر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے
واقعی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
دخل مزدور ہے سلطان کے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سُنتا ہون لب شیرین سے
عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہین یون دل نازک مین چراغ روشن
جلوہ گر جیسے ہو شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین
امتحان مرد کا ہے جنگ و جدل مین ہوتا

عزل و نصب اُسکو شب و روز ہے منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

خاک مین مل کے بھی مین اُس کو نہ دشمن سمجھا
گردشِ چرخ کو اک گردشِ دامن سمجھا

چوٹ جو دل کو لگی اُس کے سہی سے بے یار
خندۂ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہ اس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا

سکتی تھی اُس سے عیانِ سینۂ عارف کی صفا
چہرۂ یار کو مین نے دلِ روشن سمجھا

زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین
جس نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان مرگی
گنبدِ قصر فلک گنبد مدفن سمجھا

سنگِ در جان کے تیرا نہ کیا سجدہ اُنہین
کچھ حقیقت کو بتون کی نہ برہمن سمجھا

سینے سے شلِ چمن مین نے لگایا جو اُسے
داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا

موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے
سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا

ہوگئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کالی
اُنگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا

سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا
بے رخِ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا

محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے
گردنِ شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا

کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

رات کو مین نے مجھے یار نے سونے ندیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے ندیا

خاک پر سنگ در یار نے سونے ندیا
دھوپ مین سایۂ دیوار نے سونے ندیا

شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح
شادی دولت دیدار نے سونے ندیا

ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب
پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا

جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا
نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا

دردِ سر شام سے اُس زلف کے سودے مین رہا
صبح تک مجھکو شبِ تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے
رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

باغ عالم مین رہین خواب کی مشتاق آنکھین
گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا

سچ ہے غمخواری بیمار عذاب جان ہے
تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہے عشق ہمکو اُس کے حسن پاک سی پیدا
کیا ہے نور کے بچون کو جس نے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا

ہمارے حلق مین دن رات ذکر ذات اقدس ہے
قضا نے کی ہے یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک جانب سی اُس محبوب کو خط لکھتے ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سی پیدا

اسیر آزاد ہون ای جان جان تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہووے الف سی ناک سے پیدا

بخیلون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہر تحبہ کو ہی امساک سے پیدا

تری تیر نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا بھڑکا
نہ کی دلبستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونے کا نہین غم ہے تو یہ غم ہے
نہ ہوگا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہے سمجھئے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوبؑ عاشق اسکو کہتے ہین
ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صید گاہ عشق مین آتی ہے برسون سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

ملائے جان عالم ہو گئین ہین تیری زلفون نے
قرابت کی ہے مار شانہ نے ضحاک سے پیدا

یقین ہے صبر کرتے کرتے عاجز اُن کو کردون مین
یہ کیا ہون سات سو ظالم جو ہفت افلاک سی پیدا

دل صد پارہ کے ہر پارہ پر نقش محبت ہے
کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سی پیدا

ترے افعی گیسو سونگھ کر کہتے ہین افیونی
یہ کیفیت نہو گی نشئہ سرتاک سی پیدا

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگین روح کس خاطر
ملے گا خاک مین وہ جو ہوا ہے خاک سے پیدا

مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ
ہزارون ہووین گے صبح گریبان چاک سے پیدا

مسیحا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت
شفا ہوتی ہو کس کے آستانے کی خاک سے پیدا

یہ کس نخچیر ناوک خوردہ کی صورت سے پیدا ہے
رم آہو ہے تیرے توسن چالاک سے پیدا

قدم سے تیرے دیوانون کی آبادی کا عالم ہے
ہوا ہے شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا

ہنر سے نیاریون کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو
مقدر مین جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا

سحر تک شام سے چلتی ہین لاتین وصل کی شب مین
محبت کی ہو کس گستاخ کس بیباک سے پیدا

کیا ہے اپنے غنچے سے دہن مین تونے جو اسکو
شمیم گل ہوئی ہر ریشۂ مسواک سے پیدا

عزیز از جان نہ رکھین داغ عشق زلف و خط کیونکر
یہ گل کمنے کیے ہین کس خس و خاشاک سے پیدا

کنارہ بحر ہستی سے نہین بے جان سے گذرے
کنارہ گور ہے اس کا جو ہو پیراک سے پیدا

دعاے آتش خستہ یہی ہے روز محشر کو
یہ مشت خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

سرو گڑ جائین گے گل خاک مین ملجاوینگے
پاؤن رکھے تو چمن مین وہ سرفراز اپنا

خندہ زن ہین کبھی گریان ہین کبھی نالان ہین
ناز خوبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا

یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری اے بت
کور بدبین ہو تو گنگ ہو غماز اپنا

سوزش دل سے زبان کو نہوئی آگاہی
اُف کیا منھ سے نہ ہمنے نہ کھلا راز اپنا

خوف ہوتا ہے جگر زمزمۂ شکر ہے یار
دل دکھاتی ہے مغنی تری آواز اپنا

نہ سنی یار نے اک بات سخن ساز بنے
رہ گئے کھول کے منھ مفسدہ پرداز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا

برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ
بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا

یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب
بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھین
طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا

روٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبرِ اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہی مجھکو خار کا
آفتاب اک زرد پتا ہو مرے گلزار کا

زلف کے حلقہ مین اُلجھا سبزہ گوشِ یار کا
ہوگیا سنگِ زمرد خال چشمِ مار کا

ناخدا ہے موت جو دم ہی سو ہی بادِ مراد
عزم ہی کشتی تن کو بحرِ ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثلِ صدا اڑتا ہون اب
یاد آتا ہے کفِ پا مین کھٹکنا خار کا

جوشِ گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہین ہی آنسوون کے تار کا

کھا گئی آخر مجھے چشمِ سیاہ سُرمگین
زرقِ قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا

سعی لاحاصل مداوائے مریضِ عشق ہی
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا

ہاتھ قاتل کا گریبان تک پہونچ سکتا نہین
اور فرطِ شوق ہی یان زخمِ دامندار کا

پھول جو ہی اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہی
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہی پھل تلوار کا

خطِ روئے یار سے ایذا اُٹھائی ہی نہ بس
سبزہ سے ہوتا ہی صدمہ میرے دل کے خار کا

گرچہ پیشِ طاقِ ابروئے صنم گیسو نہین
کعبہ پر نرغہ ہوا ہے لشکرِ کفار کا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اُڑ جاتا ہی روئے مردمِ بیمار کا

یاد مین تیری رقیبِ روسیہ جاگا تو کیا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا

اُس پری رُو کے جو کوچہ کا گذرتا ہی خیال
بن کے جن سایہ لپٹتا ہے مجھے دیوار کا

اُٹھکے دیوارِ لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
اک قیامت ہی صنم عالم تری رفتار کا

خم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کے سر
گردنِ زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا

زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے تو رعبِ حسن
خاک ہی میری پس از مرگ دردامن یار کا

اے صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے
پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا

بوئے گُل آتش کہین ہوتی ہے محسوسِ نظر
افترا ہے روزِ محشر یار کے دیدار کا

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کر دیا
جوشِ سیلِ اشک نے چشمون کو دریا کر دیا

شادی مرگ سے بھولا مین سمانے کا نہین
گور کہتے ہین کسے نام کفن ہے کس کا
دہن تنگ ہو موہوم یقین ہے کس کو
کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہے کس کا
مفسدے جو کہ ہون اُس چشم سیہ سے کم ہین
فتنہ پردازی جسے کہتے ہین فن ہے کس کا
ایک عالم کو ترے عشق مین سکتا ہوگا
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا
حُسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو
پھر یہ عناب و لب و سیب و ذقن ہے کس کا
گلشن حُسن سے بہتر کوئی گلزار نہین
سنبل اسطح کا پرپیچ و شکن ہے کس کا
باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت
باغبان کون ہو اس کا یہ چمن ہے کس کا
خاک مین اُس کو ملاؤن اُسے برباد کرون
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا
سرو سا قد ہے نہین ہو نظر کا سیرے
گل سا رُخ کس کا ہے غنچہ سا دہن ہو کس کا
کیون نہ بے ساختہ بندے ہون دل و جان سے نثار
قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہے کس کا
آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو
ہم غریبون کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

یار کو تم سے محبت نہین تو اے آتش
خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوئے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہو
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین
شادی و غم سے کیا ہو مجھے توام پیدا
چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوئے
خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا
درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد
واسطے میرے ہوا ہو غم عالم پیدا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے
شادمانی مین ہو یان حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا منہ برسا دے
مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے
گیسوئے یار ہوئے درہم و برہم پیدا
شبہہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر
کہین موتی نکرین قطرہ شبنم پیدا
چپ رہو دور کرو منہ نہ مرا کھلواؤ
غلغلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

قلزمِ فکر مین ہر چند لگائے غوطے
دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمن جان ہوگیا اپنا آتش
نوش دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

توڑ کر تار نگہ کا سلسلہ جاتا رہا
خاک ڈال آنکھون مین میری قافلہ جاتا رہا

کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے داماں یار
کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا

خارِ صحرا پر کسی نے تہمتِ دزدی نہ کی
پاؤن کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا

دوستون سے اسقدر صدمے ہوئے ہین جانپر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

جب اُٹھایا پاؤن آتش مثل آوازِ جرس
کوسون پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا

حشر کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یادِ صنم
توبہ مے کی ولیکن داغ دامان رہ گیا

جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانند رُوح
جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا

پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹ سکے
طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہ گیا

اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جاکر تو اے سرو خرامان رہگیا

دوستی اچھی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ
رُوح جنت کو گئی جسم گلی یان رہ گیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو نقصان
موت سے اب تیر کے پلے کا میدان رہ گیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

حُسن مین بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے
گُل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبد افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے
اُڑ گئے مرغ چمن خالی گلستان رہ گیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا

کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
مُند آنکھین ہوگئین آئینہ حیران رہ گیا

راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہ گیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہے فاقہ جو مہمان رہ گیا
میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا
لاشہ اٹھوا کر نکر اس کو بھی اے قاتل اجاڑ
ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھ کو نہ قتل
شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا
کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہ گیا
کاروان نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ
صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا
شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو کچلا پر نہ آتش گنج پنہان رہ گیا

کوئی عشق مین مجھسے افزون نہ نکلا
کبھی سامنے ہو کے مجنون نہ نکلا
بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا
بجا کہتے آئے ہین ہیچ اس کو شاعر
کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا
ہوا کون سا روز روشن نہ کالا
کب افسانۂ زلف شبگون نہ نکلا
پہونچتا اسے مصرع تازہ و تر
قد یار سا سرو موزون نہ نکلا
رہا سالہا سال جنگل مین آتش
مرے سامنے بید مجنون نہ نکلا

تیری کاکل مین پھنسا ہے دل جوان و پیر کا
سیکڑون آزاد ہے پابند اک زنجیر کا
وصف چشم یار مین یارا نہین تقریر کا
حالت خاموشی ہے عالم سرمہ کی تحریر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہین گلے
نقش حب اے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
جانب چرخ مقوس آہ ہوتی ہے روان
یہ کمان اکدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا
اسقدر بیتاب ہون تیرے بغیر اے بحر حسن
پیرہن دیتا ہے دھوکہ دام ماہی گیر کا
دولت دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی
خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا
باغ مین شب باش ہو کر لالہ رو جلوا نہ شمع
داغ بلبل کو نہ دے دکھلا کے منہ گلگیر کا
جو کہ لکھا خوب لکھا دست رس ہوتا اگر
چومتا مین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا

روز دشت پیش نظر چشم سیاہ یار ہے
کام لیتا ہوں تصور سے میں آہوگیر کا
عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے
سرنوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا
حیف کی جا ہے نہووے نرم وچرب اسکی زبان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا
گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا
عاشقوں کے خون سے رنگین ہے بس وہ سرخ پوش
دیدۂ مریخ جوہر ہے تری شمشیر کا
کاروان تک رہ نواماندوں کو پہونچایا گیا
اے جرس شاہد ہوں تیرے نالہ کی تاثیر کا
فکر قصر چرخ میں کیا موجزن ہوتے ہیں اشک
سیل ارادہ کر رہا ہے کس کہن تعمیر کا

اُس پری رو طفل کا دیوانہ ہوں آتش جسے
کھیل ہے اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا
رتبہ پہونچا ہے خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا
زندہ جاوید ہیں قربانیان تیغ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہیں پھوٹنا نکسیر کا
مثل شانہ دسترس اس زلف پر ہوئے اگر
دعوت افعی کردن بھر کر پیالہ شیر کا
جس سے لپٹا سوکھا مجنون کیطرح سے وہ درخت
عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا
ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا
سُرخ باوصف سیہ کاری ہے رنگ رو مرا
سامنا ہوتا ہے کس کے عفو سے تقصیر کا
خط لکھوں گا یار سیم اندام کو میں اے قلم
روشنائی میں ہو دودہ روغن اکسیر کا
ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رو
اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہے تسخیر کا
نوش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
پھول سے رنگین ہے پھالڑا یہ تری شمشیر کا
غش کرینگے کودکان وحشت سے مجھ دیوانہ کے
حلق بسمل ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا
خود بیان رخ کی صباحت کا کرے شیرین دہن
قند کے کوزے سے جاری ہووے دریا شیر کا
رو سیہ دشمن کا یوں پاپوش سے کیجئے نگار
جیسے سلدٹ کے سر زخم ہو شمشیر کا
دے سکا بوسہ نہ اک وہ برق وش حسرت ہے
مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا

حال مستقبل نجومی اُس سے کرتے ہین بیان
زائچہ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا

چار ابرو مین ترے حیران ہین سلیقہ شناس
کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا

نرمی ظاہر سمجھ لے سخت گیری کی دلیل
پنبہ بھی ہر شرر سپر آتش گیر کا

رتبۂ موسیٰ نماز پنجگانہ نے دیا
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا

کیسی کیسی صورتونکے اپنے دلمین داغ ہین
اس مرقع مین بھی ہے کیا کیا ورق تصویر کا

کشتۂ تیر مژہ پر تیغ ابرو بھی چلے
اے شکار انداز ہو جو رنگ اس نخچیر کا زخم

روک منھ پر وار قاتل کا سپر کی طرح سے
مرد کے چہرے کا زیور زخم ہے شمشیر کا

معرکے مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالئے
کھینچیے دامن سر میدان گریبان گیر کا

چاک ہوتا ہے کتان میرے گریبانکی طرح
یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاندسی تصویر کا

قد صنم سا اگر آفریدہ ہوتا تھا
نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا

ہوا ہے زلف سے گستاخ کسقدر شانہ
ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا

نہ کھینچتا تھا زلیخا کو دامن یوسف
اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا
روانہ ملک عدم کو جریدہ ہوتا تھا

مٹائے سے کوئی مٹتا ہے باطلونکے حق
کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہوتا تھا

بچاتا تھا غضب تیر نگہ کا تیرا دل
مجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا

رُلاتا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست
بلند سر سے مرے آب دیدہ ہوتا تھا

گریز یار نے برباد کر دیا ہم کو
غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا

نہ آئی دامن دایہ مین نیند اے آتش
درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفائے آب دُرِّ سخن کا
دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبانکو عقدہ کھلا دہن کا

ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے پر آب دیدہ
جو زخم گل ہے مرے باغ کا ہے تو داغ پتہ ہے سرو چمن کا

نظر جو آجائے بید مجنون تو رووں مجنونکی یاد مین خون
جو دیکھوں تیشہ تو سر کو پھوڑوں خیال ہو جائے کوہکن کا

برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو
نہ بوئے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا
چھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا
لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا
نگاہِ اول مین چشم میگون یہ رنگ محفل کرے دگرگون
وہ حال ہووے جو وقتِ آخر شرابخوارون کی انجمن کا
خراب مٹی نہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو
جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا
جو حال پروانہ عشق مین ہو وہی محبت مین عالم دل
وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
ہو بچہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ سنگ
عبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت آتش
جو ہار پھولون کا اُس نے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا

بلبل گلون سے دیکھکے تجھ کو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا
چین بر جبین نہ اے بت چین رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا
آئی تو ہے پسند اُسے چال یار کی
سُن لیجو پاؤن کبک دری کا اکھڑ گیا
پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤن
سے کر تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا
کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہِ سرد
جاڑے کے مارے سروِ چمن مین اکڑ گیا
شیرین کے شیفتہ ہوئے پرویز و کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا
اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اُس بُت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا
درمان سے اور درد ہمارا ہوا دو چند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا
گلدستہ بنکے رونق بزم شہان ہوا
کوڑا جو اُس فقیر کے تکیہ سے جھڑ گیا
نکلا نہ جسم سے دل ناداں شریک روح
منزل مین رنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا
پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کُنہ کو
یہ جان لے کہ راستے مین پھیر پڑ گیا
فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا نہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا
پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا
لاشون کو عاشقون کے نہ اُٹھوا گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گاؤن نہین جب اُجڑ گیا
دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش
ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا
آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا اقلیم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا
مین نے لیا بغل مین پری رُند وصال کو
دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

آتش نپوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

کرم کیا جو صنم نے ستم ذیاد کیا
شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا
کریمی مین تری شک ہو جسے وہ کافر ہی
مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا
یہ دل لگائے ہین مین نے مزا اٹھایا ہی
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا
سہا جو نرگس فتان یار سے سرمہ
تو مین نے جیرہ بر اُس کو یقین صاد کیا
ہماری آہ سے اے منکرو حذر مانگو
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا
بچا مین جان کو کر کے تصدق عزت
وگرنہ دل نے ہمین کو نسا فساد کیا
کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہی
جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا
حسد سے جل کے دبے پاؤن مر گئے اغیار
ہمارے نالون نے جب کار برق و باد کیا
عوض یہی ہر زمانے مین راست بازی کا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا
یہی کہون گا خدا سے مین روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا
کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا اخوان نے
نہ سمجھے مصر کے چلنے کا پا تراب ہوا
گرہ تھی دل مین نہ بس حسرت ہم آغوشی
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا
شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا
بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے
بھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا

ہمارا طالع خفتہ کہین نہ بس جاوے
یہ سر پہ اس کے ہی بیٹھ ہجوم خواب ہوا

کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا

ملا نہ صورت دولاب غیر کوزۂ آب
ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا

دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو
در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

سبزہ بالائے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
رہروون کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا

تل اٹھانا ہے فلک منظور کس دلخواہ کا
برج میزان مین نہین ہے درجہ آنا ماہ کا

بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھون مین اس دلخواہ کا
رنگ زرد کے اڑنے مین عالم ہے گرد راہ کا

صفحۂ دل سے اٹھاؤن کسطرح نقش صنم
ملک مین ہوتا کسی کے گھر نہین اللہ کا

کم بضاعت سے خیال خام ہے کثرت کو فیض
اکتفا کرتا نہین لشکر کو پانی چاہ کا

راہ ہستی مین ہے رخسار صنم سے زندگی
تازہ دم کرتا مسافر کو ہے تکیہ راہ کا

لاش بھی گلیون مین کھنچوا کر گیا ہے قتل یار
طول ہی دنیا مزا ہے قصۂ کوتاہ کا

پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہین
پابگل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا

چھوڑ کر عشق صنم زاہد نہ ہو مفتون حور
کب یقین لاتا ہے دانا دور کی افواہ کا

دل کو ابروئے صنم کا شیفتہ کرتی ہے آنکھ
درس دیتا ہے معلم پہلے بسم اللہ کا

اے صنم بندہ نوازی ہے صفت اللہ کی
حیف ہے خالی پھرے سائل تری درگاہ کا

مائل معشوقۂ خسرو نہ ہوا سے کوہکن
شیر کے جھوٹے کو کھانا کام ہے روباہ کا

جوش اشک آتشین کا باعث آہ سرد ہے
گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا

نزع مین آیا نہ بالین پر مرے یار اس لئے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہون وہ ابتر طفل جس کو جان کھونا کھیل ہے
کنج مرقد ہے گھروندا میری بازیگاہ کا

آسمان روئے زمین ہے یار ماہ چاردہ
حلقۂ احباب گرد اس کے ہے ہالہ ماہ کا

وہ دہن ہے چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہے چاہ خال اس مین توا ہے چاہ کا

ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو مین ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہون مین ای آتش خدا کی حمد مین
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہے اے یار خاک دوست و دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑین گے آیا جو دامن زیر پا

منکر روز قیامت ہین بہت بے اعتقاد
لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا شوخ ہے
نقش پا سے پھوٹتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہین رکھتے ہین ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا

انگلیان کانون مین دیتا ہے دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل
اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست و دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑون کانٹون کی گردن زیر پا

رہگذر مین دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آ جاوے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لئے
گوشش زد ہوئے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

اس قدر تو ناگوارا ہے کرہ اپنی خلق کو
کفش سے رکھتے ہین مردم نعل آہن زیر پا

سر فرو یان تک تو آتش خاکساری نے کیا
صورت نقش قدم ہے اپنا مدفن زیر پا

اگرچہ پاس محبت سے ترک شیون تھا
برنگ شمع خموشی مین حال روشن تھا

جسے مین نیک سمجھتا تھا مجھسے بدظن تھا
یقین خضر تھا جس پر مجھے وہ رہزن تھا

پناہ چشم رقیبان مین بد نگاہ ہوا
خط ان عذارون کے اوپر بجائے جوشن تھا

خفا نہ ہو جو ہوئے گال نیلے بوسون سے
چمن اداس مری جان بغیر سوسن تھا

کہان کہان تجھے ڈھونڈھا بلکے دست بہم
جو شیخ کعبہ مین تو دیر مین برہمن تھا

ہر ایک کو مین زبس خاک عاشق اڑتی تھی
اسے کدورت خاطر غبار دامن تھا

زبس تھے اس کے صغیر و کبیر دیوانے
جوانون کو بیڑیان لڑکون کو طوق گردن تھا

ہزار جان تصدق ہو زخم کاری پر
دعائے حرز پئے چشم زخم سوزن تھا

دل وجگر ہوئے قوت فراق یار آخر — برائے شحنۂ حاکم ہمارا خرمن تھا
نہ کھایا من نے کرڑے پیسے زخم تیغ کرم — مین اپنے جوہر ذاتی سے غرق آہن تھا

یقین مرگ جو عشق بتان مین تھا آتش
ہر اک صنم مری آنکھون مین سنگ مدفن تھا

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا — شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اُترا
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ — ساربان آج ہے کیون چہرۂ لیلے اُترا
اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی — آخر کار نظر سے مرے دریا اترا
کسطرح مرلیے نہ کچھ پر فلک چارم سے — تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا — جل کے جن تجھسے نہ اے آتش سودا اترا
وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق — درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا
چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہے یہی — روتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اترا
درد سر مین جو ہوا وان تو بدن یان ٹوٹا — تپ چڑھی مجھکو اگر یار کا چہرا اُترا
ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا — چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اترا
کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وہ بت — بیشتر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اُترا
باغ سے بادبہاری کی ہے آمد آمد — طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اترا
دہن یار کا رہتا ہے تصور اس مین — شیشۂ دل مین پری بنکے ہے عنقا اُترا
سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین — من و سلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اُترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہات
خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اُترا

جب کہ رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات مین کیا — اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقات مین کیا
کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے اے خورشید — فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا
یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا — شک ہے اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا
کوئی بت خانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو — پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے کا
بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات مین کیا
ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا
دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا
پڑھکے خط اور بھی مایوس ہوئے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا
آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اُس سے
تو نے کیفیت اُٹھائی ہے خرابات مین کیا

دل شہیدِ رہِ دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
ٹکڑے ٹکڑہ سے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
برق بے نور ہے اُس رخ کی چمک کے آگے
عالم نور کا انسان نہوا تھا سو ہوا
رونے پر میرے ہوا ہنس کے وہ گل شرمندہ
غنچہ سان سر بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
مین نے رنگین نہ کیا اُس کا تڑپ کر دامن
سر جلاد پہ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا
ہو گیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اُس کا
بگینہ خون مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا
ہر زبان پہ مری رسوائی کا افسانہ ہے
نسخۂ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا
شبنم باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا
قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُس نے
خون ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
یار کے روئے کتابی کی کرون کیا تعریف
بعد قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا
آنسو آنکھون سے نکلتا ہے سو چنگاری ہے
پردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا
آتش عشق سے ہے داغ سراپا میرا
آدمی سرو چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا
گرد رہ بن کے ہوا صندل پیشانی یار
ذرہ خورشید درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا
ہر دن ہی مصرع سودا سے رُلاتا آتش
تجھے اے دیدہ گریان نہ ہوا تھا سو ہوا

آگ پر رشک سے مین چاک گریبان لوٹا
خاک پر وقت خرام اُس کا جو دامان لوٹا
دل کو از بسکہ جو لاگ ابروئے خمدار سے تھی
دم شمشیر کو مین دیکھ کے عریان لوٹا
حق بجانب ہے جو موسیٰ کو نہ ہو تاب جمال
تجھکو تا دیدہ دل گبر و مسلمان لوٹا

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دلمین سمجھ
پاؤن پر آ گرے مرے حاجب زندان لوٹا
مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہزارون دل زار
ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گل خندان لوٹا
مین نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر
دونون ہاتھون سے جگر تھام کے دربان لوٹا

خیال آیا جو عشق زلف مین دلکی تباہی کا
بندھا فکر رسا سے تک قلم مضمون سیاہی کا
ہوا ہے بیشتر دھوکہ دل پر داغ پر میرے
شکار اکثر کیا ہے باز نے طاؤس ماہی کا
سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے
یقین ہے کوئی دم مین کشتی تن کی تباہی کا
شب ہجران مین جو دم تھا وہ گویا واپسین دم تھا
گمان تھا شام سے مجھپر چراغ صبح گاہی کا
لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو
نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذرخواہی کا
سراسر شست کا عالم مین رگ موے مین پاتا ہون
تری زلفون کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا
کرون تحریر گر مین اپنے رنگ زرد کی حالت
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جائے طلائی کا
خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے
ارادہ کون سے در پر کرون مین دادخواہی کا
غنیمت جان اے دل جنبش ابروے قاتل کو
بڑی معراج ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا
مسافر کو عدم کے روکنے والا نہین کوئی
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا
زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھانا ہے
ہنوز خوف ہے ظل ہمائے بادشاہی کا
دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا
تری شمشیر ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی
گلا روز ازل سے کیون کٹا رہتا ہے ماہی کا
جنون کا لطف اٹھا صحرا کو چل زندان سے دیوانے
نہین کھلتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا
فرشتون سے لحد مین گفتگو یان کون کرتا ہے
شہادت نامہ پڑھ لین چار مومن گر گواہی کا
مرکب ہے یہ سراپا خطا سے اور نسیان سے
خیال خام ہے انسان کو دعوی بیگناہی کا
بتان سنگدل کی صورت آتش کاٹے کھاتی ہے
ارادہ کنج عزلت مین ہے اب یاد الٰہی کا

کشتہ اے یار ہون مین تیری جفا کاری کا
نقش ہے دل مین ترے میری وفاداری کا

کون وارفتہ نہین تیرے طرحداری کا
حوصلہ سب کو ہی یوسفؑ سی خریداری کا

تار اُس زلف معنبر کا نہ توڑا اے شانے
سلسلہ ہی یہ مرے دل کی گرفتاری کا

لب جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ ہی قتیل
سامری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا

نخل امید کو ہو پہونچے نہ کہین اس سے گزند
کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا

رُخ پر اُس زلف کے چھٹنے سے ہوا دل کو یقین
چاندنی سے ہی بڑا مرتبہ اندھیاری کا

آنکھ کیونکر مین رُخ یار سے پھیرون ناصح
کچھ مداوا ہی نہین چشم کی بیماری کا

سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون بتلا دیتے
مجھکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا

دل مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اُس کے
بوالہوس حوصلہ پھر کر نہ سکین یاری کا

اُس نے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت
مین تو آتش ہون غلام اپنی سیہ کاری کا

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا
برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا

رنگ چمکا اسقدر اس قاتل احباب کا
سند اختر کو نکلنا ہو گیا مہتاب کا

روئے مژگان ہی بجا اس طاق ابرو کی طرف
چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا

حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا
پانی بھی مین نے نہ پایا خانۂ قصاب کا

فرصت اک دم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جتنی بھوین ٹیڑھی ہوئین
اہل قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن اُن ہونٹون کی مستی دیکھکر نیلی ہوئی
رنگ پھیکا فندق پا نے کیا عناب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اس مین بہلا لیتے ہین
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جامۂ تن ہو گیا راہ عدم مین نذر گور
بوجھ اُٹھایا تھا مگر ٹھگ کے لئے اسباب کا

جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی
یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین
فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا

ساحل مقصود دیکھا مین نے جاکر گور مین
ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستان یار پر مارا قدم
دور کوسون رہگیا ہم سے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح
آسطح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا

سنبل زلف تبان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہے قریب رُخ جانان ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہبان ہونا

نہ رولا مجھکو تو اے دوری کوے مقصود
راہ مین ظلم مسافر کو ہے باران ہونا

عشق نے حال کیا مردۂ بے وارث کا
مرے اوپر ہے یقین قبضۂ سلطان ہونا

آفت جان ہوئی اُس روئے کتابی کی یاد
راس آیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا

داغ چیچک کے ہین زیبا ذقن یار کے گرد
لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا

بے طرح مجھکو رُلاتا ہے غم دوری یار
ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا

آتش اُس رشک پری سے تجھے اللہ ملائے
تا کجا دوری بلقیس و سلیمان ہونا

عشق مین ممکن نہین ہونا بخیر انجام کا
بدمزا کرتا ہے منھ لگنا کباب خام کا

سر اُٹھا بالین سے ہے خورشید محشر کب ا
اے خروس صبح حاصل شور بے ہنگام کا

زلف نے شانے کو پہونچایا رُخ محبوب تک
زینہ رکھتا تھا بیرون خانہ بام کا

ایک جا مثل دُرِ غلطان کہین ٹھہرا نہ پاؤن
اختر اقبال ہون مین گردش ایام کا

دل کو اُلجھایا گرہ پڑنے سے زلف یار مین
دانے کا دُھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا

گوشہ گیری سے ہے معدومی مجھے مقصود دل
ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدتے ہی میرے نام کا

ماتم دریا دلان شادی تنک ظرفون کی ہے
گریۂ مینا ہے باعث خندہائے جام کا

نشۂ مے سے ہوا مدہوش مین برگشتہ وقت
تر دماغی نے خلل پیدا کیا سرسام کا

تیرہ ہے مدعی روسیہ مین آفتاب
مجھ مین اور اُس مین ہے فرق اے یار صبح و شام کا

بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست
سکہ لگنا غیر ممکن ہے طلائے خام کا

چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہو گیا
واقعی کرتا ہے تر دامن چھلکنا جام کا

عرش سے آگے ارادہ میری خاکستر کا ہے
دل ہے پروانہ الٰہی کس چراغ بام کا

جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار مین
ماہی بے آب کو تا چند صدمہ دام کا
مر گیا ہون جستجوئے کعبۂ مقصود مین
ہے کفن پر سیکر عالم جامۂ احرام کا

جان جاوے پر رضائے دوست سے آتش نہ پھر
ہے محل بندے کو مولے پر نہین الزام کا

کشتہ اک عالم ہے چشم اس بت خودکام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا
اے شب غم گور مین لے چل جوانی مین مجھے
دوپہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا
تختۂ میت فراق یار مین معراج ہے
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا
اے صنم عاشق سے ملتی ہین نہین آنکھین تری
نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا
خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یان
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا
گیسوؤن نے کر دیا دہ چند حسن روئے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا
طوق زرین گردنون مین قمریون کی چاہیئے
سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا
عرصۂ روئے زمین ہو جائے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا
ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا
داخل کعبہ ہوا کتم عدم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا
سیکڑون ہی دل ہے مثل ماہی بے آب سیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا
ہے سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست
ٹوٹنا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانیکو مرا دل دوڑا
سر بکف مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا
ناتوانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہے
دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا
نہ ہوئی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات
پھاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا

اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا
تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا
دشت پرخار مین تا چند رہون سرگردان
بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دوڑا
رونق بزم تجھے کہتے ترے لینے کو
تا در خانہ ہر اک صاحب محفل دوڑا
بے خبر دل کو کیا یون صف مژگان نے خراب
دوڑ جیسے کسی رہ پر کوئی غافل دوڑا
منزل عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم
نکلے قزاق ہر اک حور شمائل دوڑا

ملک الموت نے پیری مین کرم فرمایا
کشت پختہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا
جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا
آفتین ڈھاتی ہے وہ نرگس فتان کیا کیا
داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا
پھرچکی میرے گلے پر نہ چھری ہے ظالم
ورنہ گردون سے ہوئے کار نمایان کیا کیا
حسن مین پہلوئے خورشید مگر دابے گا
دور کھنچتا ہے ہمارا مہ تابان کیا کیا
روئے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعوی
سامنے ہو کے ہوا آئینہ حیران کیا کیا
آنکھین گیسو کے تصور مین رہا کرتی ہین بند
لطف دکھلاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا
گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام
میری تدبیر مین پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا
چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا
میرے اللہ نے مجھ پر کیے احسان کیا کیا
دوست نے جب نہ دم ذبح سسکتا چھوڑا
میرے دشمن ہوئے ہنس ہنس کے پشیمان کیا کیا
گردش نرگس فتان نے تو دیوانہ کیا
دیکھو جھنکائے کنوئین چاہ زنخدان کیا کیا
جلگیا آگ مین آپ اپنے مین مانند چنار
پیسے رہ گئے دانت ارہ و سوہان کیا کیا
کچھ کہے کوئی مین منہ دیکھکے رہ جاتا ہون
کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا
گرم ہرگز نہ ہوا پہلوئے خالی بے یار
یاد آوے گی مجھے فصل زمستان کیا کیا

کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش
کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

چشم یاران مین مرے بعد نہ خوناب اُڑا
یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب آیا

شرط ہے رتبۂ مردان خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اترا
ہو گیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل
سان پر چڑھ کے اگر دشنۂ قصاب اترا
روز روشن شب تاریک ہوا آنکھون مین
بام پہ جو وہ خورشید جہان تاب اُترا
عشق اُس چاہ زنخدان کا ہوا جسدن سے
مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اُترا
عقل مستی مین کیا دوست جو سمجھا اُس نے
دشمن جان سے مری نشۂ احباب اُترا
سامنا روئے منور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ سے کچھ اے شب مہتاب اُترا
وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج
دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اُترا
آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا
آنچ کھا کھا کے ہر قائم ہی سیماب اُترا
بوسۂ لب کا مزا لے کے پیا ہے مین نے
حلق سے میرے ہے جب شربت عناب اُترا
برق وش دیکھکے گیسوئے سیہ کو تیرے
چشم انصاف سے ہر ابر سیہ تاب اُترا

کھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

اک جا کہین مین مثل رنگ روان نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا
اللہ رے جذب الفت یوسف کو چاہ مین سے
باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا
اے زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا
پوشاک سُرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا
تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ مین اے ابرو کمان نہ ٹھہرا
اے چرخ بے مروت بل بے تنگی اجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اک مہمان نہ ٹھہرا
برباد کر نہ ناحق اے باد صرصر اس کو
بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا
عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا
پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا

میری ہو خاک پر کی منہ زوری اُسنے آتش
بیرون سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

فزون ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسمان کھٹکا
درخت بارور مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا

بجا یاد الٰہی مین ہے شب بیداری زاہد
یقین ہے نیند اڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا

نہ تم بیزار ہو ہم سے نہ ہم بیزار ہون تمسے
محبت کا مزا کیا ہے جب آیا درمیان کھٹکا

زمین کو زلزلہ آیا جو میری بیقراری سے
ستارے کیسے کیسے بھڑکے کیا کیا آسمان کھٹکا

در و دیوار کو دیکھا جو دزدیدہ نگاہون سے
مری آنکھون سے اسکو مین نہایت پاسبان کھٹکا

بدی کس روز اس گلرو نے شرط دوستی مجھسے
ہنوز آنکھون مین دشمن کے ہین کانٹا سا کہان کھٹکا

وہ ہے انسان شب بیدار دنیا کے خرابے مین
مسافر کو ہو اس ویران سرا کے درمیان کھٹکا

خدا حامی ہے اپنے بندۂ عاجز کا مشکل مین
نہ وان کھٹکا ہے کچھ ہمکو نہ کچھ ہمکو ہے یان کھٹکا

بغل مین لے کے یوسف کو اکیلا وان سے گذرا مین
قدم رکھتے ہوئے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل نے کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی بھی کی ہمنے کبھی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان دہن دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو رخ درد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پاؤن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلادے گا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان مہ لقا یار کے بوسے لیتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مینے شب وصل اسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جس مست نے بدن دکھلایا

دل کو ان آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی چاہے گا تو اس سے یہ چھٹیگی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دِکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا
آیا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

بھڑکایا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا

تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

میرا جگر جلائے سے کیا ہاتھ آئے گا
اُس در کا پردہ اے نفس آتشین جلا

ہفت آسمان پھنکے جو مرے دود آہ سے
کیا کیا بخار دل سے بخار زمین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری شنگ آتشین
مشعل کیطرح سے تو مری آستین جلا

کیا کیا پری اُتاری ہین شیشے مین آہ نے
جن کو بنا فتیلہ سے اپنے نہین جلا

دنیا مین ہمسا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل شانہ بین جلا

لیلے کے زلف سا ہے دھوان کچھ بلند آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

روئے صبیح یار کا دھوکہ نہ دل کو دے
وہ نازکی کہان نہ مجھے یاسمین جلا

کس لعل آتشین کا ہو دل اپنا شیفتہ
جس پر ہمارا نام کھدا وہ نگین جلا

آہ دست شررفشان کا برا ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھانے جسم پر
نایاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہے نہ ہووے اگر دلین روشنی
آتش چراغ کونسے گھر مین نہین جلا

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا
گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا

ہزار بوسے ہر اک لب کے گن کے لونگا مین
جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا

خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھون مین
مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا

جرس کیطرح سے نالے کرینگے بلبل باغ
اگر وہ یوسف گل پیرہن نظر آیا

ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا
سفید رنگ رخ یاسمن نظر آیا

دکھائی آنکھون نے سیر جہان نگارنگ
قفس کے چاکون سے مجھکو چمن نظر آیا

گریگی برق جمال اسکی بند آنکھون کو
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمۂ حیوان
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا

اُڑھائی چادر آب اسکو مین نے رو رو کر
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا

پیالہ پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم
رُلائیگا جو وہ چاہِ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پرنور کا
چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا

سختی ایام ہے میرے لئے سامان عیش
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین زانو حور کا

کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجیے
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

مین وہ سرکش ہون چمن مین جسکی صورت دیکھکر
آب ہوجاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا

داغ سینے ہوتے ہین گل کھاتے ہین عاشق ترے
گرم بازار اندنون ہے مرہم کافور کا

دین نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے اُلجھا جھاڑ کب بلور کا

آکے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہے عبث
ٹھہرنا اچھا نہین جب ہو ارادہ دُور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہون یاد آتا ہے جب
موسم سرما گذرنا بے تکلف عور کا

تشنۂ خون ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہے بے مقدور کا

ہو نہ اُس لیلے وحشی کا دل دیوانہ محو
سد مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

کس کے داغ دل سے محشر مین ملایا جائیگا
روز اک خورشید کو ملتا ہے خلعت نور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کار ہے
بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصر تن
دخل ہمارا ہمین ہونے دخل ہے مزدور کا

مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیے ،
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا

عہد پیری مین کرون کیونکر مین ترک جام مے
دفع کرتی ہے تشنج دردِ سر مخمور کا

صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہے آتش رشک چشم
یان سفیدی پر سیاہی سے ہے عالم نور کا

دھیان رہنا شرط ہے اُس دلبرِ مغرور کا
فکر سے نزدیک ہو جاتا ہے مضمون دور کا

منہ نہین دیکھا ہمارے سینے کے ناسور کا
رنگ اُڑ جائے گا روئے مرہم کافور کا

نرم ہو کچھ تو دلِ سخت اُس بتِ مغرور کا
کہتے ہین فریادرس اللہ ہے مجبور کا

بوسۂ لب مین دوچار تیرِ مژگان دل ہوا
نیش کھلوایا طمع نے شہد کے زنبور کا

دردِ زخمِ فرقت اتنا خون رُلاتا ہے مجھے
روزنِ دیوار بنجاتے ہین منہ ناسور کا

سامنے اپنے تصور سے سمجھتا ہون تجھے
دور مین نزدیک دکھلاتی ہے انسان دور کا

حوصلہ دل کو ہوا جو دردِ سر کا عشق کے
آنکھون نے پیدا کیا انسان حُسنِ حور کا

محفلِ عشرت مین خستہ خاطرون کو چاہین
تاک مین خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

رنج اُٹھا دے گو رقیبِ مبتذل محروم ہے
نعمتون مین خوان کے حصہ نہین مزدور کا

کون سے دن سیکڑون عاشق ترے مرتے نہین
مشک سے سوداگران ہین آجکل کافور کا

بادہ کا دھوکہ دیا اُس مین پسینے نے مجھے
ناف ساقی پر ہوا شک ساغرِ بلور کا

حق تلف حقدار کا ہووے نہ دورِ نیک مین
چاندنی مین رزق ہوتا ہے عسل زنبور کا

فی سبیل اللہ ساقی نے کی ہر خیر خم
دستِ سائل مین پیالہ چاہیئے بلور کا

آمدِ خط پر تو بوسہ کا نکر انکار یار
شام کو ملتا ہے روزینہ ہر اک مزدور کا

سیرِ یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے
خاک کا پتلا ہے یوسف یا تڑکّا نور کا

یار کے دل مین کب اس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ مین سیری ہے عالم گردنِ مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم مین چینی نے کیا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجیے نہ عاشق سے عزیز
توڑنا اچھا نہین ہے خاطرِ رنجور کا

غلغلہ حرفِ انا الحق کا ہے قلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

اُڑ کے آتش سے کہان مضمون عالی جا سکے
شاہ تیر انداز کب چوکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشمِ مستانہ کی گردش مین تصور ہے اجل
غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اُس رخِ رنگین کے انطاریسے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوشِ وحشت ہے پئے قطع تعلق مقراض
سنگِ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت اربابِ صفا کھوتی ہے قدر
عدم آب سے ارزان ہے بہا گوہر کا

عاشقون سے طلبِ بوسہ کہان جاتی ہے
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفتِ جان ہر فرومایہ کو طاقت ہوتا
چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہے دُود مرے مجمر کا

نالہ عاشق دلِ سوختہ ہے آفت جان
بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہے خاکستر کا

دشمن اَبرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ
زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا

عہدِ طفلی ہی سے ہے مشق تواضع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوبِ تر کا

خال رُخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
بیج چشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا

کیا اثر ہو مری آہون سے بتون کے دل مین
صدمہ کھینچے نہ رگِ سنگ کبھی نشتر کا

آخر کار کیا ہے اُسے مستی نے خراب
ہو سکا ضبط نہ آدم سے مے کوثر کا

جا بندے آتش اگر اہل جہان تجھسے پھرے
مرد یکتا نہ کرین بھاگے ہوے لشکر کا

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی پھولون کی بدھی تو دردِ شانہ ہوا

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
اُڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا

شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گُل چراغ خانہ ہوا

نہ زلفِ یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی
ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

تونگرون کو مبارک ہو شمع کافوری
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گناہگار ہین محراب تیغ کے ساجد
جھکا یا سر تو ادا فرض بیگانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
اُدھر تو آنکھ بھری دم اُدھر روانہ ہوا

دکھادے زاہدِ مغرور کو بھی اے صنم آنکھ
جمال حور کا جاے سوا فسانہ نہ ہوا

بھرا ہے شیشہ دل کو مئے محبت سے
خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ نہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ
یہ گردِ راہ کہان خاک آستانہ ہوا

خدا کے واسطے کر یار چین ابرو دور
بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوبِ خشک صحرا ہون
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہِ ناز بتان سے نہ چشمِ زخم بھی رکھ
کسی کا یار رہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپشِ دل نے آخر اُس کو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے پتا اگر کوئی کھڑکا
سمند بادِ بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی
مین قفل بنکے کلیدِ درِ خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغلِ برق اندازی
چراغِ زندگیِ خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہِ ذقن مین مرا دلِ وحشی
کنوئین مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخِ نیلی کو
یہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہوا

نہین ہے مثلِ صدف مجھسا دوسرا کمبخت
نصیب غیر مرے مُنہ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کہان سے پنجۂ مرجان حریفِ شانہ ہوا

دکھائی چشمِ غزالان نے حلقۂ زنجیر
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قیدخانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

دردِ دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا
جسمِ زار آخر کو تارِ بستر و بالین ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
کاہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے تجھسے اے نسیم
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

دم بھی اس مہمان سرائے دہر مین لینے نہ پائے
آتے ہی یان توسنِ عمرِ روان پر زین ہوا

مر گیا سُنتے ہی اسکے نالۂ مرغِ سحر
وصل کی شب میرے حق مین سورۂ یٰسین ہوا

بل بے بے تاثیر کر دیتا لبِ تیشہ کو نبد
خون ہی ہونا ترا اے کوہکن شیرین ہوا

عاشقون کے مرغِ دل کے خونِ ناحق کے لئے
پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا

روز اول سے دل بیتاب میرے ساتھ ہوا
صورت سیماب مین پیدا ہی بے تسکین ہوا

خود نمک انسان عاقل ہو بزرگ بد نہ ہو
شور دریا سے ہے بہتر چشمہ حب شیرین ہوا

ناز کیا کیا کچھ کیے اُس پادشاہ حُسن نے
عاشقون کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا

عطر ساز آئے جو اُس گل پیرہن کو دیکھنے
عنبر سارا وہ گیسو خال مشک چین ہوا

تول دیکھا ہے میزان خرد مین بارہا
کوہ سے اے نازنین بھاری ترا تمکین ہوا

آسمان تک اُڑ کے پہونچے تھے ہمارے چند اشک
کہکشان اک ضعف اک نصف انہین سے پروین ہوا

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد مین نہین کل بہر فرش
خوش نہو گو آج بندہ صاحب قالین ہوا

منہ دکھا اتو اسے اللہ رے تسکین جان
دل کی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

خوشی ہوتے ہین نادان پہنکر کمخواب کا جوڑا
کفن ہے عاقبت اس عالم اسباب کا جوڑا

شعاع حُسن سے پوشاک کا عالم دگرگون ہو
تمامی کا نہین اُس فتنۂ احباب کا جوڑا

نہین کچھ قدر اسکی صاحب اکسیر کے آگے
ہوس سے بنے ہر چند آب و تاب کا جوڑا

شب فرقت ہوا عنقا الٰہی روز محشر تک
جدا ہووے نہ جفتک کی طرح سُرخاب کا جوڑا

پھٹے کپڑے گزیدے اُس سے ہم بہتر سمجھتے ہین
اگر اُترا ہوا ہوئے تن نواب کا جوڑا

خوش نگر گوئی ان مطرب بچون سے کیا قرین ہو
سر مجلس اُترواتے ہین شیخ و شاب کا جوڑا

حنا کا رنگ بھی ہو بار جس نازک طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤن مین جراب کا جوڑا

شب فرقت مین کافر ہون جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان غش نے آکے مجھپر خواب کا جوڑا

لگاؤن ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے ہی آتش
ستارون کا وہ پائے مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا
تیلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی اے نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنون کچھ تو مری آنکھ جھپکنے کی نہین
قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق مین کبتک رہون اے حسن تباہ
لب دریا جو ہین تو تہ دریا دکھلا
چوٹی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی
صبح محشر بھی بھر اب اے شب یلدا دکھلا
باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا
ایک مدت سے ہون آفت طلب اے گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا
کالے کوسون نظر آتی ہے ولا منزل گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا
عاشقون سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی
زردیٔ خورشید قیامت کو کف پا دکھلا
دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہے فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا
چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی کف پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

آنکھون سے اُس پری کے دل ناتوان گرا
شیشہ ہمارے طاق سے اے آسمان گرا
چشم پر آب نے تن خاکی کو ڈھا دیا
سیلاب کی رسائی ہوئی جب مکان گرا
منڈلا رہی ہین کیون یہ ہما چیل کی طرح
شاید دہان سگ سے مرا استخوان گرا
چلتا ہے کیا اکڑ کے ابھی سے دم خرام
نرگس کا تیرے پاؤن پر اے نوجوان گرا
گلچین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی
الزام رکھیے تو نہ مرا آشیان گرا
نکلی نہ جان زار فراق بتان مین بھی
کہسار سے لپٹ کے نہ مین ناتوان گرا
بجلی وہ بہر خرمن مرغ چمن بنا
جو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا
حسرت مین خواب وصل کی یہ بیخودی رہی
پہرون ہی مجھکو ہوش نہ آیا جہان گرا

دیکھا تھا کیون ان آنکھون نے آتش زنخ کا چاہ
لے کر مجھے کنوئین مین دل خستہ جان گرا

منتظر تھا وہ تو جست و جو مین یہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا
ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونیکی ہمین
حاصل اس آئینہ خانہ مین فقط نظارہ تھا
جب شب مہ مین چکور اُڑتا ہے مرجاتے ہین ہم
پتلیون کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا

کھول کر دل جب مین روتا تھا فراق یار مین
چشم تر منبع تھی ہر موئے مژہ فوارہ تھا
سیل گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک واژگون نقارہ تھا
ایک شب تو وصل جانان کی تواضع اے فلک
چار دن مہمان تیرے گھر مین بیچارہ تھا
روز و شب کے حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا
پیٹتا سر اپنے ماتم مین عزیز و یار کا
قلعۂ کنج لحد کی فتح کا نقارہ تھا
عہد طفلی سے جنون عشق کامل ہے شفیق
شاخ نخل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا
جان شیرین مزد جوے شیر مین تیشہ کو دی
حوصلہ سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا
حالت دل کو بیان کرتا کسی سے مین تو کیا
عشق مین اک مصحف رخسار کے سیپارہ تھا
یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنون سے ہمین
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا
حال اپنا اے صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا
کوچۂ قاتل مین جب شوق شہادت لے گیا
سر نہ تھا گردن پر اپنے بار صد پشتارہ تھا
لوٹتا تھا اس مین بدخوئی سے مین مانند شک
شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا
شان عشق اولی ہے مجنون دودمان عشق سے
ناخلف ناقابل و نالائق و ناکارہ تھا

اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا مین ہو مین
مردم دنیا نمک تھے مین دل صد پارہ تھا

گل سے خوشرنگ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا
آتش عشق نے بنجار چمن مجھکو دیا
عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ
نہ تو رویا کوئی مجھکو نہ کفن مجھکو دیا
زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری
زخم نے پنبۂ پئے زخم دہن مجھکو دیا
گردش چرخ نے غربت مین بھی پہونچایا رزق
جائے نان داغ عزیزان وطن مجھکو دیا
بوسۂ لب نے ترے وصل کی شب اے محبوب
حاصل ملک بدخشان و یمن مجھکو دیا
زلف و دہان افعی ہین یہان داغ جگر مہرہ ہی
حسن نے سانپ اسے عشق نے من مجھکو دیا
جا کے اس غمکدہ سے یاد کرون گا مین بھی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجھکو دیا
میوہ خوردن مین ترے مین بھی ہون اے نخل مراد
تونے عناب لب و سیب ذقن مجھکو دیا

دے کے اک بوسۂ خال لب شیرین ای دوست
تو نے سو نافۂ آہوئے ختن مجھکو دیا

دم نکل جائے گا اُس زلف کے سودے میں مرا
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجھکو دیا

حسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
ڈوب مرنے کے لئے چاہِ ذقن مجھکو دیا

لعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی ای آتش
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجھکو دیا

آئینہ رُخ کا دکھا ہر دم کو آنکھ اوپر اُٹھا
سکہ بٹھلا یار اپنا نقش اسکندر اُٹھا

بسکہ دل جلتا تھا زیر خاک میری قبر سے
شب کو شعلہ بیشتر دن کو دھواں اکثر اُٹھا

سامنے ہوتی نہین اُس شمع رو کے اپنی آنکھ
اے صبا محفل سے پروانہ کی خاکستر اُٹھا

یار نے مُنھ دیکھکر آئینہ توڑا وقت صبح
بد مزاج انسان ہوتا ہے جہان سو کر اُٹھا

مثل عنقا نام تو مشہور عالم مین رہا
گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا بستر اُٹھا

اے دل دیوانہ صابر کو خدا رکھتا ہے دوست
اُف نکر داغ حسینان پری پیکر اُٹھا

اپنی آنکھون مین رہی گو نازنین ہے ای صنم
لعل اُٹھا اب زور پیدا کرکے یا گوہر اُٹھا

جبر کر بے اختیارون پر نہ اے برق سقر
سبزہ کی گور غریبان سے نہ تو چادر اُٹھا

ہو گیا دنیا ہی مین گردن کشی کا انتقام
پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اُٹھا

کشتۂ دیدار مجھسا دوسرا کوئی نہین
سب سے پہلے مجھکو اے ہنگامۂ محشر اُٹھا

دل مین قاتل کے مرے شوق شہادت کا ہے نقش
سرنگون پایا مجھے جب کھینچکر خنجر اُٹھا

چارپائی لے کے آئے یار ہنگامہ ہوا
کیا کہون مین بیٹھکر اُس کوچہ سے کیونکر اُٹھا

صدمۂ رنج خمار آتش کہان تک سہیجے
شیشہ و ساغر برائے ساقی کوثر اُٹھا

مین نے عریان تجھے اے رشک قمر دیکھ لیا
دیدہ و دل کو جو تھا مد نظر دیکھ لیا

نزع مین یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمن و دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا

لے گئی وحشت دل گور غریبان کی طرف
ہمنے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

خون کیا غیر کے دل کو مری جانبازی نے
یار نے چیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

دہن یار ہے اک شعر کسی دن نہ سنا
ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا
بھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے
آنکھ اٹھاکر جو کبھی تونے ادھر دیکھ لیا

رو برو ہونے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا
حوصلہ باقی نہین ہے آسمان فریاد کا
شوق دید رخ نے کھلوایا ان آنکھون کا فریب
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
عرصہ محشر مین جانے ہی جہنم مین پڑا
اور اٹھے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا
دیکھکر مجھکو اکڑتے ہین بہت بالا بلند
کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا
قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز
حکم سلطان سے ہر خون ریزی عمل جلاد کا
مل نہین چلتے ہین کج طبعون سے ہرگز راست باز
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا
زال دنیا تنگ کرتی ہر نہایت ہی مجھے
ہے مگر اس بیوا کا کیا بدن فولاد کا
دوستی بھتی نظر آتی نہین محبوب سے
نازیان اٹھتا نہین وان شغل ہے بیداد کا
اسقدر ایذا ہمین دی ہے بتون کے عشق نے
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا
قامت موزون سے قصد آگے نکل چلنے کا ہے
تاڑے ناہین گے قد اک روز ہم شمشاد کا
دام مین لاکر کیا جب بن چھری اسنے حلال
باغبان بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا
ضبط جوش گریہ سے کرتا ہون اشک آنکھو مین جذب
گرد ہون دشمن ہون لیکن سیل کی بنیاد کا

یاد دور افتادگان ہے آتش اس بت سے بعید
دھیان کب مولا کو آیا بندۂ آزاد کا

آشیانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا
آب و دانہ نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا
حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا
روئے گل بھولے جو منہ دیکھے مرے صیاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
وصف چشم حور کرتا ہے خدا قرآن مین
گلشن فردوس مین بھی دخل ہے صیاد کا
رہ گیا تسمہ جو گردن مین لگا تو رہ گیا
کھینچکر دامن ہین کیا دل توڑتا جلاد کا

بار عشق اسنے اٹھایا اور سلی کی نہ آنکھ
حوصلہ تو دیکھو مشت خاک بے بنیاد کا
شوخ مہندی سے گنہگارون کے خونکا رنگ ہو
ہاتھ ملوانا ہمین منظور ہے جلاد کا
بے نوایان محبت پر گمان بد نہ کر
غبار ابر سے بھی یان دل صاف ہی آزاد کا
گرد رہ سے گو سمجھتے ہین مجھے آدم ذلیل
آنکھون مین گھر ہے مری خاکستر برباد کا
قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا
خاک مین ملوا دیا ہے کر کے بت نے مجھے
شکر ہے کشتہ ہی ہونا خوب تھا فولاد کا
پھوڑنا سر کو ہوا حجت کمال عشق پر
تیشۂ فولاد سے جوہر کھلا فرہاد کا
اے پری رو کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین
شہر پر عالم ہے صحراے جنون آباد کا
قبر پر شیرین لے جاوے اگر انصاف ہو
لنڈ چڑا شاگرد ہووے کوہکن استاد کا

اب بھی او بت آ جو آتا ہے خدا کیواسطے
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتش ناشاد کا

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گم نام و نامی کا
یہ لکھواتا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا
لہو کا اپنے مثل کوہکن مین اب پیاسا ہون
مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا
بلا سے مجھکو ایذا ہو پر اے جوش جنون پہونچے
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
کیا مجھکو جان سے مین نا سوز غم پر فکر کرتا ہون
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا
گلوے نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسی کی حامی کا
حلاوت کچھ تو ہے جو دیکھے اپنی جان شیرین کو
مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا
شکار اپنے پہ مارے حسن کا شاید کہ کھیلے گا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دد و دامی کا
بسر ہو جائے گی کمل کے سایہ مین فقیرونکی
مبارک اہل دولت کو ہو نمگیرہ تمامی کا

الہی سیف زبان سے لون مین کار ذو الفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہو جائے گا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائے گا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا
بھیک کا کاسہ اُسے دست دعا ہو جائیگا
تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائے گا
حالت اُسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے
شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائے گا
پیس ڈالا دل کو خالِ عنبرین یار نے
کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائے گا
کیمیا ہے مہربانی صاحبِ تاثیر کی
مس کیا پارس سے جب آہن طلا ہو جائے گا
بحرِ غم سے پار اُتارے گی ہمین کشتی مے
بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہو جائے گا
خون مسلمانون کے کرتے ہو بہت ملکر اُسے
دل سے کافر کے سیہ رنگِ حنا ہو جائے گا
میکشی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور
نشہ مین اُس کے ہمارا مدعا ہو جائے گا
عیبِ عریانی چھپاکر کیا قیامت کیجئے
اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہو جائے گا
ضد دلاتا ہے عبث آنکھین چھپاکر مجھکو یار
سوزِ دل سے جسمِ خاکی توتیا ہو جائے گا
اسقدر نازان نہ ہولے شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائے گا

یار نے وعدہ فراموشی جو ہے کی تو کی
موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا
سحرِ وصل کریگی شب ہجران پیدا
صلبِ کافر ہی سے ہوتا ہے مسلمان پیدا
دل کے آئینہ مین کر جوہرِ پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا
خارِ دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے
چاک کرنے کو کیا گُل نے گریبان پیدا
نسبت اُس دستِ نگارین سے نہین کچھ اسکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
نشۂ مے مین کُھلی دشمنی دوست مجھے
آب انگور نے کی آتشِ پنہان پیدا
باغ سنسان نکر ان کو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہین مرغ خوش الحان پیدا
اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا
روکے آنکھون سے نکالون مین بخارِ دل کو
کرچکے ابرِ مژہ بھی کہین باران پیدا
نوحہ زن گنج شہیدان مین ہو بلبل کی طرح
آب آہن نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

نقش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
میرے منہ مین ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا

خوف ناخنی مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤ خر ہونے لگے صورتِ انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا

بیحجابون کا مگر شہر ہے اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

اک گل ایسا نہین ہووے نہ خزان جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

اُس کے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا

کوے جانان مین بھی اب اسکا پتہ ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بے روشنی شہر مصر
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

نشہ ہی مین یا الٰہی بیکسون کو موت دے
کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

حسن کھو کر آشنا سے ہوا وہ نونہال
پھولے تب زیر ثمر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب شب شیر اتری کسدن درد سر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

زیب حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا
خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا
بن آئی کچھ نہ غنچہ سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہو جر سینا اسقدر زخم شہیدان کا
تری تلوار کا منہ کچھ نہ کچھ اے تیغ زن بگڑا

تکلف کیا جو کھوئی جان شیرین پھوڑ کر سر کو
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

کسی چشم سیہ کا جب ہوا ثابت مین دیوانہ
تو مجھ سے مست ہاتھی کی طرح جنگلی ہرن بگڑا

اثر اکسیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے
جذامی خاک رہ مل کر بناتے ہی بدن بگڑا

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکرین کھائین
چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلن بگڑا

زوال حسن کھلواتا ہے میوے کی قسم مجھسے
لگا یا داغ خط نے آنکر سیب ذقن بگڑا

رُخ سادہ مین اُس شوخ کا نقش عداوت ہو
نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

جو بد خو طفل اشک سے چشم تر مین دیکھنا اکدن
گھروندے کی طرح سے گنبد چرخ کہن بگڑا

صف مژگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ
شہیدون کے ہوئے سالار جب ہمسے تمن بگڑا

کسیکی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین رُوتا ہون
ہنسا گل کی طرح غنچہ جہان اُس کا دہن بگڑا

کمال دوستی اندیشۂ دشمن ہمین رکھتا
کسی بھونرے سے کسدن کوئی مار یاسمن بگڑا

رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو پہلے سے
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا

رگڑوائین یہ مجھسے ایڑیان غربت مین وحشت نے
ہوا مسدود رستہ جادۂ راہ وطن بگڑا

کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچین نے
الٰہی خیر کیجو نیل رخسار چمن بگڑا

ارادہ میرے کھانیکا نہ اے زاغ و زغن کیجو
وہ کشتہ ہون جسے سونگھے سے کتون کا بدن بگڑا

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

جہان خالی نہین رہتا کبھی ایذا دہندون سے
ہوا ناسور تو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تونگر تھا نبھی تھی جبتک اُس محبوب عالم سے
مین مفلس ہو گیا جب روز سے وہ سیم تن بگڑا

لگے منھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان جسدن
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منھ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو ہے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیے کٹی کیونکر اے بت شب تنہائی
اللہ غنی گاہے گہ نعرۂ یارب تھا

غماز سے خلطہ ہے اس بت کو تو کیا غم ہے
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اس نے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

ایذا جو ہوا اُس خال و گیسو سے تعجب ہے
وہ افعی بے دندان بے نیش بہ عقرب تھا

خون شہدا سے تھی اُس پر جو شفق پھولی
ہمدوش کبود چرخ اُس ترک کا مرکب تھا

اُس قد کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اک مصرع موزون مین سو بیت کا مطلب تھا

موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
اولی تھا یہی میرے حق مین یہی انسب تھا

پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی آنکھو نمین جو کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان و دو قالب تھا

بچے سے ٹلے گا چھیڑا اگر اس کو اے قاتل نہ بن لڑکا
وفا دارون کے خون کا داغ کیا دھبّا ہے کپڑے کا

شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا تڑکا

زوال حسن پر عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
بہار باغ ہوتی ہے خزان موسم ہے پت جھڑ کا

عجب محبوب باشوکت ہے اے باد بہاری تو
صدائے خندۂ گل ہے سواری کا تری کڑکا

جو چاہے سینۂ روشن تو سوز عشق پیدا کر
شعاع مہر ہر اک تار ہے مشعل کے گودڑ کا

زلیخا کو دکھا اے آسمان تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہے حسن کا پری پیکر ہے وہ لڑکا

بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
قلم ہے شاعرون کا یا کوئی ہے رہرو ہے بیہڑ کا

سبب سمجھو نہ آہ عاشق شیدا کو بیدردو
اگر کی بو دھوان دیتا ہے اس تلیانے کے گکڑ کا

روا رکھ کلفت ایام مین بھی قدر نیکون کی
پھٹے کپڑون مین بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا

خزان کے جور سے ایمن بہار فکر رنگین ہے
چمن کا اپنے صرصر سے کبھی پتّا نہین کھڑکا

گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا

دکھا سکو نہ زور اپنا اکھڑپن خاک کے پتلے
گ جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیڑ کی جڑ کا

چھپے ہین حلقۂ گیسو جو اُس رخسار روشن پر
بغل مین ظلمت شب نے لیا ہے نور کا تڑکا

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا
جوانو مین جوان بڈھو مین بڈھا لڑکو مین لڑکا

نگاہ خشمگین آگئے کہان تھی دل جلانے کو
سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑکا

دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
قفس کی تیلیان ٹوٹینگی یہ طائر اگر پھڑکا

ترے فیل فلک رفعت سے تھا وہ لبکہ وابستہ
کمیت خامۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا

لئے رہتا ہے زر مٹھی مین میرے مول لینے کو
وہ بلبل ہون کہ طفل غنچہ کا مجھ سے دم بھڑکا

ہماری قبر سے شاید کہ بوئے شیر آتی ہے
وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین بھڑکا

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہو جب سے دست یار مین ساغر شراب کا
کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہے گلاب کا

دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے رواں
حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوے حور بہشت ہے
خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہین صفحۂ اول کے نو لغت
کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو
دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا

بچھوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ
منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہے
زنجیر مین ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہے زمانے مین روشنی
شب ماہتاب کی ہے تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے
دم بند ہو وے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہو دل داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ ذقن
مضمون مل گیا مجھے چاہ گلاب کا

پاتا ہون ناف کا کمر یار مین مقام
چشمہ مگر عدم مین ہے گوہر کی آب کا

آتش شب فراق مین پوچھونگا ماہ سے
یہ داغ ہے دیا ہوا کس آفتاب کا

کہتے ہین عطر جس کو ہے مردم گلاب کا
اے ترک درد ہے تری جھوٹی شراب کا

خط دیجیو تجھے یار کے ہاتھوں مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا
دیکھا ہے تو نے سامنے رکھکر جو آئینہ
آئینہ برج بنگیا ہے آفتاب کا
کیا کیا تڑارے توسن جلاد نے کئے
بوسہ لیا جو مین نے ترا پکڑ رکاب کا
مشق خرام مین عرق افشان ہے روئے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا
ساقی کی دور کھینچنے سے رکتا ہے دم مرا
انگور سے خوش آتا ہے کھینچنا شراب کا
حرص و ہوا کو سینہ مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا
خانہ خرابی پر کمر موج بندھ چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا
زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا
کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا بھلے لوگ
کعبہ ہے نام ایک کنشت خراب کا
رویا کا حال یار کے آگے کہون گا مین
یوسفؑ کے مُنھ سے لطف ہے تعبیر خواب کا
دریا مین ڈال دو مرے رویکو دوستو
آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا
غنچے کا عقد اس کو سمجھیو نہ اے صبا
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا
اُڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے تار
کھینچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو یہی اے شہسوار ہے
اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہے قدح آفتاب کا
آنکھون مین تیرے چاہنے والونکے داغ ہے
شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا
دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا
اندیشہ گفتگوئے نکیرین کا نہین
رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا
چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا
بے معنی شعر مین نے کسی کا اگر سُنا
اُسپر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا
اُس ترک تک ہو پہنچنے کی تدبیر ہی یا
تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا
پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر
مستون کو عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترکِ نوجوان نے کیا ہے یہ شوقِ تیر
چھٹتا ہے بازون سے پرِ کرگ عقاب کا
حد سے نکل چلا ہے بہت سر یہ پوچھیے
لگتا ہے داغ موے مژہ کو خضاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا
دیکھے جو تیرے دستِ حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا مین غسل کے لئے اُترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا
جو چاہین لکھ لین کاتبِ اعمال چار دن
دیکھون گا روز حشر مین کاغذ حساب کا

بیخود ہو سُنکے مدعی شور و شر پسند
افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علیؑ
صدمہ نہ ہو فشارِ لحد کے عذاب کا

چمن مین شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا
اُن انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھک کے کرون گا جو پھر حجاب آیا
مین موج ہون لبِ ساحل ہین آسمان و زمین
کبھی جو جوش مین دریائے اضطراب آیا

اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا

بسر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح
ملا نہ دانہ جو مجھکو میسر آب آیا
صدائے رعد سے ظاہر ہے برق اندازی
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی
دکھانے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

شبِ فراق مین کار محال مجھسے ہوا
اُڑی یہ نیند مری قدسیونکو خواب آیا
کسی کی محرمِ آب رواں کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

ہمیشہ بلبل و قمری سے بحث نالہ رہی
کسی کمان سے چھٹا تیر مین جواب آیا

شبِ فراق مین مجھکو سُلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

ملا ذہین و ذکی ہر وہ طفلِ ابجد خوان
گیا جو سامنے ملا سرِ حساب آیا

جو علم چاہے تو ہو اہل علم کا پیرو
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا
وہ کوہ اُس بت سیمین کا کوہ تمکین ہے
ہزار ہمنے پکارا نہ کچھ جواب آیا

کمان ساقی یہ صیاد کا ہوا مجھکو
حضور یار جو لے کر لب شراب آیا

چہار حسن سہ چاردہ کو بھول گیا
مراد پر جو ترا عالم شباب آیا

اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا
مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا

ہماری قبر سے آویگی یہ صدا تا حشر
یہ مردہ آیا کہ مجھپر کوئی عذاب آیا

گلال مل کے ذرا میں رخ منور پر
یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا

مقام رشک ہے الفت میں طالع طاؤس
چمن میں قلۂ کہسار سے سحاب آیا

عدم سے ہستی میں جا کر یہی کہونگا میں
ہزاروں حسرت زندہ کو گاڑ داب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
مشغل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا

گیسوؤں سا نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
خال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گل تازہ کوئی اس باغ میں خندان ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ
گوشہ چشم کوئی گوشہ داماں ہوگا

عود کرنے کی نہیں روح نکلکر تن سے
پھر نہ آباد یہ گھر ہوگا جو ویران ہوگا

نالۂ بلبل شیدا میں اگر ہے تاثیر
دست صیاد میں گلچین کا گریبان ہوگا

بوئے مے رکھتی ہے اس میکدہ میں کیفیت
محتسب توڑ کے شیشے کو پشیمان ہوگا

تیری فرہاد کا محتاج میں واماندہ نہیں
اے جرس میرے لئے قافلہ نالان ہوگا

سایہ میں اس کے مری گور کھدیگی اللہ
اے پری رو تری دیوار کا احسان ہوگا

آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہوں جو سیر چراغان ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
خار و گل دیدہ انصاف میں یکسان ہوگا

دست گستاخ میں قزاق کا آتا ہوں نظر
ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا میں خاتمہ ہوں
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا

بعد میرے نہ گرفتار ملے گا مجھسا
زلف خوبان کا سبب حال پریشان ہوگا

بے نیازی سے فریب ایسے بت عیار نے
ہم نہ مانین کے خدا صورت انسان ہوگا

اس کے عاشق ہین زبس خرد و بزرگ اے آتش
رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

ہنگام نزع محو ہون تیرے خیال کا
مشتاق ہون فرشتۂ صاحب جمال کا

پیراہن اس جوان نے جو پہنا ہے جال کا
ملتا نہین چمن مین مزاج اک نہال کا

آلودہ بھگینا ہون کے خون سے ہے تیغ چرخ
ناخنون کو گمان ہے شفق مین ہلال کا

شانہ بنین گے بعد فنا اپنے استخوان
عقدہ کھلے گا گیسوون کے بال بال کا

ہین سہیل مشتری و زہرہ گوش ہین
قطب شمال حسن ہے تل تیرے گال کا

کس کس بشر کو لائی ہے دنیا فریب مین
کیا کیا جوان مرید ہوا اس پیر زال کا

لاتی ہے وان قضا و قدر مرغ روح کو
پانی جہان قفس کا ہے دانہ ہے جال کا

امرد پرست ہے تو گلستان کی سیر کر
ہر نونہال رشک ہے یان خردسال کا

اکدم مین جا ملون گا عزیزان رفتہ سے
کیا عرصہ ہے زمانۂ ماضی سے حال کا

سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہے آشکار
وہ جسم نازنین ہے عبیر و گلال کا

اے دل قضا نہ آئے ادھر ٹکٹکی نہ باندھ
گولی کا سامنا ہے یہ نظارہ خال کا

بوسہ دئے سے حسن مین ہوگی کمی نہ یار
ہوتا نہین زکوٰۃ سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہین دل وحشی کی فکر مین
ہر ترک کو ہے شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق ہر برس آکر پہنا گئی
دیوانہ ہون مین باد بہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

رونے کی بدلے حال پر اپنے ہنسا کئے
پروا ہوا نہ خاک ہمارے ملال کا

دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہوگیا
وہ روئے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا

کرتی ہے یان زبان کمر یار مین کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھون گا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اُس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا
خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا
گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا
حدِ ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا
کھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا
پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک
گیسوئے یار جادۂ راہ عدم ہوا
اقلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب
منحوس جغد سے بھی ہما کا قدم ہوا
یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے
کوئے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا
بیڑا ہمارے قتل کا کیونکر اُٹھاؤ گے
کسکر کمر بندھی ہے تو دردِ شکم ہوا
تو وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائے گا
دیکھین گے روئے یار جو آنکھون مین دم ہوا
ٹوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم
کانٹون پہ آبلون سے ہمارے ستم ہوا
دنیا مین نیک سے ہے فزون بد کا امتیاز
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا
شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہے
ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا
نقش دوئی مٹائے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا
چرخِ دنی نے داغ کیا اندر دل مدام
دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا
مضمون میرزا منشی کلک قلم ہے بند
زیر نگین فکر عراق عجم ہوا
وارستہ خاطری نے کیا داخلِ بہشت
صحرائے بے تعلقی باغ ارم ہوا
تاریخ تیسری کا مگر چاند یار ہے
جسکو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا
ناگفتنی ہے حال بہار و خزان باغ
اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور نم ہوا
رکھی تھی اکدن اُسکی چھڑی مین تونے ہاتھ
ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ
چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا
چرکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز
قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا
نورانی چہرہ پیر ترے ابرو کے نقش سے
محراب بیت کعبہ کا طغرا رقم ہوا
رکھا تھا پاؤن ایکدن اس بد مزاج نے
چین جبین جادہ فشان قلم ہوا
ماتم کدہ ہے اپنا الٰہی کہ بتکدہ
ہر سنگ سینہ کوب ترش کر صنم ہوا

آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان
بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا
راحت سے ایکدن نہ ہوا عشق مین بسر
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا
دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہین قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا
یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا
روئے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا
اڑکر مرا لہو شفق آسمان ہوا
اس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا
ابر سیاہ آہون کا میرے دھوان ہوا
پیری مین مجھکو عشق حسین جوان ہوا
بار دگر کبادے مین زور کمان ہوا
اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا
کس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا
معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا
افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا
دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا
دیکھا جو مین نے اس کو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہوگئی سنبل دھوان ہوا
ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا
کچھ ان دنون مین مشک کا سوداگران ہوا
خوش چشمون کے فراق مین کھائے یہ پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہراک استخوان ہوا
سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن
جوش جنون مرے لئے تخت روان ہوا
انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سوداگران ہوا
پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا
کھینچا گیا نہ پھیر فلک نعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا
تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی
استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا
انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع
سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا
اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہگئی
کانٹے پڑے زبان مین جو سیل بیان ہوا
اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع
زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا
انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا
بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے استخوان
چکی ہمارے پیسنے کو آسمان ہوا
قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند
آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

جوہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا
سبزۂ خط یار کا تنکے مجھے چنوائے گا
بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین جس شوق سے
فاقہ کش سونہ اس رغبت سے حلوا کھائیگا
لالہ رو کہکر لگاتے ہین گل اندامونکے داغ
روز محشر شاعرون کا پوست کھنچا جائے گا
کشتۂ مژگان خوش چشمان مردم کش نہ ہو
شیر کے پنجہ کے زخمی کی طرح چلائے گا
ہے سزوار اہل دولت سے فقیرون کا غرور
ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پاؤن کو پھیلائے گا
کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دلکو کون
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائیگا
راہ مین وقفہ کرے گا جو نہ مثل آفتاب
پا شکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جائیگا
یہ صدا آتی ہے شور بحر ہستی سے مجھے
گوہر مقصود اس دریا سے باہر جائے گا
طفل کے مانند اس پر رال ٹپکے گی مری
باغ عالم مین مجھے شفتالو لب بھائے گا
گوشت کھا کر استخوان میری نہ اے صیاد پھینک
دام مین رکھ دیکھ ہمین زندہ ہما ہاتھ آئے گا
گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی ہمین
ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا

پوست اس کا صرف کفش اے یار ہوگا بعد مرگ
آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤن تک پھیلائیگا

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائے گا
سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
دسترس انگشت تک اس سیم تن کے پائیگا
نقش اپنا خانہ زرین نگین بھلائے گا
چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹھکیلی کی چال
پاؤن مین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا
حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
چشم موسی سے جو دیکھے گا اسے غش آئے گا
آسیا کی گردش اور اس کی سکونت ایک ہے
سیکڑون دل کو وہ تمکین سے ترے پیس جائیگا
ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین مجنون آسے
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئے گا

سرد ہووے گا یہ ہنگامہ نہین رہنے کا گرم / آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا
چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر / شش جہت کو تنگ کر دے گا جو دل گھبرائیگا
عرش ہے اُس بادشاہ حسن کا تخت روان / وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائے گا
بعد مردن بھی رہے گا زلف مشکین کا خیال / گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا
خم لگا دے منھ سے ساقی لب تو تر ہو دین مرے / مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائے گا
اپنی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہے / جس نے سیدھی بات کی اُلٹا اسے لٹکائیگا
مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک / اک نہ اکدن ابر آب آتشین برسائے گا
یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے / امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائے گا

آستان یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نکر
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسیٰ سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا / ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا
دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا / دیوار پھاند جاتا مین درگذر نہ کرتا
زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا / اسم مبارک اُس کا جو نامور نہ کرتا
تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا / قاتل ادھر کی دنیا کوئی اُدھر نہ کرتا
حسن اس کو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا / خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا
اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو / منھ پھیرتا جدھر سے پھر منھ اُدھر نہ کرتا
صندل کو مول لے کر کس کی بلا رگڑتی / مین درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا
آنکھین دکھائین تو نے دیوانے ہو گئے ہم / یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا
آئینہ مین پری سے چہرے کو دیکھئے تو / کیونکر بھلا محبت تمسے بشر نہ کرتا
شیرینی اُن لبون کی رکھتا جو تو تو ہرگز / پانی سے تجھکو پتلا اے نیشکر نہ کرتا
بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران / دو روز ہفتہ اک گل ہنسکر بسر نہ کرتا
اے آسمان کفن کے دینے مین دیر کیا ہے / قسمت کے لکھے مین تو شام و سحر نہ کرتا
ملجاتے خاک مین گو سودا زدے بلا سے / زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

جادو کہن کا اس پر چلتا جو بے چلے گا
گرد اپنے یہ حصارِ ہالہ قمر نہ کرتا
بلبل کا عشق حسنِ گل سے نہین خوش آتا
تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا
تریاق کا ہے جوہر اس جسم سخت جان مین
کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا
اُن دانتون کی صفا کا عالم جو اس مین ہوتا
کس کس کو غرق دریا شوق گہر نہ کرتا
عالم دکھا کے اپنا وہ پنجہ حنائی
میرے حواس خمسہ کو منتشر نہ کرتا
وہ تیر آہ اپنے سینہ مین ضعف سے ہے
جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا
بخت رسا جو زلف مشکین کی طرح رکھتی
معدوم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا
مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو
مین ذکر ارّہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

لکھتا جو نامۂ شوق اس سیمبر کو آتش
تحریر اُس کو خامہ بے آب زر نہ کرتا

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا
بلبلِ مست سے سودائے گلستان نہ گیا
حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق
زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا
واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھنے
تیغ ابرو نہ گئی غمزۂ مژگان نہ گیا
ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی
ساتھ یوسفؑ کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رُخِ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
اُڑ کے پہونچا مرے جوش جنون سے وان تک
پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا
روز و شب زلف و رخ یار کا افسانہ رہا
ذکرِ صبح وطن و شامِ غریبان نہ گیا
مرغ بسمل کی طرح رقص کرین گے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا
کون سے دلمین نہین یاد سے عشق کا نقش
کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجھسا میکش
شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نہ گیا
کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا
تاکیا تو نے نہ اس عیسی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگسِ گلزار کا یرقان نہ گیا
مجھسا غم دوست نہ ہووے گا کوئی دنیا مین
کون سی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا

اے سر رہون مقر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

چھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین تر کین
تم سے شرمندہ مین اے خار مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد و ژولیدہ ہمارا سبزہ مدفن رہا

مردہ سے بدتر بس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے اکدن
نکہت گل پر گمان بوئے پیراہن رہا

آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک
چار دن جس گھر مین تو اے غیرت گلشن رہا

باغ عالم مین ہوا حُسن سیہ سے مجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہے
غرفہ مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

شمع سان رو رو کے یادگور مین شب روز کی
جبتلک میرا چراغ زندگی روشن رہا

اسکو یرقان سیہ تو اُس کو ہے یرقان زرد
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا

چہرہ کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑکر اسکی آنکھین بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لئے رہزن رہا

چندروزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم مین دم جبتلک رہا تیری جلو مین اے جنون
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا

سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا

دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دودو پہر
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

ظہور آدم خاکی سے یہ ہم کو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشہ مین اُتری کہیے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہے میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیان مے کی بتان ہند کو ہووین
جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ ٹھہرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اس کا مکین آیا

نہایت تشنہ دیدار مین خوب اُسکو چوسین گے
اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا

یہ جنس دل بقدر اک نظر اس کو دکھادین گے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہے راہ عشق مین ہمنے
پسینا پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا

بچھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے
سمجھ زیر زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا

سگ کو سے شکار اُس کا بتان خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوے چین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہتا اس کا
بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھون سے اُس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی قبح بین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوے مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مقصد ہے
گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

کیا شکرانہ آب بقا پی کر اُسے ہم نے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اُس مکان کا جس مین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراما کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ بدلنے کی پہلوے یار نیک طینت مین
الٰہی خیر کیجیو گرگ یوسف کے قرین آیا

بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لے کر سیکڑون کرسی نشین آیا

دکھلائے جوہر اپنے آئینہ نے فکر رنگین کے
مقر منکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا

نہوگا حسن کا تجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو ناز نین آیا
صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُس کو
زبان پر میرے صدقے ہونے ماریاسمین آیا
ندیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا
گیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا
گنہ عشق کب معاف ہوا
لے لیا شکر کر کے ساقی سے
درد اس مین ہوا کہ صاف ہوا
تیغ قاتل پر اپنا خون جم کر
مخمل سرخ کا غلاف ہوا
زہر پرہیز ہو گیا مجھکو
درد درمان سے المضاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
سینہ اپنا زمین صاف ہوا
کمر یار نے دکھائی آنکھ
مردم دیدہ خال ناف ہوا
وعدہ جھوٹا نکردہ مرد نہین
قول سے فعل جب خلاف ہوا
فاتحہ کو جو وہ پری آیا
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا
اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
فکر کر کر کے مو شگاف ہوا
رند مشرب ہون مجھکو کیا ہوئے
مذہبون مین جو اختلاف ہوا
وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اُس کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قد راست کو اپنے نگون کیا
محراب قصر تن کا ہمارے ستون کیا
جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون
اب کی بہار مین اسے نذر جنون کیا
دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری
شیشہ مین جس نے تجھکو اُتارا فسون کیا
مجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُس کو آ گیا
مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنون کیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف
کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا
گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا
یوسف سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا

آرائش اہل حسن کو جادو سے کم نہین
بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا
آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون
عاقل نے بسال حال کا اپنے شگون کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مرگیا
شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
مثل حباب کاسۂ مے واژگون کیا
مضمون بندھا نہ ہم سے کبھی نکلے داغ کا
بیرون لبِ زبان سے سوز درون کیا
جو ہر وہ کونسا ہے جو انسان مین نہین
دے کر خدا نے عقل اسے ذوفنون کیا
کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے
کیف شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھون سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو
آتش۔ جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

فرطِ شوق اس بت کے کوچہ مین لگا لیجائے گا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائے گا
کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لے جائیگا
روتے روتے جان جاوے گی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مردہ بہا لے جائیگا
دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمھارے ہاتھ سے
چھین کر اکدن اسے دزدِ حنا لے جائیگا
مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف ہو نہین
دستِ اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لے جائیگا
ایک گل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بگانہ شوق آشنا لے جائے گا
وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہے دیکھیے
اس سرا سے مجھکو کبتک اس سرا لے جائیگا
باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہے بند
کون غنچہ کی کلاہ گل کی قبا لے جائے گا
استخوان اجرت مین دینگے ہم فقیر اے شاہ حسن
عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہما لے جائیگا
کشتی تن بحر ہستی مین رہی برسون تباہ
یار اسے اکدم مین اس کا ناخدا لیجائیگا
حسن دکھلادیگا اے بت تجھین شان اللہ کی
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا

بوسے لیگا دستِ تیغِ قاتل بیباک کے
آتش مقبول اپنا خون بہا لے جائے گا

کیجیے برق تجلی کو اشارا اپنا
لاچکا حسن جہان سوز حرارا اپنا

یادِ خاطر رہی جنبش تری مژگان کو صنم
خدنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا
کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ
حق تو یہ ہے نہین تقدیر سے چارا اپنا
رنگ زرد و لب خشک مژہ خون آلود
گنہ عشق ہین ہم ہے یہ کفارا اپنا
تیغ ابرو بھی چلے تیغ کیساتھ ای قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارا اپنا
آئینہ صاف ہوا دورِ سکندر آیا
خود پسندون کو مبارک ہو نظارا اپنا
راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحرِ ہستی
کشتی دل سے نہووے گا گذارا اپنا
زیر دیوار ہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہین فلک پر ہے ستارا اپنا
بحرِ ہستی مین یہ طوفان ہے علم چھٹنے سے
غوطے کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا
صبح محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار
منہ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورتِ پیرہنِ تنگ نکل جاؤن گا
وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح
منہ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا
کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
بچہ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ
پاؤن تھک کے ہون ہرچند کہ شل جاؤنگا
ضبطِ بیتابی دل کی نہین طاقت باقی
کوہِ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو
تیری حسرت ہی مین اے حسنِ عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
حال دل بر کفِ افسوس مین مل جاؤنگا
شعلہ رویون کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
چلے گل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجھکو
گر میان ہین جو بھی آپ کی مل جاؤنگا
حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
کیا سمجھتا تھا مین دو دن مین بدل جاؤنگا

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش
مرکے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

سمت خورشید رو نوروز کے دن میہمان ہوگا
خدا کے فضل سے برج شرف اپنا مکان ہوگا

کہین چھُٹ بھی سکے آلائش تن روح سے یارب
کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا

دہن مین تیرے دقت ہوویگی دقت پسند دلکو
تامل ہوشگافون کو کمر کے درمیان ہوگا

پیمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے
گذارا بام تک کسطرح سے بے نردبان ہوگا

حواس خمسہ دوری مین کسی کے منتشر ہونگے
فراق دوستان ہمسے نصیب دشمنان ہوگا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

عداوت کی تو کیا حاصل نتھا معلوم اخوان کو
نکلکر چاہ سے یوسفؑ عزیز کاروان ہوگا

ہوائے دہر اگر انصاف پر آئے تو سُن لینا
گُل و بلبل چمن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا

نہین معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا مین
خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا

فضیلت خانۂ کعبہ کو ہے سارے مکانون سے
کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا

غرور غصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اُس نے
اُسے رستم کہین گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا

قدم بھاری ہمارا ہوگا سیر باغ عالم مین
وہ ٹہنی پھٹ پڑے گی جس پر اپنا آشیان ہوگا

نہین اسرار سے آتش یہ پتلا خاک کا خالی
یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا

کمر یار سے کھنچ کر ہوئی تلوار جُدا
بیگناہون سے کھڑے ہووین گنہگار جُدا

مرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جُدا
رُوٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہو نہین بیمار جُدا

سُول دے کر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹین
کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جُدا

نہین گفتار ہے عالم سے نرالی اُس کی
طرز رفتار الگ بندش دستار جُدا

ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہو وہ گُل
یارب انسان کے گلے سے رہے ہار جُدا

حق تعالیٰ نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم
زلف سے پیچ تری لٹپٹی دستار جُدا

چار عنصر کو کرے گی یہ تپ حار جدا
بند بند اس کا کرے گا یہ گنہگار جدا
معنیٔ نو ہین ہر اک فقرہ مین دو چار جدا
لب سے لب کیجیو اس بزم مین زنہار جدا
تیرے سایہ سے کھڑی ہو دیگی دیوار جدا
ساری سرکارون سے ہے عشق کی سرکار جدا
میرے یوسف سے کھڑے ہووین خریدار جدا
کس کے ہر پیچ مین اکدل ہے گرفتار جدا
بام سے در ہے جدا در سے ہے دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش
فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

کھٹکے گا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
شفق آلودہ رہتا ہے ہلال اپنے گریبان کا
جلا ہندو کے مردہ کی طرح زندہ مسلمان کا
روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
ہمارا محضر خون ہے ہر اک پاٹا سکے دامان کا
نہ وہ ہمسنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا
تماشہ قتل گہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا
یقین ہے سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہے مہمان کا
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
ارادہ بندھ رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعان کا
اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا

سوزش عشق سے ہووے گی نفاق انگیزی
تنگ کرتی ہے قبا تجھکو نہایت اے گل
شش جہت مین نہین اس روئے کتابی کا نظیر
حال دل کہنے سے کٹتی ہے زبان شمع کیطرح
خانۂ یار کا سن رکھ یہ نشان اے قاصد
پیشگی دل کو جو دے لے وہ اُسے تحصیلے
بے بہا حسن کا اُس کے نہ بنے گا سودا
ہو نہ ہمسر تری زلفون سے بنفشہ سنبل
یہی رونا ہے جو ان خانہ خراب آنکھون کا

بھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
روان رکھتا ہے خون آنکھون سے ہجر اک نہر تابالکا
یہی جو آتش حسن تابان کی گرم جوشی ہے
حسینون کو دیا دل جس نے اپنی جان پہ کھیلا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
خط شبرنگ حجت ہو گیا جو اُس کی ظلمت پہ
لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون یک قلم آئین
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُس نے
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہے
عدم کو بازگشت روح ہے اگر دز ہستی سے
وہ جانے گا ہماری حالت دل جس نے دیکھا ہے

نہیں کچھ دفتر گل ہی میں لکھی سرگذشت اسکی
شہادت نامۂ بلبل ہے ہر پتا گلستان کا

اٹھادے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
مرے مرزا منش کی آنکھ میں سرمہ صفاہان کا

کیا ہے خانہ زنجیر میں جو یاد صحرا کو
ہوا ہے دوربین ہر ایک روزن سیر زندان کا

پھنسے ہیں بسکہ دل سودا زدون کے تیری زلفون مین
ہر اک موئے رسا پہ اسکے عالم ہے رگ جان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر رکھتا ہے
بلند اقبال ہے تو آستانہ تیرے ایوان کا

ہوا ہے تیری خوش چشمی کا شہرا اے صنم ہر سو
عجب کیا اڑکے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا

قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہے
کہ وہ ہفت کشور زمین ہے تابع تیرے فرمان کا

خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا
جو آنکھیں ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون پان کھا کر کرچکے لعل بدخشان کا
لمو ہندی جو پھیرا جاتے ہو نچہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوئے پیچان کا
نگہبان افعی سنگین ہے اس گنج شہیدان کا

خدا و پنجتن کے عشق نے اسمین جگہ کی ہے
نگین دل پر ہے اپنے نقش ہے مہر سلیمان کا

دل اُس کا ہے خیال یار اگر تشریف فرما ہو
قدم آنکھون کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

فتیلہ اُس کا اُسکی ناک مین دنیا ہوں مین مجنون
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خوان کا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہین ہے نام رہجاتا ہے انسان کا

شب مہتاب مین منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
ستارہ آجکل چمکا ہوا ہے ماہ تابان کا

کہان جاتی ہے یہ ہر چند بھاگے شوق منزل سے
ہمین آگے ہین جب پیچھا کیا عمر گریزان کا

خوشا حال اُس کا امداد جنون سے جو برہنہ ہے
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اُسمین بٹھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسفؑ کے زندان کا

معطل ہین اطبا اُس کے بیمار اچھے ہوتے ہین
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخدان کا

جبین پر اپنے افشان کو جو اُس محبوب نے چھڑکا
کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قران کا

بھرے رہتے ہین مشتاقون سے اپنے آنکھ بھی
اُن آنکھون پر بھی سایہ پڑگیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم ادھر اپنا
بلائے جان خفا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا

رُخ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے
سحر کو کوئی منہ دیکھے تو لیسے مہر تابان کا

زبان سے اُسکے افسانہ دہان یار کا سنتے
پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف راز پنہان کا

اسی سے عاشق اُس محبوب کی فریاد کرتے ہین
شکوہِ حسن عالمگیر سے ہے رُتبہ سلطان کا

نشان تیر اُن آنکھون کی محبت نے بتایا ہے
اُدھر پھر جاتے ہین ہم رُخ جدھر پھرتا ہے مژگان کا

کنوئین لبریز مین نے کر دیے ہین ایسا رویا ہون
خیال آیا ہے جو بے آبی چاہ زنخدان کا

جھپک جانے سے اس کے بند جو ہو جاتی ہین آنکھین
یہ دُھوکا برق دیتی ہے تمھارے روئے خندان کا

سنا کرتا ہون اس کو چھیڑ کر پاؤن سے مین مجنون
مری زنجیر کا نالہ ہے افسانہ بیابان کا

کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھین منور ہون
دل احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا

وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر ٹالا
لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس نسا کا

بہار آئی ہے سائل ساغر مے کا ہو ساقی سے
چمن سرسبز ہین آتش کرم ہے ابر باران کا

رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اُجالے مین رُویا کیا

ہمیشہ لکھے وصف دندان یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
مین جاگا کیا بخت سویا کیا

رہی سبز بے فکر کشت سخن
نہ جوتا کیا مین نہ بویا کیا

برہمن کو باتون کی حسرت رہی
خدا نے بتون کو نہ گویا کیا

مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھویا کیا

زنخدان سے آتش محبت رہی
کنوئین مین مجھے دل ڈبویا کیا

گوش زد جس کے تمھاری چشم کا افسانہ تھا
آہوئے مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا

شب جو آنکھون کو خیال گیسوئے جانانہ تھا
پنجۂ مژگان کو حکم دست خشک شانہ تھا

خواب مین مجھکو خیال نرگس مستانہ تھا
آنکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا

اے پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہی چراغ حُسن بے پروانہ تھا
حُسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
پردہ مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
اُٹھتے ہی تیرے دگرگون ہوگیا رنگِ نشاط
جام خالی میکدے مین سنگ ماتم خانہ تھا
واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا
آجکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین
عالمِ ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا
نیند اُڑ جاتی جو سُنتا یار میرا حال دل
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا
بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دونومین ایک
کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا
پردہائے گوش تک سُننے کو آجاتی ہی جان
کسقدر دلچسپ حُسنِ یار کا افسانہ تھا
حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون
آفتاب ذرہ پر در جلوۂ جانانہ تھا
جوہر جام جہان مین حُسن کے یہ روشن ہوا
بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا
لعل لب دونون تھے اے محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو منہ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا
شوق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رُو
سیکڑون ہی تودۂ خاکستر پروانہ تھا
مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھُلا
عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا
ساقیا تعریف تیرے میکدے کی کیا کرون
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا
سبکہ رکھتا تھا ہر اک امنین سے ہیرے کی چمک
جوہرون سے خنجرِ قاتل جوا ہر خانہ تھا
واہ ری نیرنگ سازیِ طلسم زندگی
محوِ بت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا
سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی کی حصول
بادشاہ وقت زلفون مین تمھارے شانہ تھا
بھول کر تجھکو کسی مشکل مین کرتے یاد ہم
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا
روشنی دل مین تصور سے تھی حُسن یار کی
گنج کی دولت سے مالا مال یہ دیوانہ تھا

حُسن دیکھ عاشق شیدا دیے اللہ نے
ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

عشق کہتے ہین اسے خمِ ابرو کا
صورت زخم لہو تا دم آخر تھوکا
نشہ مین کرتا ہے کار دلِ وحشی وہ ترک
آتش مے سے لگاتا ہے کباب آہو کا

دم فنا دیکھنے والون کے کیا کرتا ہے
سیفی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا

نگہ لطف کی حسرت یہ سکھاتی ہے ہمین
ڈھونڈھیئے سرمہ اُن آنکھون کے لئے جادو کا

کہتے ہین سنبل فردوس بھی شاعر اس کو
سلسلہ دُور پہونچتا ہے ترے گیسو کا

رُخ پر نور کے سودے مین مسلمان ہوے زرد
خال کافر نے لہو خشک کیا ہندو کا

اُس پری رُو نے کھلایا ہے جو سرمہ اُن مین
پتلیان آنکھون کی پتلا ہوئی ہین جادو کا

کیا کہون اُس بت چینی کی صفا کا عالم
نام کو دخل نہین سارے بدن مین مُو کا

جان لے گا مری اُس چشم سیہ کا سودا
ڈر چھلاوے کا بھی رکھتا ہے شکار آہو کا

خط پشت لب یار آنکھون مین پھر جاتا ہے
دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنار جو کا

مصرع قد مین ترے یون تو ہین معنی بلند
اک لطیفہ ہے یہ اُس مین کہ ہے دو پہلو کا

کیا کہون آگئی ہے نیند کس آسائش سے
ملگیا سر کو جو تکیہ ہے کسی زانو کا

سیر گلزار بہشت کی نہ لگا دل بے یار
خار اُس خو کا نہ دیکھا نہ تو گل اس بو کا

سارے نخلون سے شرافت مین ہے بالادستی
سرو شجرہ ہے مرے گل کے قد دلجو کا

مادہ ہو باد بہاری سے نہ بلبل کا دماغ
بوئے گل پر جو پڑے سایہ تمھاری خو کا

ہی شوق آنکھون کو ہے سارے مہینے رہتا
ماہ نو دیکھ کے منھ دیکھئے اُس خوشرو کا

شمع محفل نکر اُس شوخ سے گستاخ ای شوق
چاہیے خلوت اسے وقت نہین قابو کا

فکر کے زور سے باندھا نہین جاتا آتش
ہاتھ آیا ہے جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا
اے جذب دل جو کچھ تری امداد سے ہوا

مومن سے بہتر اُس کو سمجھتے ہین اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گل پر شرف ترا رُخ خوشرنگ لیگیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

زلفون کے دام دیکھ کے گل بھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہین صیاد سے ہوا

تیرے الف سے قد نے کیا ہے جسے فقیر
مرشد وہی ہے فرقۂ آزاد سے ہوا

رونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق مین
خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح سے ناز کئے جب ظہور عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا
تیغ قضا سے جبکہ نہ بچا کہین بچاؤ
باہر کھڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا
اے موت روز حشر کرے گا نہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا
فریادرس جو داد نہ دے اُس کی جو رضا
جس نے سُنا وہ عشق مری فریاد سے ہوا
سیر اپنے باغ کی بھی نہ کرنے دی کفر نے
کارِ بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا
عیسیٰ نفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا
تیرے ہی گنج حسن کے سودے مین عہد کو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا
عاشق کو جنکے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ
خون بیگناہ کا نہین جلاد سے ہوا
تا کوئے یار اشک بہا کر نہ لے گئے
نیکی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا
کیا کیا گناہگار محبت کئے ہین قتل
کس کس کا سر نگون مرے جلاد سے ہوا

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا
شیرین کے دل مین گھر تو نہ فرہاد سے ہوا

کشتہ ہون گرم جوشی ہرجائی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہے فصلی بخار کا
نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا
بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجھ کو مبارک ہو یار کا
رنگ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا
سوے کمر کو رتبہ ہے سُونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شب تارِ فراق نے
دکھلا دیا سودا ہمارے دیار کا
کرتا ہے مجھسے ابلق ایام شوخیان
پہچانتا نہین مگر آتش سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہے گویائی کا نشان
طوطے کا پر ہے سبزہ ہمارے مزار کا
جلوے سے روئے یار کے ہے گھر مین روشنی
ماہ چہاردہ ہے چراغ اس دیار کا
اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گلچین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا
عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہے سامنے
پھرتا نہین ہے تیر سے مُنہ اس شکار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا

اہل صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز
روشن ہر حال آئینہ سے زنگ بار کا
چلنا پڑے گا ملک عدم کو پیادہ پا
اس راہ مین نہین ہے گذارا سوار کا
مطلب نہین ہر عاشق یوسف سے یار کو
وہ ترک آشنا نہین زخمی شکار کا
آتش یہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا
داماں زین چھوا ہے جو اُس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
صیدا نبا رہا ہون گریبان کے تار کا
اُس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہون
ظل ہما سواد ہے جس کے دیار کا
پیری مین داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو
بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا
وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھون کو روگ دیگئے ہو انتظار کا
آتی ہے مجھکو شہر خموشان سے یہ صدا
تاریک لحد ہے سواد اس دیار کا
فصل بہار آئی کہین قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا
دست علیؑ کی ضرب کا جنبش مین ہے اثر
اُن ابروون مین معجزہ ہے ذوالفقار کا
بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا
چلتی رہی چھری تری اے ترک صید پر
فوارہ چھوٹتا ہے خون شکار کا
گیسو نے قرب آئینہ روے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا
پیچھے نہ پانون معرکۂ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا
باز آوین گے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا
پھندے مین زلف یار کے جب سے پھنسا ہے دل
دیتا ہے صدمہ روح کو بستہ شکار کا
بے یار داغ ہوتا ہے لالہ کو دیکھکر
آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا
پیکر شراب موسم گل مین ہوا مین مست
حاصل کیا پیادہ نے رتبہ سوار کا
اُس شمع رو کی بعد فنا بھی ہے جستجو
ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنے غبار کا

آتش نہ پوچھ ہجر مین اک نونہال کے
سوز درون سے حال ہے کہنہ چنار کا

کرینگے افترا شاعر قبائے یار پر کیا کیا
بندھین گے باندھنون اُس لٹ پٹی دستار پر کیا کیا
اندھیری رات مین ہوتے ہین صدقے کبک اُڑ اُڑ کے
تمھارے چودھوین کے چاند سے رخسار پر کیا کیا
گیا ہون بعد مدت کے جو مین دیوانہ صحرا مین
پڑی ہے آبلون کی آنکھ نوک خار پر کیا کیا
شب فرقت مین اس کان ملاحت کے تصور نے
نمک چھڑکا ہے زخم دیدۂ بیدار پر کیا کیا
نہ طاؤسون کو یہ طرز روش آئی نہ کبکون کو
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا
سُونگھا کر تو نے جو سیب ذقن اچھا کیا اُس کو
ہوا رشک اہل صحت کو ترے بیمار پر کیا کیا
گیا وہ ماہ جو صبح شب وصل اپنے گھر مین سے
اُداسی برسی ہے بام و در و دیوار پر کیا کیا
ہوا تجھ سے نہ عشق اے حسن کس کس کو زمانے مین
ستم تو نے کیے ہین کافر و دیندار پر کیا کیا
لبون پر مستی و پان کیسے کیسے رنگ لائے ہین
لپا ہے سُرمہ تیری نرگس بیمار پر کیا کیا
صفا آئینہ کی وہ چہرۂ محبوب رکھتا ہے
پھسلتی ہین نگاہین یار کے رخسار پر کیا کیا
کمان سے دی کبھی تشبیہ ہم نے تیغ سے گاہے
کہی ہین پھبتیان اُس ابروئے خمدار پر کیا کیا
فنا کی جان مصری کے عوض مین زہر کھا کھا کر
موئے طوطی تری شیرینی گفتار پر کیا کیا
چمن مین جا کے رُویا مین جو یاد روئے رنگین مین
گری ہے اُوس اشکون سے مرے گلزار پر کیا کیا
مٹانے یادگارون کو تری خنجر کے آیا تھا
مرے زخمون نے تھوکا مرہم زنگار پر کیا کیا
چٹانے کو جو سنگ اے ترک اُسے تو نے گھسیٹا ہے
شہادت خواہ پھڑکے ہین تری تلوار پر کیا کیا
رُکی وان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی
چمن مین گُل سے کھٹکا ہوئین قرب خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانہ حسن یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

گلون نے کپڑے پھاڑے ہین قبائے یار پر کیا کیا
حنا پس پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا
کیے ہین شکر کے سجدے جفائے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خطائے یار پر کیا کیا

خیال آتا ہے اُس خوش قد کو جو صورت نمائی کا
ہوئے ہین آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا
جزائے خیر دے خالق انھین پان اور مسی نے
دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا
کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیشتر ہم نے
ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا
سمجھا رکھا ہے احوال قیامت ہمنے آنکھون کو
بندھے گی ٹکٹکی اپنی لقائے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
اُڑے مفلس در دولت سرائے یار پر کیا کیا
کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر
ملین ہین ہمنے آنکھین پشت پائے یار پر کیا کیا
کیا ہے اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے
گریبان چاک ہوتے ہین قبائے یار پر کیا کیا
قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے
ہماری جان نکلی ہر ادائے یار پر کیا کیا
اُٹھانے دی نہ آنکھ اور شب وصل اس پری رو نے
چڑھا ہے جن مری ضد سے حیلئے یار پر کیا کیا

نہین آئیگا میرے بعد شانہ کا خیال آتش
پڑینگے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

معاف ہو دیگا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا
گناہ بخشے گا اللہ ہے غفور ہمارا
ترے جمال کے نظارے سے ہوئے ہین یہ روشن
زبان جو ہو کہین آنکھین تو ہو نور ہمارا
عدم سے شوق تمھارا اکشان کشان ہے لے آیا
کہو تو شب یہین رہ جائین گھر ہے دور ہمارا
اندھیری رات مین نکلے تو نور روز ہو شب مین
چراغ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا
شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپک کے بہے گی
ہزار شیشۂ دل ہوئے چور چور ہمارا
قرار کرتے ہین صورت سے تیرے دلکی جو غم ہین
نشاط عیش ہمارا ہے تو سرور ۔ ہمارا
مآل کار کا دھیان آگیا کمال ہی رو نے
گذر ہوا جو کبھی جانب قبور ہمارا
سمایا دیدۂ مشتاق مین وہ غیرت یوسف
پسند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا
کھلا یہ آپ کی آرائش جمال سے صاحب
حنائی ہاتھون سے خون ہوگا بے قصور ہمارا
گئے جو ذرون مین اے رشک آفتاب تو اپنے
بہت ہی مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا
تمھارے تکیہ سے یہ عرش پر دماغ ہے اپنا
تمھارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا
بہشت مین بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت
مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا

یہ حسن و عشق سے رسوائے دہر گر ہوئے ہم تم
گناہ اس مین تمھارا نہ کچھ قصور ہمارا

جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھیے کمر اپنی
سفر زیارت کعبہ کو ہے ضرور ہمارا

مزا صیاد لوٹین گے ہمارے شعر موزون کا
نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا

رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزون کا
نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ قصر ایسا فریدون کا

چمن آئینہ ہے گل عکس ہے رخسار گلگون کا
رہا جو سرو پر چھاوان ہے تیرے قد موزون کا

تری دیوار کے سایہ کو مین سر پر سمجھتا ہون
جو دھیان آتا ہے خوش اقبالی بخت ہمایون کا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتے ہین
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا

کہن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانون کی
وہی عشق آج تک ہے مجھکو حسن روز افزون کا

زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجئے کیفیت
بہار آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا

لب جان بخش کی جنبش یہ ایما ہے ان آنکھون سے
تمھارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا

نگہ سیری نہین مد نظر پر غیر کے پڑتی
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا

قرار اس کو نہین آتا ہماری بیقراری سے
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا

سیہ شوخی سے اپنی ہو کے مہندی اس پری کی
حنا پیدا کرے گی رنگ مجھ سودائی کے خون کا

تلاش اے نوگل خندان ہے تیری کسقدر مجھکو
نہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا

بنایا صبح سے تا شام اُن کو آئینہ رکھکر
بلا سے اس مین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا

محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا

نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن مرگ کا سامان
صدائے چنگ گولی تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا

نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے
قضا دکھلا چکی مُنہ مجھکو میرے تشنۂ خون کا

گھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
سگ لیلیٰ کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا

بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
وہ رُخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا

جنون لے چل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا ملتا نہین نعمت سے اپنی بدنصیبون کو
نہ دیکھا لالۂ داغی کو اکدن نشہ افیون کا

صفا کے واسطے مسّی جو وہ بت دانتون مین ملتا ہے
خدا حافظ ہے آتش آبروئے در مکنون کا

تری زلفون نے بل کھایا تو ہوتا
ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا

رخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا
گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا

چلے گا کبک کیا رفتار تیری
یہ انداز قدم پایا تو ہوتا

نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم
قیامت قد ترا لایا تو ہوتا

بجا لاتے اسے آنکھون سے اے دوست
کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا

تری صورت سے ہنسنا تھا نہ لازم
گلون نے منھ کو بنوایا تو ہوتا

اکڑنا بھول جاتے سرو شمشاد
یہ قد بوٹا سا دکھلایا تو ہوتا

کہے جاتے وہ سنتے یا نہ سنتے
زبان تک حال دل آیا تو ہوتا

صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو
نہ گڑ جاتا تو پتایا تو ہوتا

سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہو جائیگا
چوکڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا

نام تیرا اس کو ورد اے گلبدن ہو جائیگا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائے گا

موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑے کھائینگے
دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا

حسن کا عالم دکھادے گی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا

عشق شیرین مین عبث دونون کو ہے آپس مین رشک
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائے گا

خلعت شاہی نہین اے بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اس کو یہ جامہ کفن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہے گا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اکدن مری تمثال ہوگے یار سے
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائے گا

چشم کے چشمون مین اُنکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اُتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا

روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نڈال
سامنا قصاب کا اے برہمن ہو جائے گا

سکۂ داغ وفا اکدن مرے کام آئین گے
عشق کے بازار مین ان کا چلن ہو جائے گا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہووین گے ترے
آب زہرہ دیکھ کر چاہِ ذقن ہو جائیگا

چاردن ہے گرم بازار شباب ای نونہال
کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پر اترانہ اے گیسوئے یار
عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پر کسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

دم فنا اپنا کرے گا کوہکن سر پھوڑ کر
غمزۂ شیرین فریب پیرزن ہو جائیگا

ہر گھڑی ہردم ترقی ہے جمال یار کو
روح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا

وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی بہار
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائے گا

دم مین دم جبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے
میرے اُس کے اتفاق روح و تن ہو جائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کرے گی خامشی
مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا

منزل مقصود دکھلادیگی توفیق ازل
دوست دشمن ہون گے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائے گا

ہلال عید ہے بے یار جانی فعل ماتم کا
نہین ہے غرۂ شوال عشرہ ہے محرم کا

نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے
خدا نے کر دیا حاکم مجھے اکسیر اعظم کا

تصور یار کے دندان کا ہیرے کا نگینہ ہے
ہماری آنکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا

حیا سے حسن کی عفت کو لعل یار سے پوچھو
مسیحا سا ہے شاہد پاکدامانی مریم کا

شکستون پر شکستین چوٹ پر کھائی ہے چوٹ اپنے
کھلونا ہے ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

تصور سے اسے ایوان دل میں میں لگاؤں گا
صفا سے پیکر یار آئینہ ہے قد آدم کا
جنازہ ہو چکا تیار اے سرو روان اپنا
شگوفہ پھولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا
ہوائے فصل گل بھڑکا رہی ہے آتش گل کو
چمن میں کر رہا کار روغن آب شبنم کا
خموشی قتل کرتی ہے صنم للہ گویا ہو
لب جان بخش پر ہوتا ہے شک عیسیٰ بدم کا
ہوا ہوں مو سے لاغر میں پڑے ہیں آنکھوں میں حلقے
پریشان کر رہا ہے حال سودا زلف پرخم کا
چھڑانے سے ہو گی دیو کے زیر نگین کشور
تکلف ہے تو انگشت سلیمان میں ہے خاتم کا تصرف
چمن میں جا نکلتا ہوں جو بے اس حور جنت کے
حرارہ آتش گل لاتی ہے نار جہنم کا
عتاب یار سے رنگ رخ مریخ اڑتا ہے
نگاہ خشمگین کرتی ہے زہرہ آب رستم کا
بلائے جان ہوا تیرا لگاڑا اے مایۂ شادی
بنایا کاہشوں نے ہجر کی پتلا مجھے غم کا
وہ بت بھی راہ مولا دے اگر لو سے تو بہتر ہے
سخاوت سے زمانے میں ہے ذکر خیر حاتم کا
تری ابرو کا دل اے ترک کشتہ ہو زہے طالع
خوشا حال اس کا جو چورنگ ہوا اس تیغ خونی خم کا
فقیری نے دیا ہے رتبۂ اعلی بادشاہی سے
دو عالم میں مرا دل ہے جہان میں جام تھا جم کا
بھر آیا زخم دل منہ چومنے سے یار جانی کے
نہ تھا معلوم شہد لب اثر رکھتا ہے مرہم کا
نگاہ زہر آلودہ سے اسکا یہ اشارہ ہے
کہاں تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا
ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر
گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا
کف افسوس مل مل کر گریبان چاک کرتا ہوں
خیال آتا ہے اے رشک پری جب تیری محرم کا
لہو پانی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کے
ہمارے دیدہ تر سے ہے عالم چاہ زمزم کا

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان اے آتش
ہر اک نام الٰہی میں اثر ہے اسم اعظم کا

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا
دردمندوں نے ترے منہ نہ دوا کا دیکھا
تیرے پھرتے ہی اداسی سی چمن پر چھائی
رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
گورے منہ کی ترے یاد آئی سنہری افشان
لوح سیمین پہ اگر کام طلا کا دیکھا
سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ جاتا
تم نے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

دست و پا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکر
نوچتا ہون جو کہین پیڑ حنا کا دیکھا

ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلی
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا

جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا

تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن
عرش پر ہم نے دماغ اُس کے گدا کا دیکھا

پھانسی دینے مین احبا کے نہ کوتاہی کی
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا

اے شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا

پھر گئین آنکھین ہماری طرف کوچۂ یار
جانب کعبہ جو رُخ قبلہ نما کا دیکھا

ہر ستارے سے لڑی آنکھ ہر اک گُل سونگھا
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا

ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائین آنکھین
رُخ جب اپنی طرف اُس مہر لقا کا دیکھا

جوہر لوح کیے نشۂ مے نے روشن
ٹوٹتے ہمنے طلسم اُن کی حیا کا دیکھا

سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سرو شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
قد بالا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا

التجا کرتا ہون اللہ سے وصل بت کی
ہاتھ اُٹھائے جو محل مین نے دعا کا دیکھا

روئے گُل دیدۂ بلبل سے گرا اے محبوب
رنگ مہندی سے جو تیرے کف پا کا دیکھا

چھلکے یاقوتی لب کو ترے بیخود ہوئے ہم
نشہ معجون مین مے ہوش ربا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش
گرم جس نے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو لیس و پیش ہو ارزان و گران کا

دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا

نقدون سے تو سودا نگیا حسن بتان کا
دانتون سے مگر کاٹنا باقی ہے زبان کا

عقدہ کھُلے اس گُل کے جو غنچہ سے دہان کا
موہوم سمجھتا ہون تصور اپنے گمان کا

شک ہے کمر یار کے اوپر رگ جان کا
کیسی رگ گل رشتۂ باریک کہان کا

سینہ تمنے شب وصل مین کس واسطے ڈھانکا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہے کہان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوئے رسا کو
اُترا ہوا چلّہ کہون ابرو کی کمان کا

لہرا کے نہ اُلجھے مژہ یار سے گیسو
سوزن نہین دے سکتی ہے زنجیر کا ٹانکا

اک ترک کے ابرو کے اشاریکا ہون بندہ
درکار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا

فرقت مین تری صبر نہین ہونے کا مجھسے
بوجھ اُٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہین رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس
رفتار مین عالم ہے ترے باغ روان کا

تفتیش جو کرتے ہین مرے حالت دل کی
در پردہ پتہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا

سودا زدون کی طرح کیا کرتے ہین باتین
بے قصد گذارا نہین اب اپنی زبان کا

پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے تجھسے
مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

اک آبلہ پک پک کے خموشی سی ہوئی ہے
کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا

زیبندہ سخن گویون مین ہے خواجگی ہم کو
ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا

غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے
اندیشہ باطل ہے ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے
کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری
دروازہ کھلا اپنے لئے باغ جنان کا

طوفان نہ کرائے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رُلوا
بھاری ہے چمن پر قدم پر اس آب روان کا

بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اس کی
کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جس نے بنایا
جنت مین نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا

لطف دو جہان حسن سے ہے یار مین میرے
چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

جان بر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر
آخر مین دق اول مین مرض ہے خفقان کا

بنیاد فنا دون کی ہے آغاز سے اس کے
انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری مین جوانی سے کہان پیچھے آتش
اب اپنی غزل خوانی ہے غل برگ خزان کا

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہو گیا
مدح حیدر سے کمیت خامہ دُلدُل ہو گیا

زلفِ پیچان سے پریشان حال سنبل ہوگیا
گل ترے آگے چراغِ لالہ و گل ہوگیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہوگیا
محفلِ جمشید برہم ہوچکی قل ہوگیا
انتہائے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہان
ابتدائے عشق مین چندے تحمل ہوگیا
لے لیا جس نونہال حسن نے بوسہ دیا
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہوگیا
کون ہے جو اُس کی جانب کو کھنچا جاتا نہین
حُسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہوگیا
نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روئے یار مین
گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہوگیا
مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہِ یار سے
پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہوگیا
تو نے رکھوائی جو کاکل اے بت بالا بلند
طرۂ شمشاد باغ حسن سنبل ہوگیا
جب وہ شاہ حُسن نکلا گرد تیغ اُسکے ہے
عشقبازون سے سواری کا تجمل ہوگیا
کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
مومنین کا مصحف رُو سے ترے قل ہوگیا
تیرے آنے کی خوشی نے کردیا یہ رنگ سرخ
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گُل ہوگیا
بے تکلف بند کھولون گا قبائے یار کے
جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہوگیا
بسکہ انگشتِ حنائی مین رہا تھا مدتون
لالہ بیداغ چھلّے کا ترے گُل ہوگیا
بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے وہ موئے مشک بو
رفتہ رفتہ مغز سر سودائے کاکل ہوگیا
جوش پر آیا جو ہجر یار مین دریائے اشک
تہ ہوا سطحہ زمین کا آسمان پل ہوگیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہوگیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہے جو اے قاتل قضا
زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا
زندگی مین کردیا ہے مجھکو مردہ عشق نے
میری قبض روح کو آتی ہے لاحاصل قضا
خواب غفلت مین نہ کھو ہنگام پیری اے کمان
چونک ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا
دل نہ دون گا پیشتر سے دیکھا ہون یار کو
جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا
بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری
کرچکی تیرے شہیدون مین ہمین داخل قضا
بزم دنیا سے اٹھاتی ہے تو غم اس کا نہین
عالم ارواح کی دکھلائے گی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہین اُٹھ سکنے کا معشوق سے
پہلے مجنون سے کرے گی لیلی محمل قضا

عاشق حسن بتان سنتی ہے بیرون سے مجھے
دق کرے گی خون تھکوا کر بنے گی سل قضا

نزع کی ایذا سے ہو جاویگی اکدم مین نجات
سہل کر دے گا خدا ہرچند ہو مشکل قضا

مین اُسے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین
مین تو غافل ہون مگر مجھسے نہین غافل قضا

پاس اپنے وعدے کے اوپر سمجھتا ہون اسے
دور ہو ہرچند مجھسے سیکڑون منزل قضا

حسن سے اک شمع رو محبوب کے ہے دل کو عشق
مثل پروانہ سمجھتا ہون سر محفل قضا

آجکل ہونا ہے سوز عشق سے جل جلکے خاک
کھیلتی ہے شمع سان سر پر ترے اے دل قضا

پہر قبض روح آتش حور بنکر آئے گی
عشق بازی مین اگر سمجھی تھین کامل قضا

طرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا
اندھیر گیسوئے سیہ یار نے کیا

گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا
مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا

نازو ادا کو ترک مرے یار نے کیا
غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا

افشان سے کشتہ ابروے خمدار نے کیا
جوہر سے کام یار کی تلوار نے کیا

قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی
کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا

میری نگہ کے رشک سے روزن کو جا دی
رخنہ یہ قصر یار کی دیوار نے کیا

سودائے زلف مین مجھے آیا خیال رُخ
مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا

حسرت ہی بوسہ لب شیرین کی رہ گئی
میٹھا نہ منہ کو تیرے نمک خوار نے کیا

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین
پانی مرے لہو کو اس آزار نے کیا

سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج
اکسیر مجھکو میرے خریدار نے کیا

قد مین تو کر چکا تھا وہ احمق برابری
مجبور سرو کو تری رفتار نے کیا

حیرت سے پا بگل ہوے روزن کو دیکھکر
دیوار ہم کو یار کی دیوار نے کیا

پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن
کافر تجھے ترے بت پندار نے کیا

کاوش مژہ نے کی رُخ دلبر کی دید مین
پائے نگاہ سے بھی خلش خار نے کیا

عاشق کی طرح مین جو لگا کرنے بندگی
آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا
اعجاز کا عجب لب جان بخش سے نہین
بیمار اُس کو مصحف رخسار نے کیا
طرّہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین
کس کس لپیٹ سے تری دستار نے کیا
آنکھون کو بند کرکے تصور مین باغ کے
گلشن قفس کو مرغ گرفتار نے کیا
نالان ہوا مین اُس رخ رنگین کو دیکھکر
بلبل مجھے نظارۂ گلزار نے کیا
بہکا کے مجھے بات جو اُس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا
اُٹھا اُدھر نقاب تو پردے پڑے ادھر
آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا
لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دُور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا
ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہم کو جلاکار نے کیا
حلقہ کی ناف یار کے تعریف کیا کرون
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابرو خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ بناتی ہے سنگ کا
سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ بنگ کا
اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ سے پتلا ہے سنگ کا
دریائے حسن چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا
مژگان نہین ہے آرہ ہے پشت نہنگ کا
کلمہ پڑھین کے دونون مرے خانہ جنگ کا
زاغ کمان ہوا اس مین کہ طوطہ تفنگ کا
مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
جلدے ہے دور دور شراب فرنگ کا
غیرت کا کوئے عشق و جنون مین گذر نہین
ہوتا ہے تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
صوفی ہین دور جام ہے جوش بہار ہے
خرقے مین اور داغ مے لالہ رنگ کا
اے بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ مین ضرور نہین فرش سنگ کا
معجون آب و گل ہی سے رہتے ہین مست ہم
کس کو دماغ ہے مئے یاقوت رنگ کا
سنتا ہون تختہ پھولا ہے نرگس کا باغ مین
آنکھین لڑا لیے جو ارادہ ہو جنگ کا

مرغ چمن کے نالوں سے ہے یہ صدا بلند
قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا

رتبہ ہے پست تخت سلیمان کا اے پری
پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا

وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز
یک رنگ آشنا نہیں ہوتا دو رنگ کا

تیار رہتی ہیں صف مژگاں کی پلٹنیں
رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا

پھر دن سے کم نہیں شرر آہ آتشیں
طاؤس آسمان ہو شکار اس تفنگ کا

زور کمان ہے ابروے خمدار یار میں
موے مژہ میں توڑ ہے تیر خدنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لیے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات میں دل پر داغ کے نہیں
آہو کو ہے ارادہ شکار پلنگ کا

بعد فنا بھی رنگ طبیعت نجائے گا
تربت سے میری بیڑ اُگے گا پتنگ کا

یوسف کے حسن کے ہیں وہ جو کارواں میں مست
نالہ سرود کا ہے اُنھیں شور زنگ کا

ساقی نہ قطع سلسلہ دور جام ہو
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا

جو مصقلی دو ابروے خمدار یار تھے
دھبّا لگا نہ آئینہ رخ کو زنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
کھلتا نہیں سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اس گنبد سپہر کو میں کیا کروں گا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
کم ہے جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا

قابو میں یار عشق کی تاثیر سے ہوا
کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا

دل تنگ چھٹکے زلف گرہ گیر سے ہوا
سودا نکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

بے بار غم مغنی کی تحریر سے ہوا
کانوں میں درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کے پھندے میں پھنس گئے
شیروں کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری
دوزخ میں گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ میں روے یار نے
خورشید سرو قرص تباشیر سے ہوا

جھڑنے لگے جو منھ سے اُس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا
دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا
مارا نگاہِ ناز سے اُس ترک نے اُسے
استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا
آئینۂ خیال کو منظور تو رہا ہے
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا
وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا
خمخانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجھکو نشۂ مے شیر سے ہوا
اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا
مارا پڑا مین جنبشِ ابرو سے بے گناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا
یاد آئی زلفِ یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا
پھڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا
آغازِ خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مور دانۂ زنجیر سے ہوا
اُس نوجوان کا ناز یہ کہتا ہے کیجیے
وہ ظلم جو فلک کے بنو پیر سے ہوا
زندان مین اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کارِ سپند دانۂ زنجیر سے ہوا
حسن آڑے آگیا مرے بخشا کریم نے
شایان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

اے پیر عقل پھر نہین آتش ترا مرید
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا
سر شوریدہ کو پا سے غزالان پر بھی دھر دیکھا
تجھے موجود پایا یار تجکو جلوہ گر دیکھا
ترا دیدار آنکھون کو جو تھا مد نظر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی نہ گردش کا اثر دیکھا
ے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا
تمھارے روبرو پھیکا رُخ شمس و قمر دیکھا
وہ نان بے نمک پایا یہ شیر بے شکر دیکھا
سوادِ گیسوے مشکین مین ظلمت شام کی پائی
بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہے ایذا مین اُٹھانے سے
اُسی کو جی نے چاہا جو حسین بیدادگر دیکھا
مسافر ہی نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینۂ سوزن مین یاد آئی
کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے بھی بازار عالم مین
وہی سودا کیا ہمنے کہ جس مین درد سر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

حلاوت سے نہین اک ذرہ موجودات کا خالی
گرہ مین قند کو باندھے ہوئے ہر نیشکر دیکھا

ہوئے ہین کیا سمجھکر پرند فانوس سے باہر
مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا

پھری نیت نہ ہرگز لاکھ کھایا مجھکو بے صرفہ
فراق یار سا کوئی نہین جوع البقر دیکھا

خدا کی شان اے بت جلوہ گر ہے حسن سے تیرے
تجلی طور پر دیکھی جو تجھکو بام پر دیکھا

جگر خون ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی مین بھی مظلومون کے نالے کا اثر دیکھا

خبر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیرون کا
وہ شاہ حسن ہمنے بادشاہ بے خبر دیکھا

یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی
پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

تڑپتے دیکھکر مجکو کہا ہنس کر یہ اُس بت نے
خدا کے دوست کو رنج و الم مین بیشتر دیکھا

فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہے
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشان دمین چھپانا لگائے غوطے دریا مین
نہ لب سا لعل اے آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

کھینچے جو رنگ عاشق کو نگاہِ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہے نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ ہمسے ہے اُن کی نگاہِ ناز کا
دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو بڑھ جائے گی تقریر عیسی نے جو کی
وہ لب جان بخش بھی دم بھرتے ہین اعجاز کا

پڑ گئے سوراخ دل مین گفتگوے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا

زندہ اُن آنکھون کے کشتے کو نہ وہ لب کر سکے
اس فسون پر زور چلسکتا نہین اعجاز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہے قالب روح سے
اک ادنی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا

سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سودا سے یا
دیکھنے والا تری چشم فسون پرداز کا

پھر پامالی عاشق ہوتی ہے مشق خرام
شور ہے خلخال پائے یار کی آواز کا

منھ سے بیدل کے اشارے سے نکلتا کچھ نہین
مثل نے محتاج ہے اپنا دہن دمساز کا

حیرت آنکھون کو ہے نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا

یہ اشارہ کر رہی ہے ابروے خمدار یار
کام مُنھ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا

اے زبان کیجو نہ شرح حالت دلکا خیال
منکشف ہونا نہین بہتر ہے مخفی راز کا

غیبت عاشق کے سُننے کا دماغ اُسکو نہین
بند ہو جاتا ہے پیش یار دم غماز کا

کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروانہ ہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا

کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاکا خیال
فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

بلاے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا

گرو ہوا تو اُسے چھوٹنا محال ہوا
دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا

کمی نہین تری درگاہ مین کسی شے کی
وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا

دکھا کے چہرۂ روشن وہ کہتے ہین سر شام
وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال ہوا

دکھا نہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہون
مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا

سجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون مین
خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا

ترے شہید کے جیب کفن مین ای قاتل
گلال سے بھی ہے رنگ عبیر لال ہوا

بلند خاک نشینی نے قدر کی میری
عروج مجھکو ہوا جب کہ پائمال ہوا

غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی
بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا

یقین ہے دیکھیے صوفی تو دم نکل جاتا
ہمارے وجد کے عالم مین ہے جو حال ہوا

وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا
غم فراق کے دانتون مین مین خلال ہوا

کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے
پڑا جو عکس مرا آئینہ مین بال ہوا

دکھائی تھی نہ تمھین چشم سرمگین اپنی
نگاہ ناز سے وحشت زدہ غزال ہوا

دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم طفلی کی بادشاہت کی
کھلونا آنکھون مین اپنی ہر اک غزال ہوا

سنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب
ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا

لکھا ہے عاشقون مین اپنے تونے جبکا نام
پھر اُسکا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم حسن کو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

تمھاری ابروئے کج کا تھا دوج کا دھوکا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی
فراق تلخ تو شیرین مجھے وصال ہوا

وہی ہے لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا

ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا
سُرمہ کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا

لالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سو رنج کیا خار کف پا سے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین سُنین اللہ کی مشتاق تھے جس کے
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا

گردن مری اے دست جنون تونے جھکائی
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا

کیونکر وہ شہ حسن کرے چین جبین دُور
طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

وحشت نے کیا خانہ زنجیر سے باہر
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا

مستی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر
ظلمت نے ہے چشمۂ حیوان سے نکالا

دیوانہ ہوا دیکھ کے پریون کی ادائین
وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا

اے حسن محل دونون کو سمجھا جو ترا مین
الفت کا مزا گبر و مسلمان سے نکالا

ہرچند کہ کاوش رہی مضمون میں اُس کے
پانی نہ ترے چاہِ زنخدان سے نکالا

لٹکایا ہے زلفوں کو اُنھوں نے بھی تری طرح
پریوں نے بھی ہے سلسلہ انسان سے نکالا

نالاں رہے ہم کوچۂ محبوب میں آتش
بلبل نے بخار اپنا گلستان سے نکالا

وصل کی شب رنگ گردوں نوع دیگر ہو گیا
شام سے یار اور میں جامے سے باہر ہو گیا

عیسیِ مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا
روئے زیبا حسن یوسف سے پیمبر ہو گیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا

اُس شہِ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا
اس قدر لوٹا ہما اُس پہ کبوتر ہو گیا

تختہ نرد عشق دل کھیلا جو حسن یار سے
اڑ گئے ایسے مرے چھکے کہ ششدر ہو گیا

منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ میں
صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا

روح کو تفریح ان دانتوں کے دیکھے سے ہوئی
آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا

کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
بوئے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا

جنبش اُن مژگان نے کی چھری سی چل گئی
مرغ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہو گیا

عشق کا قصہ کہیں گے ہم حضور شاہ حسن
وقت شب دربار اگر اپنا مقرر ہو گیا

کو بکو پھرتا ہوں میں خانہ خرابوں کی طرح
جیسے سودے کا ترے سر میں مرے گھر ہو گیا

رتبہ سنبل کو ہم پہنچا خس و خاشاک کا
پیش زلف یار مٹی مشک و عنبر ہو گیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھوں میں ہلال عید خنجر ہو گیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اُس کے دلبر ہو گیا

چھوٹ کر مرجع سے اپنے ہے پریشان حال روح
بھول کر گھر کو تباہی میں کبوتر ہو گیا

بوجھ ہے حمّال کا قاتل ترے اُٹھنے کا تن
طول شرح شوق سے مکتوب دفتر ہو گیا

لعل و گوہر اس لب و دندان سے کھوئے گئے
پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہو گیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا

گوش عارف میں یہ گورستان سے آتی ہے صدا
آسمان سے ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا
قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا
کشور دل کو کیا غارت خط شبرنگ نے
گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا
تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی اے آرام جان
استخوان جو تھا مرے پہلو مین خنجر ہو گیا
خطبہ بلبل نے پڑھا تیرے بہار حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا
شوق خود بینی ہوا تجھکو جو اے سلطان حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا
سامنا جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا
جام چشم یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سودے مین ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

شادمانی مین نے کی غم جس قدر افزون ہوا
بادہ گلرنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا
گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا مضمون ہوا
سرو سے سرسبز اپنا مصرعۂ موزون ہوا
کاکل مشکین کے سودے سے ہوا مین سر بجیب
سانپ نے کاٹا تو مجھکو نشۂ افیون ہوا
موسم گل کی ہوا نے دور کی قید لباس
زائل اعجاز جنون سے عقل کا افسون ہوا
مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشق یار کا
کاسۂ سر پردہ پوشی کے لئے واژون ہوا
پھرتے پھرتے جستجوے گوہر مقصود مین
بیٹھ کر رویا گھڑی بھر مین جہان جیحون ہوا
حکم سے اس کے کیا جو قتل مجھکو بے گناہ
یار کا شاکر تو مین جلاد کا ممنون ہوا
خون کیا غربت مین دل اپنا وطن کی یاد مین
شہر مین آئے تو داغ لالہ ہامون ہوا
اے جنون عشق کاے کا اثر رکھتا ہے تو
گل ترے آگے چراغ عقل افلاطون ہوا
تول دیکھا ہمنے میزان خرد مین یار ہا
سرو ناموزون ہوا قد یار کا موزون ہوا
گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان گہ خموش
عشق کے نیرنگ سے حال اپنا گوناگون ہوا
آرزومند شہادت مر گئے حسرت سے یار
بگینہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا
فکر رنگین نے اسے باندھا عسس کی طرح جب
سامنے دزد حنا کا جب کوئی مضمون ہوا
یار جب آیا وہ ترک اڑنے لگا بے ہختیار
رنگ رو میرا مرے محبوب کا گلگون ہوا

بنگئی گور اسکی راحت کے لئے آغوش حور
داخل جنت تمہارے کوچہ کا مدفون ہوا
دیدۂ فرہاد سے شیرین ادا دیکھا کیا
ناز لیلیٰ جب کیا تمنے تو مین مجنون ہوا
غائب آنکھون سے خیال یار اے آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہے ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا
خار آنکھون مین ہین گل باغ جہاں کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا
مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا ہے چلے ہین یار کے پابوس کا
مے سر بازار پیکر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہین ہے شیشۂ ناموس کا
موسم گل کی ہوا لیوا کے سے رکھتی ہے مست
رقص دکھلا دیتا ہے ابر کرم طاؤس کا
پاکدامانی کا تیری جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا
عالم مستی مین چلتا ہے جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہے اس طاؤس کا
سرو پر ہوتا ہے آنکھون کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا
روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا
کچھ نہین سنتا خبر جا کر کہے کیا یار سے
دم خموشی سے ہماری بند ہے جاسوس کا
چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع رو پردہ ترا فانوس کا
آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی
عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا
حسن مین تیرے خدا کی شان ہے اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نالا کرتے ہین ناقوس کا
ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہے
سینہ کوبی مین ہمارے غلغلہ ہے کوس کا
ڈھونڈھتی ہین آنکھین اس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا
بوسہ جب مانگون تو منہ کو پھیر لیتے ہین بت
صورت اچھی ہے سخی کی دل مگر منحوس کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب
بھرم کھلجاتا ہے آتش زاہد سالوس کا

آگیا مجھکو پسینا جب کوئی ملزم ہوا
خاک مین مین مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا

یادِ فصلِ گل مین آنکھون کا عجب عالم ہوا
اشک جو مژگان سے ٹپکا قطرۂ شبنم ہوا

مردے بھی دیکھے سے تیرے یار زندہ ہو گئے
جان مین جان آگئی دم مین ہمارے دم ہوا

نغمۂ بلبل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل
گوش صوفی سے سنا توحید کا عالم ہوا

نزع کی حالت ہے سن رکھیے وصیت مہربان
روح ہوگی شاد اگر تمکو نہ اپنا غم ہوا

اُس پریرو نے کئے سودا کے زلف آزاد اسیر
سلسلہ سودا زدون کا درہم و برہم ہوا

جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف
دم بخود مین رہ گیا سکتے کا سا عالم ہوا

کر دیا صاف آئینہ سے مصقلی نے عشق کے
دل مرا حسن و جمال یار کا محرم ہوا

بوئے گل سے بد دماغ اس نازنین کو جب سنا
اس قدر چھینکے کہ نتھنون مین ہمارے دم ہوا

چشم وحدت بین سے سیر عالم کثرت جو کی
ذرہ بھی اپنی نظر مین نیر اعظم ہوا

کاکے کے کاٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار
سونگھنا اُس گیسوئے مشکین کا مجھکو سم ہوا

ہاتھ مین رکھنے سے تیرے قدر انگشتر کھلی
نام اقدس سے نگین تاج ہر خاتم ہوا

دوسرا ہمسایہ پایا جب کوئی ہمدرد دوست
زخم پر اپنے نمک کافور کا مرہم ہوا

ایک بوسہ مانگنے پر دے کے لاکھون گالیان
بخل مین قارون سخاوت مین وہ حاتم ہوا

جب رہا عقدہ کھلا جس کو دہان یار کا
ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا

مر گیا سودائے گیسوئے مسلسل مین جو مین
خانۂ زنجیر مین چالیس دن ماتم ہوا

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روئے یار نے
وہ لب جان بخش نور دیدۂ مریم ہوا

پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دورِ جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

زور مردانہ اکھاڑا ہے اکھاڑا عشق کا
چار دن کشتی لڑا جو اس مین وہ رستم ہوا

عاشقون سے جھک کے کب ملتا ہے وہ بالا بلند
قمریون سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا

دیکھیے پھانسی مجھے بے تقصیر گو گیسوئے یار
گردن اہل ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہے اس پر تمھارے حسن سے خونریز کا
کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا
سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیرین سے گالی دی ہے مجکو یار نے
ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا

تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی
عشق ہے روز ازل سے حسن شور انگیز کا

بے ستون پیچھے بنا کھودا اس کو پہلے کوہکن
دل مین شیرین کے ہوا ہے وہ جو گھر پرویز کا

چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
دل کو لہراتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا

عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے
رنگ گلگون کر دیا اس ماہ کے شبدیز کا

نشہ مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہے وہ ترک
کام کرتی ہے شراب تند تیغ تیز کا

بھولتی آنکھین نہین اکدم مجھے اے شہسوار
یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا

جب سے دکھلایا ہے آنکھون نے ترا حسن شباب
نشہ رہتا ہے مین اک ساغر لبریز کا

کم نہین عباسیون سے معتقد ہے داز غیر
توڑ ہے دکھلا کے آنکھ اپنی غضب چنگیز کا

مہربانی حال پر میرے نفرمائین طبیب
درد سر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا

خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار
ہاتھ سے قاصد کی آنا اسکی دستاویز کا

صور اسرافیل کا پھکنا اسے افسانہ ہے
کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

مین کنایہ بھی کسی سے گفتگو کرتا نہین
ناگوار آتش ہے سننا حرف طنز آمیز کا

باغ عالم مین نہین کون ثنا خوان تیرا
ذکر کرتا ہے ہر اک مرغ خوش الحان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہے تو اے محبوب
حق تو یہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا

گل کو خوش رنگی مین نسبت رخ روشن سے نہین
طرۂ سنبل سے ہے گیسوے پریشان تیرا

جلوۂ حسن نے دریا کی دکھائین لہرین
ہاتھ مہندی سے ہوا پنجۂ مرجان تیرا

تو ہے محبوب سے ادنی ہو کہ اعلی اس مین
دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا

لالہ ہی اک نہین اے یار غلام داغی
سرو آزاد بھی ہے بندہ احسان تیرا

جان شیرین سے بھرے دل کو تمنا ہے یہی
آب شیرین کے عوض چاہ زنخدان تیرا

بات بے مصلحت وقت نہین تو نے کی
عین حکمت ہے وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

کون عالم مین ہے ایسا جو نہین سر بسجود
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا
باغ عالم مین ترے دم سے ہے اپنی مستی
چلتے ہین سونگھ کے ہم سیب زنخدان تیرا
خوش بیان لائے ہین ایمان کلام اقدس
کلمہ پڑھتے ہین وہ سنتے ہین جو قرآن تیرا
جسم خاکی سے ہے دشوار رسائی تجھ تک
گرد اُڑ کر نہین چھو سکتی ہے دامان تیرا
بانٹ جا ہے جسے دولت دو جہان کی اے دوست
چاہتا تیرے سوا کچھ نہین خواہان تیرا
عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا
نیت اہل توکل ہے کرم نے بھر دی
سیر نعمت سے دو عالم کی ہے مہمان تیرا
چھوڑتا عاشق شیدا نہین بے قتل کیے
تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

کس پری رشک کا دیوانہ ہے تو اے آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آ کر رہ گیا
کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہ گیا
باغ مین مین بلبلون کو جو اڑا کر رہ گیا
خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہگیا
ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکا
خواب سے سر فتنۂ محشر اُٹھا کر رہگیا
کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین
مین بگولے کی طرح سے خاک اڑا کر رہگیا
پڑ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان
شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہگیا
سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اُف نکی
صورت تبخالہ دل ہونٹون پہ آ کر رہگیا
کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب
خون جنبتا تھا بدن مین جوش کھا کر رہگیا
جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانون سے ذکر
بید مجنون کی طرح مین تھرتھرا کر رہگیا
ہنس پڑے تیری طرح سے گُل جو مجھ باغ مین
پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہ گیا
شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش
شب ہوئی جس کوچہ مین بستر لگا کر رہ گیا
جب نہ رستا تھا دلا فکر دہان یار مین
بول اُٹھنا تھا جگہ حجت کی پا کر رہگیا
ٹھوکرون سے راہ کی از بسکہ حالت غیر کی
پانون اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہگیا
سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر
جب کھنچی شمشیر مین گردن جھکا کر رہگیا

تونے منہ پھیرا سوال بوسہ پر مجھ سے جو یار
ہونٹھ کیا کیا اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا

سمعسان اظہار کا یارا نہ آتش کو ہوا
سرگذشت اپنی زبان تک اپنی لا کر رہ گیا

شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا
بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا
مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی
سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا
وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی
زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا
نکالے تھے دو چاند اُس نے مقابل
وہ شب صبح جنت کا جس پر گمان تھا
عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل
فرحناک تھی روح دل شادمان تھا
مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین
مکان وصال اک طلسمی مکان تھا
حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی
کھُلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا
کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا
کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی
نہان جس کو سمجھے ہوئے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

دل شب فرقت مین ہے از بسکہ خواہان مرگ کا
اشتیاق یار سے افزون ہے ارمان مرگ کا
چاہئے خال پری ہر سینہ چشم غول
یہ چراغ گور ہے مجھسے بیابان مرگ کا
موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف جنون
دیتی ہے پیغام تنگی گریبان مرگ کا
کیا بیان درد دل پیش اطبا کیجئے
کچھ کسی سے ہو نہین سکتا ہے درمان مرگ کا
جب کہا مر جاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر
ہنس کے فرمایا نہین مختار انسان مرگ کا
حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجھکو دی
جب کہین دیکھا دیتا مین نے سامان مرگ کا
اس قدر گردون مری قید گریبان سے ہے تنگ
پھر نچھوڑون ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا
دانت ملتے ہین ہوئے ہین موئے سر سارے سفید
گو زنشتی ہے سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا
شام ہوتے ہی شب فرقت مین آنکلے اگر
صبح محشر تک رہے گا مجھ پہ احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون درپیش ہے طے کرنا میدان مرگ کا

روے مژہ اُن آنکھون نے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑا دیا
تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کی خال سے
گولی نے بے تفنگ نشانہ اُڑا دیا
کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا
دل دے کے بوسۂ لب لعلین کیا خرید
بازار عشق مین سے یہ آکر لیا دیا
ٹھہرا حضور یار نہ ماہِ چہار دہ
دن ہو گیا نقاب جو شب کو اُٹھا دیا
تھہ خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرا دیا
تل کیا بنایا یار نے روے صبیح پر
فرعون کو تختِ عاج کے اوپر بٹھا دیا
ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سُنکر اُسے گلال سا تم نے اُڑا دیا
سودائے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی
دام بلا مین دل کو قضا نے پھنسا دیا
بے داغ ہونے نے رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبہ لگا دیا
احسان مانو حُسن خدا داد کا بتو
پتھر تھے تم کو شیشہ سے نازک بنا دیا
خط سے رہا نہ حُسن رُخ یار کا فروغ
بجھنے نے اس چراغ کے دل کو بجھا دیا
پوچھا ہے عارفون سے جو ہمنے مکان یار
آنکھون کو بند کرکے ہے دل کا پتا دیا
مغرور ہو نہ حُسن جوانی پہ آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا
خلخال پاے یار سے ہے یہ صدا بلند
غافل جو سوتے تھے اُنھین ہمنے جگا دیا
اللہ رے شوق دل کو زنخدان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا

آتش خرام یار بھی ہے دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین خس کو ملا دیا

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبہ کے اندر ہوتا
گوش خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا
حق ہے اے جان کہ تجھسا نہین دلبر ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

نہین معلوم اُنھین دلجوئی نہین جو کرتے
کہ ثواب اس کا ہے سو حج کے برابر ہوتا

اس قدر اہل جہان کو ہے محبت زر سے
پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لے جاتا
تاج ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا

خال کی بو بھی ہے اُس رُخ کے پسینے کے تلک
شامل عطر ہے فی الواقعہ عنبر ہوتا

توڑتا پانون کو جو تخت کی خواہش کرتے
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا

قابل دید ہے ہر چند صفا سے وہ رُخ
آئینہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا

بحرِ مستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
خالی اک لحظہ ہوا سے جو ترا سر ہوتا

میٹھی باتون کا عجب کیا ہو دہن سے اُن کے
نیشتر لیتہ ہے آلودۂ شکر ہوتا

میرے زندان مین کرم باد بہاری کرتی
نکہت گُل کی طرح جامے سے باہر ہوتا

جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا جمشید
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت مین شب ای ترک یہ تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر مے کا طلبگار رہین ای ساقی
دونون آنکھون سے تری مست دو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پئے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہو
لالہ تھا داغ محبت جو میسّر ہوتا

سوزشِ عشق مین یہ دل ہی ہے قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

ردیف بائے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب
روبرے یار ہے اک قرص کافور آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ
دیدۂ خفاش کو کرتی ہے بے نور آفتاب

منھ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہون
ای صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب

مھر طینت مین تبان مھر طاعت کی نہین
سبز کر دیتا ہی کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہین ہجر یار مین تار شعاع
آسمان نیلگون چھتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہے جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہ ہو
چشم حربا مین پری بن جائے یاتو آفتاب

حسن غارتگر سے نسبت کون دیتا ہی اُسے
تا بہ آہن ہی ہمیشہ روئے پرنور آفتاب

بام پر وہ مہوش آتا ہی صبح عید ہے
پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب

سر بلندون کے لئے ہی عیب بھی آتش ہنر
آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب

چھین سکتا ہی کوئی جائے خیال یار خواب
تیری قسمت مین نہین ای دیدۂ بیدار خواب

حالت بد مین نہین کوئی کسی کا آشنا
کوچ کر جاتا ہی پیش از مردن بیمار خواب

پرتو ہی یہ مگر حسن لطیف یار کا
آنکھون مین ہی پر نظر آتا نہین زنہار خواب

دیدۂ خانہ خراب اب روتے روتے پھوٹ جا
آ گیا پانی ہی بوئے انتظار یار خواب

دامن دایہ اُسے شاید کہ سمجھا کو کفن
جلتے ہی آیا میان دامن کہسا خواب

سایۂ طوبی مین لے چل مجھکو ای خواب اجل
کیجئے تا چند زیر سایۂ دیوار خواب

خفتگان مجھکو نظر آتے ہین مُردسے پڑے
صبح تک دکھلاتی ہی یہ چشم شب بیدار خواب

بعد مردن بھی نہون گے بند روزن کی طرح
میری آنکھون سے بہت رکھتا ہی ننگ و عار خواب

زیست مین راحت کو کیا روؤن نہین بعد مرگ بھی
گور مین آنے نہ دیگا وعدۂ دیدار خواب

وقت شب ہو بادہ ہو تنہا مکان یار ہو
کس کو دکھلاتا ہی ایسا طالع بیدار خواب

نیند آتی ہی مرے جاتے ہی آتش یار کو
ہو گیا ہے جان کو میری غریب آزار خواب

کیا دیجئے گا عاشق دلگیر کا جواب
خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب

آئینہ لے کے صنعت اسکندری کو دیکھ
تصویر ہی کھنچی ہوئی تصویر کا جواب

مژگان یار تیر ہین ابرو کمان ہے
نے اس کمان کا مثل نہ اس تیر کا جواب

خط دیکھے کہیو اب کی زبانی یہ نامہ بر
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہون
میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب
زندان مین شب کو ڈر کے جو مینے کیا ہے غل
مین نے دیا ہے نالۂ زنجیر کا جواب
لکھتا ہون بیت ابروے محبوب کی جو شرح
شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب
گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب
آتش کہان تک اپنے نوشتہ کو روؤن مین
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اُس رخ کا حل ہوا مطلب
شرح سے متن کا کھلا مطلب
تو وہ مرجع ہے جس سے رکھتے ہین
کافر و رند و پارسا مطلب
منزل گور مین وصال ہوا
گوشہ مین چھپ کے ہوگیا مطلب
التجا ہے یہی زبان سے مجھے
گوش سے ہو نہ آشنا مطلب
بیت ابرو کی کیا کرون تعریف
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب
دہن زخم کشتگان سے ہے
میرے قاتل کو مرحبا مطلب
برہمن سے نہ پوچھا اک بت نے
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب
بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا
ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب
اے شہ حسن ہم فقیرون کو
ہے زبان سے تری دعا مطلب
دہن و زلف کا مین مائل تھا
کبھی اُلجھا کبھی رکا مطلب
حسن سے عشق کون کرتا ہے
کس کو ہے درد بے دوا مطلب
فتنہ پرداز چشم کو اُس کی
مکر منظور ہے دغا مطلب
جو کہ شاکر ہوا مقدر پہ
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
شاعر حال گو تھا مین آتش
میرے ہر شعر مین بندھا مطلب

زعم مین اپنے یہ نافہم جو استاد ہین سب
معترض ہوجیے تو قائل ایراد ہین سب
صورت سیل یہ خودسر و ستم ایجاد ہین سب
خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہین سب

مکتب عشق مین جو ہین وہ فلاطون حکمت
کوئی شاگرد کسی کا نہین اُستاد ہین سب
آج کل چاہنے والون سے خفا ہے وہ شوخ
مستحقان کرم مورد بیداد ہین سب
روز اول سے ہین سایہ کی طرح سے ہمراہ
رنج و اندوہ ملال اپنے یہ ہمزاد ہین سب
قطع ہو جائے اگر سلسلۂ مہر و وفا
پھر گرفتار نہین ہے کوئی آزاد ہین سب
دفتر عشق بھی کیا دفتر خوش طالع ہے
نظری فرد نہین اس مین کوئی صاد ہین سب
عشوۂ و غمزۂ و بد مذہب و ناز و انداز
واسطے تیرے گنہگارون کے جلاد ہین سب
آفت جان نہین ہو کونسا اُن مژگان کا
خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہین سب
شوق ہے دل مین تو آنکھون مین تصور اُس کا
منزلین جلوۂ محبوب کی آباد ہین سب
صاف آئینہ سے ہین تیغ سے خونریز پلک
ان حسینون مین غرض جوہر فولاد ہین سب
کونسا دل ہے نہین جسمین غم عشق اے حسن
خوگر آہ و فغان نالہ و فریاد ہین سب
کیا تماشا ہے جو وہ سرو روان آنکلے
قد کشی کرنے کو استادہ تو شمشاد ہین سب
جگر و دیدہ و دل کا مین کہون کیا احوال
نامراد ان مین سے ہر ایک ہے ناشاد ہین سب
عاشق خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہین
اُنکے دُوا کی ہے صدا سائل امداد ہین سب
آئینہ لے کے حسینون نے نہ زلفین دیکھین
دام مین اپنے اسیر آپ یہ صیاد ہین سب
تو جو لیلےٰ ہے تو مجنون ہین ترے دیوانے
تو جو شیرین ہے تو عاشق ترے فرہاد ہین سب
صورتین کشتون کی اپنے نہین بھولا قاتل
خواب دیکھے ہین جو یوسف نے مرے یاد ہین سب
اس جفا جو کو نہین قدر وفاداری کی
رائگان محنتین ہین کوششین برباد ہین سب
دل نہ کیونکر ہو حسینان جہان پر مائل
غیرت حور ہین سب رشک پریزاد ہین سب
قامت یار ہے بانی قیامت آتش
فتنہ پرداز یان اس چشم کی ایجاد ہین سب

ردیف بائے فارسی

بہتر دکھائی دین کہین شمس و قمر سے آپ
دیکھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ
ہوتے ہین گوش زد لب شیرین سے حرف تلخ
اپنے دہن کو صاف کرین نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض باریاب
کانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ
فریاد عاشقون کی گوارا نہ کیجیے
واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ
آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا
دیکھین گے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ
خط نے غرور حُسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
اُس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہین غیب دان
کچھ نازکی مین کم نہین اپنی کمر سے آپ
آئینہ دیکھنے کا کہان ہے تمھین دماغ
زلفون مین شانہ کرتے ہین کس درد سر سے آپ
اچھا ہون یا بُرا ہون تمھارا ہون جو کہ ہون
آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ
کیا کیا ہمارا طائر دل ہے پھڑک رہا
کس دن شکار کھیلنے نکلین گے گھر سے آپ
ہوش ایسے اُڑ گئے ہین خبر کچھ نہین رہی
آئے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ
بدنام ہو گے تم بھی جو رسوا کیا ہمین
ہے خیر اسی مین باز رہین اب بھی شر سے آپ
زاری بھی کر کے اپنے نصیبون کو دیکھ لین
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زر سے آپ
خانہ خراب عشق جو میری طرح کرے
ٹکرائین اپنے سر کو مرے سنگ در سے آپ
آتش تمھارے گریہ مین ہوتا جو کچھ اثر
کرتے درخت خشک ہرے چشم تر سے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
تو چکیان چلین مرے سر پر تمام رات
سونے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات
وعدہ ہے میرے آپکے دن بھر تمام رات
اللہ ری صبح عید کی اُس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
گلشن مین آگیا جو قد یار مجھ کو یاد
رویا مین زیر پاے صنوبر تمام رات
غفلت مین ہمنے عہد جوانی کو کھو دیا
اب بیٹھے ہاتھ ملتے ہین کھو کر تمام رات
کیا انتظار یار کی حالت بیان کرون
رہتی ہے جان آنکھون کے اندر تمام رات
بے یار دل کسی سے نہ میرا بہل سکا
کیا کیا چمک کے نکلے ہین اختر تمام رات
کرنے دے کرتے ہین جو ہوسناک گرمیان
باقی پڑی ہے اے دل مضطر تمام رات

مارا ہے پھانسی دے کے مجھے زلفِ یار نے
ہوگا عذاب قبر مقرر تمام رات

اے ماہ چاردہ یہ گریز اب نہین ہے خوب
پہلے کیا تھا کس لئے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات

کھوئے نعل کہین لحد تیرہ روزگار
سویا نہین کبھی مین لپٹ کر تمام رات

گنڈھی چڑھا کے شام سے وہ شوخ سو رہا
ٹپکا کیا مین سر کو پس در تمام رات

تا صبح گفتگو بھی نگاہون مین یار سے
آنکھون مین دشمنون کی کیا گھر تمام رات

بے یار فرش گل مری آنکھون مین خار تھا
لوٹا کیا مین کانٹون کے اوپر تمام رات

دیوانہ کونسے صنم باوفا کا ہون
زندان مین میرے آتے ہین پتھر تمام رات

دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک
کافی ہے مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالین مین خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوئے دوست
ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوئے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوئے دوست

تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہین زمین و آسمان کوئے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے
مجھکو گورستان کے اوپر ہے گمان کوئے دوست

ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہے نیند
ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوئے دوست

رشک سے کہتے ہین مین نے صاف اسے سمجھا رقیب
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوئے دوست

نقش پائے غیر پاتا ہون پس دیوار مین
آشنائے دزد نکلا پاسبان کوئے دوست

قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوئے دوست

چاہِ رہ نقشِ قدم ہے خار رہ قزاق ہے
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوئے دوست

آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہون مین
اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کوئے دوست

تار تارِ پیرہن مین بھر گئی ہے بوئے دوست
مثلِ تصویر نہالی مین ہون با پہلوئے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہین مسین مطلع ہو صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے نہین اترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

واہ ری شانہ کی قسمت کس کو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلین گے عقدہ ہاے موے دوست

داغ دل پر خیر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست

دو مرین گے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اڑاتی ہے ہواے تند خاک کوے دوست

اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

نظر آتا ہے مجھے اپنا سفر آج کی رات
نبض چل بسنے کی دیتی ہے خبر آج کی رات

جلوہ گر ماہ ہے خورشید لقا دلبر سے
جمع ہین گھر مین مرے شمس و قمر آج کی رات

بھولتا ہے کوئی بیتابی دل کا عالم
یاد آوے گی کل اے درد جگر آج کی رات

شام سے دل کو خیال رخ نورانی ہے
خواب مین مجھکو دکھادیگی سحر آج کی رات

دو گھڑی بیٹھیے تکلیف جو کی ہے صاحب
بعد مدت کے تم آئے ہو ادھر آج کی رات

روشنائی مین مین پاتا ہون عدم کی ظلمت
اے قلم چھوٹے نہ مضمون کمر آج کی رات

صبح ہوتی نظر آتی نہین ہرگز آتش
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آج کی رات

رخ رنگین کا تصور ہے تماشاے بہشت
بند کر کھول کے آنکھون کو نہ درہاے بہشت

گل ترے چھلے کے اے حور ہین گلہاے بہشت
دیکھنے آتے ہین مشتاق تماشاے بہشت

کوچۂ حور لقا یار چھٹا ہے جب سے
ہاے جنت کبھی کہتا ہون کبھی واے بہشت

رند ہون مجھکو خرابات مغان جنت ہے
سر زاہد کو مبارک رہے سوداے بہشت

نہین ملتا لب شیرین کا جو بوسہ نہ ملے
حور کے ہاتھ سے کھاؤن گا مین خرماے بہشت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضاے بہشت
عشق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز
یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریاے بہشت
سائل کوئے حسینان ہون خدا سے اپنے
کافر عشق ہون مجھکو نہین پروائے بہشت
گل جنت سے ہے خوشرنگ وہ روئے رنگین
پست بالا کی بلندی سے ہے طوباے بہشت
حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے
پھر وہ کافر ہے جو اُس کو ہے پرواے بہشت
داور حشر سے محشر مین کہون گا مین بھی
یہ گنہگار بھی رکھتا ہے تمناے بہشت
محفل حور وشان کو یہی میری ہے دعا
تجھکو آباد رکھے انجمن آراے بہشت
تیرے کوچہ کی ہوا اُس مین نہ چلتی ہوگی
مر کے بھی دیکھ لین مشتاق تماشائے بہشت
حور کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین
صورت یار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت
دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے
اسکی ہم چشم نہین نرگس شہلائے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رند اے آتش
مئے کوثر کے لئے ہے مجھے سوداے بہشت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست
تیشہ سے جب کرے گی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دے گی مجھے کوہکن درست
منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم
اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست
سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست
حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا
نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست
رکھتے ہین آپ پاؤن کہین پڑتے ہین کہین
رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست
جو پہنے اُس کو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست
عشاق و بوالہوس کو وہ پہچان جائین گے
چھپتی نہین ہے صورت بیمار و تندرست
صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ
نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست
آرائش جمال کو مشاطہ چاہیئے ۔
بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست

جامہ یہ اُس کے قطع ہوئی ہے قبائے ناز
ٹھیک اُس کو جانے سمجھے اُسے وہ بدن درست

آئینہ سے بنے گا رخ یار کا بناؤ
شانہ سے ہوگی زلف شکن در شکن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
مستغنی ہوگیا جسے آیا یہ فن درست

آئینہ رکھکے سجدہ مین اپنے جھکائے سر
بت کی طرح ترش کے جو ہو برہمن درست

بھاری نہ ہووین گی مجھے مجنون کی بیڑیان
پھر امام امام کا ہے پیرہن درست

پرچھا دان اُن کا عاشق و معشوق پر پڑے
برسون رہا معاملہ روح و تن درست

غربت زدون کے حال کا افسانہ چھیڑتے
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست

طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو
اپنے شکستہ حال سے کیجئے سخن درست

مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست

مشق سخن نے بندش الفاظ حسبت کی
سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست

دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ بیسوا
شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹتے گلا
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہورہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہے وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

کونسی جا ہے جہان تیرے نہین اے یار مست
دیکھئے جس کوچہ مین جا مارتے ہین چار مست

کہہ کے یہ ساقی سے رکھتے ہین گر دستار مست
سر برہنہ ہے جو مستون مین وہ ہے سردار مست

حُسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت حصول
عشق رکھتا ہے ہمین بے بادۂ گلنار مست

فصل گل ہے ساقی یوسف لقا ہین ساتھ ساتھ
لالہ گون مے پیتے پھرتے ہین سر بازار مست

کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

حُسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین
مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہے مجھے
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

زاہدون کی پنجگانہ سے فضیلت ہے اُسے
نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست
ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین
دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے بیدار مست
دختر رز کے لیے ہوتا ہے اکدن کشت و خون
محتسب پر کھینچتے ہین آجکل تلوار مست
منکشف ہے مجھکو احوال خرابات مغان
میرے آگے کہتے ہین منخانہ کے اخبار مست
عام ہے سودا التعارے گیسوے پرپیچ کا
روز زنجیرون مین جکڑے جاتے ہین دو چار مست
زاہدان خشک کو کیفیت دنیا نہین
ساغر گل سے ہوے کس دن چمن مین خار مست
آگے آگے ہوکے یاد اُن کو دلا دیتا ہون مین
بھول جاتے ہین جو راہ خانۂ خمار مست
خار خار دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون
باغبان مست و صبا مست و گل گلزار مست
روشنئ دل سمجھتے ہین زلال بادہ کو
درد مے کو جانتے ہین غازۂ رخسار مست
ترک عادت ہے عداوت آدمی کیواسطے
ے ندی تونے تو اے ساقی ہوے بیمار مست
وله آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ
سامعین ہوتے ہین سن سن کر ترے اشعار مست

آئینہ کی طرف نہین آتا خیال دوست
قربان شان حسن عدیم المثال دوست
پتلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیال دوست
یان تو یہ حال ہے کہ نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے
صورت دکھاتے ہُدہُد فرخندہ فال دوست
حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہم کو کمال دوست
سن کر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا
کرتا ہے چشم یار کو روشن جمال دوست
ان ابروون کے حسن کی تعریف کیا کرون
ماہ چہار دہ سے ہین بہتر ہلال دوست
یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست
دل پر یقین ہوتا ہے مجھکو امین کا
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست
وہ قد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پہ
اندیشہ خزان نہین رکھتا نہال دوست
رخسار سے صباحت کا نور ہے عیان
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر
ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست

مریخ کی طرح سے ہے خونریز عاشقان
پہنے لباس سرخ تو ہے حسب حال دوست

گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست

انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی
اک ایک سے ہے خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تار نگہ سے اپنے بندھا ہے خیال دوست

دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
اے یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست

رخسار یار پر ہو گئے آرزوئے خط
ہو رو سیاہ اُس کا جو چاہے زوال دوست

خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح
دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہے کہا
خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تائے ہندی

گل کو قبا ہین کے تو اے کج کلاہ کاٹ
مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

شوخی حسن کا ہے اشارہ یہی اُسے
صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ

مختار کر دیا تجھے اے مار زلف یار
سوتے مین سونگھ جاگتے مین خواہ کاٹ

عاشق ہون بوسہ آج کا کل پر نہ ٹال یار
روز سیہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ

اس ترک سا ہے کون سا خونریز دوسرا
کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ

کہتا ہے سحر مین یہی اُس شمع رو کا دھیان
تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

اے ترک تیرے قبضہ مین ابرو سی تیغ ہے
چُن چُن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ

موئے مژہ ہر ایک چھری ہے بکنت کی
ہم ہین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ

بیوجہ عاشقون سے نہ منھ اے صنم چھپا
بیجرم و بے قصور نہ حق سیاہ کاٹ

قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو
سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ

آتش خموش دل نہ پسیجگا یار کا

بے معنی ہے یہ مصرعِ موزون آہ کاٹ

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دوسر کی چوٹ
سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ
آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گلبرگ تر کی چوٹ
ٹکرایا کرتے ہین شب وروز اس سے متصل
سر ہے ہمارا اور ترے سنگ در کی چوٹ
درد اُس کو ہوگا سُن کے مری آہ دردناک
جس دل نے کھائی ہوویگی ترچھی نظر کی چوٹ
مشتاق درد عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے
کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ
اے آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمش و قمر کی چوٹ
بدبین کو اپنی بزم مین اے بت جگہ نہ دے
پتھر کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ
ہوتا ہے آہ سرد سے یون اپنے دلمین درد
پُروا ہوا مین دکھتی ہے جیسے بشر کی چوٹ
دل کو لگی ہے چشم سیہ کی تری نظر
رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ
مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہے
دنیا قمار خانہ ہے چلتی ہے زر کی چوٹ
بدتر نہین ہے غم فرزند سے کوئی
دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ
صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو
اس کے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ
سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین
آتش بھلا ہی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

ردیف تائے مثلثہ

دل مین گھر کر کے منھ آنکھو نسے چھپاتے ہو عبث
نازو انداز سے باہر ہوئے جاتے ہو عبث
چوٹی ایڑی سے مری جان بڑھاتے ہو عبث
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث
اے بتو تم کو بھی دعوائی الوہیت ہے
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث
عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث
غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی
اس خطرگاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث
مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین
ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث
صاحب سیب زنخدان و یہ غبغب ہو
کس زبان سے مین کہون تم مجھے بھاتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
آنکھون مین دختر رز کو لیے جاتے ہو عبث
بوسے لیتا ہون تو کہتا ہے وہ رشک یوسف
گرگ کی طرح سے کھاڑ سے مجھے کھاتے ہو عبث
شاعر و ذکر وہان کچھ سر یار نہو
سر مخفی مین زبان پر انھین لاتے ہو عبث
سایہ سان لگ چلو آتش نہ سبا سے تم
دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے دل میرزا مزاج
بہ جائے پانی ہوکے جو بدلے ہوا مزاج
اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج
اکدن رکا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار
اُس گلبدن کا پا گئی ہے کیا قبا مزاج
پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف
کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج
مشق ستم ہے اُس لئے اُس طفل شوخ کو
اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج
صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین
چھٹ جاتی ہے غذا نہین پاتی دوا مزاج
کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج
ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
پھیرے مگر بتون کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا کا خلق تو
آتش پری کا رکھتی ہے یہ بیسوا مزاج

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہم کو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج
گنج اُگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب افسانہ آج
شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کہیئے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین
قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیعانہ آج

وصل کی شب ہے اندھیرے کا ہی وعدہ یار سے
شمع کا ہونا نہین ممکن کہان پروانہ آج

وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اُسے
شہر آباد اُس کے دیوانون سے ہی ویرانہ آج

نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہین
دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج

آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین
شمع اُڑ جاوے جو ہاتھ آوین پر پروانہ آج

ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش نصف عیش ہے
مین کہون تو حُسن جمال یار کا افسانہ آج

امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین
ایک سا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج

جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین
ساتھ لے کر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج

تلوے سہلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین
وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج

مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

عکس آسیب پری ہی صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہے تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اُن کا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اُس کا امتحان ہو جائے گا
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج

میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز
کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہے زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر ہے ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہے نہین جس مین ہی بالاخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک
گرگ و یوسف سے برابر ہی ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گر دے کر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب موج

غرق ہونا پار اتر جانا ہے بحر عشق سے
لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

ڈوبے ہیں دریا میں تیرے عاشق بیتاب بھی
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج
اپنا مہمان طفیلی جانتے ہیں ہم اُسے
آئے گی گھر میں ہمارے ہمرہ سیلاب موج
دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا ترک
آب دریا خشک ہو جاوے تو ہو نایاب موج
کیا سمجھ کر بحر ہستی میں کروں راحت طلب
دیکھتا ہوں روز و شب دریا میں ہیں بیخواب موج
چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حُسن
قدرت اللہ دیکھے گی شب مہتاب موج
بحر الفت کے شناور ہو اگر میری طرح
خواب میں بھی پھر نہ دیکھے صورت پایاب موج
گنج باد آورد بہا لاوے جو خسرو ہو کوئی
اب بھی ہے آتش میاں عالم اسباب موج

ردیف جیم فارسی

اک روز اس سرائے سے ہے لاکلام کوچ
سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کوچ
حرص و ہوا الٰہی نہ دل میں مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کر جائیں عام کوچ
اک عمر سے رواں ہوں رہ کوے یار میں
دکھلا چکی نہ منزل عالی مقام کوچ
اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہیں مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوچ
بحر جہاں میں آب رواں سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہیں یاں ہے دوام کوچ
منزل میں گور کی میں مسافر پہنچ چکوں
آخر ہو توشہ راہ کا ہووے تمام کوچ
مرتا ہے جان بلب ہے مسافر ہم بے خبر
حضرت سے تیرے کرتا ہے اب یہ غلام کوچ
جب دیکھو رہروی میں ہوں ریگ رواں کی طرح
میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہے نام کوچ
دن رات روز و شب ہے وطن میں سفر جنھیں
وہ پختہ مغز سمجھے ہیں سودائے خام کوچ
آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہیں آجکل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

ردیف الحاء

شفق صبح نہ دیکھی نہ سُنی نوبت صبح
وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہے مری غفلت صبح
شکوہ کس منھ سے زمانے کی دورنگی کا کروں
رشک شب زلف سیہ چاند سا منھ غیرت صبح

دیکھکر آئینہ یار آنکھونمین بھر جاتا ہے
یاد آتی ہے مجھے بھولی ہوئی صحبت صبح
مئے گلرنگ سے بھر جام صبوحی ساقی
ظلمت گور مین یاد آئی یہ کیفیت صبح
وصل مین ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے
شام سے پھرتی ہے آنکھون مین مری صورت صبح
کوچہ یار کو کہتے ہین بہشت اے قاصد
یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح
عہد پیری مین تو کر یاد الٰہی غافل
رات تو کٹ گئی غفلت مین نہ کھو فرصت صبح
نور کا نام سیہ خانہ گردون مین نہین
گور مین ساتھ ہی لیجاؤن گا مین حسرت صبح
آتش اک رات جو تنہا وہ دل آرام ملے
سجدۂ شکر کرون پڑھکے مین دو رکعت صبح

ردیف خاء

ہوتی جو اے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ
بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ
مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیوتی سا رنگ
لازم جریدہ ہمین کو ہے نسترن کی شاخ
جو خال عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہے
آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ
دیکھا جو سخت روئی ابنائے دہر کو
سمجھا مین نرم موم سے بھی کرگدن کی شاخ
بوٹے سے قد کا ترے نظارہ لگائے گا
کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہے مرا
سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ
روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے
گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ
تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے
ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

مے لے گئے عذار بت شوخ و شنگ سرخ
کندن کا اور آگ مین ہوتا ہے رنگ سرخ
نسبت یہ گل سے ہے ترے جسم لطیف کو
ہمپلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگ سرخ
روئے نگار سے جو ہے نقش قدم مرا
کانٹون نے کر دیا ہے یہ تلوون کا رنگ سرخ
جوش جنون نے گو کہ مجھے زرد کر دیا
چہرے کو میرے رکھتے ہین لڑکون کے سنگ سرخ

گو صید ناتوان ہون پر اتنا ہی گرم خون
ہو جائے چھالے پڑ کے زبان خدنگ سُرخ
تحریر وصف لعل نگارین یار مین
شنجرف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سُرخ
کیفیت شراب ہے جوہر شجاع کا
ہوتا ہے چہرہ غازیون کا وقت جنگ سُرخ
لکھا جو ہے جواب خط شوق یار نے
قاصد کا مثل رقعۂ شادی ہی رنگ سُرخ
کہتے ہین اشک خون شب ہجر یار مین
کشتے کی چارپائی ہے اپنا پلنگ سُرخ
عاشق نشانہ رہتے ہین اس ترک شوخ کے
جبتک کہ گرم ہو کے نہ ہو لے تفنگ سُرخ
ساقی بہار گُل کی رعایت ضرور ہے
لالہ کے پھول سے ہو شراب فرنگ سُرخ
اُس طفل نے بڑھا کے شفق سے لڑا پتنگ
جس دن قریب شام اُڑایا پتنگ سُرخ
ہو گی تری طرح سے نہ اے تُرک خوشنما
پہنے پھرے لباس سپاہ فرنگ سُرخ
قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو
رُوئے زمین ہو صورت میدان جنگ سُرخ

پھوٹا لحد مین دل کا پھپھولا تو دیکھنا
ہو جائے گا مزار کا آتش کے رنگ سُرخ

قدرت حق ہے صباحت سے تماشا ہے وہ رُخ
خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہے وہ رُخ
نور جو اُس مین ہے خورشید مین وہ نور کہان
یہ اگر حسن کا چشمہ ہے تو دریا ہے وہ رُخ
پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اُسے
آئینہ سے دل عارف کے مصفا ہے وہ رُخ
بزم عالم ہے توجہ سے اُسی کے آباد
شہر ویران ہے اگر جانب صحرا ہے وہ رُخ
سامری چشم فسون گر کی فسون سازی ہے
لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہے وہ رُخ
دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اس پہ
دولت حُسن کے ہتھ آنے سے دنیا ہے وہ رُخ
سایہ کرتے ہین ہما اُڑ کے پرون سے اپنے
تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہے وہ رُخ
گُل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط
کوئی ثانی نہین لاثانی ہے یکتا ہے وہ رُخ
کونسا اُس مین تکلف نہین پاتے ہر چند
نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہے وہ رُخ
خال ہندو ہین پرستش کے لئے آئے ہین
پتلیان آنکھون کی دو بت ہین کلیسا ہے وہ رُخ
کونسا دل ہے جو دیوانہ نہین ہے اُس کا
خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہے وہ رُخ

اُس کے دیدار کی کیونکر نہون آنکھین مشتاق
دلربا شے ہے عجب صورت زیبا ہے وہ رخ
تا کجا شرح کرون حسن کی اُسکے آتش
مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا ہے وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد
دہن زخم کہین خانۂ احسان آباد
کون ہے جو تری دوری مین نہین مرتا ہے
ایک گھر ہمنے نہ دیکھی شب ہجران آباد
بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی
بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
مدتین دل کے خرابہ کو ہوئی ہین دیکھین
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ دہ ویران آباد
سر واکرتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے
یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد
کوچۂ یار مین بیہوشی اپنے دم کی
کعبہ و دیر کرین گبر و مسلمان آباد
کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے
منزل دل کو کرین آکے یہ مہمان آباد
وہ شہ حسن پریشان ہمین کیون رکھتا ہے
چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد
کوئی پریون کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے
مین سمجھتا ہون کہ ہے ملک سلیمان آباد
خوبرویون کا ہے آنکھون مین تصور بسا
خانۂ چشم کو کرتے ہین یہ انسان آباد
جس طرف دیکھیے آتا ہے نظر وہ محبوب
جلوۂ یار سے ہے عالم امکان آباد
ساری رونق ہے دیوانون کے دم کی آتش
طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید
چشم بد بین کو کرے گردش ایام سفید
بسکہ اُس بت کی طبیعت ہے زمانے سے خلاف
صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید
کونسی شام نہین صبح ہوئی اے مغرور
ایک دن ہوتی ہے یہ زلف سیہ فام سفید
قطرۂ اشک مین سرخی کا کہین نام نہین
لہو تیرا ابھی ہوا اے دل ناکام سفید
دل کی تسکین کو مین پیام صفا کا سمجھون
پرزہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید
چاندنی رات مین وہ ماہ جو یاد آتا ہے
کاٹنے دوڑتے ہین مجھکو در و بام سفید

وصل کی شب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا
مین ادھر زرد اُدھر روئے دلارام سفید
نسبت اُس فتنۂ دوران سے کوئی اندھا دے
یار کی آنکھ سیہ دیدۂ بادام سفید
کسی حالت مین نہین فکر سے دشمن غافل
آفت مرغ ہے رنگین ہو یا دام سفید

بس ہے اتنی ہی زمانہ کی دورنگی آتش
مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید

قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجکو جزا میرے بعد
ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد
یاس و حرمان و غم و درد یہ بڑھجائین گے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد
رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نرہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
زندگی تک ہین قیامت کے یہ سارے دھڑکے
مجکو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد
دوستداری کا گنہگار رہون وہ دشمن جان
مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد
مین جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش عروس
گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد
خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ
ہاتھ ملیئے گا بہت مانگے حنا میرے بعد
قفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر
بوئے گل کسکو سنگھادے گی صبا میرے بعد
کلہ کج نہین رہنے کی تمھارے سر پر
تنگ وحشت ایسی نہووے گی قبا میرے بعد
ہڈیان کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی
صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد
مین نہون گا تو نہ ہوگا یہ تمارا الفت
کوئی بدلے گا نہین شرط وفا میرے بعد
گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز
فرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد
آئینہ رکھ کے بنانے کے نہین شانے سے
مختصر ہووے گی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحے کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات مین کھولون جو تری خواب مین بند
عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب مین بند
شمع سان سوزش دل ہمنے کسی سے نہ کہی
رہ گئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوق قیم
لکھا ہو وین سے سیکڑون القاب مین بند

اپنے ہمجنس سے شاید کہ یہ بہلے کوئی دم
دل بیتاب کو کیجیے جو سیماب مین بند

ناز کرتا ہے وہ بت اپنے ہوا خواہون سے
برہمن ہوتے ہین وان خانۂ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا
روح مستانہ ہے مینائے مئے ناب مین بند

آستین جوش مین کیا آنسوؤن کو روکے گی
ٹھہر سکتا ہے کہان آمد سیلاب مین بند

روز وصل آئے گا آخر شب ہجران ہوگی
کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند

زمزمے کرتا ہے شاید کہ لگین ہین آتش
رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

تا چند کرون سینہ مین مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
دن رات رہا مثل حباب اپنا مکان بند

ہم الفت دین ہے اسے ہم لذت دنیا
وہ گنج ہے دل جس مین ہے نقد دو جہان بند

منھ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلی ہین مری لیکن ہے زبان بند

گردش ہے جو قسمت کی وہ موجود ہے وان بھی
گو شیشۂ ساعت مین رہے ریگ روان بند

پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہے آواز سگان بند

تنگ آ کے شب وصل مین ہو جائے برہنہ
اندام کو اُس گل کی قبا کے ہون گران بند

سرسبز گلستان ہون چلے باد بہاری
کھولے اُسے ساقی جو ہے مدت سے دکان بند

آواز یہی کوچۂ قاتل سے ہے آتی
ہوتا ہے جدا بند سے انسان کا یہان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کئے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند

دکھلائے گا اللہ مجھے یار کا کوچہ
مومن ہون رہے گا نہ در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقانی کو قیامت ہے مکان بند

منھ لپیٹون مین تو دم کرے خیال یار بند
خواب بد دیکھون جو ہو وین دیدۂ بیدار بند

جنبش ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہو نہ ہو
بیشتر کرتے ہین ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہوں وعدہ خلافی سے ترے احوالِ شب
کھول کر دروازے کو کرتا ہوں سو سو بار بند

دل میں آتا ہے کہ اک دن رو کے دھو ڈالوں لکھیں
روز لکھتے ہیں کراماً کاتبین دو چار بند

حسنِ جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم
آجکل کرتا ہے قحط مشتری بازار بند

تو نے اک پیچا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو یار
کرتے ہیں قالب تہی سنکر اُسے دستار بند

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
باندھی ہے اس پر کمر کھولوں ترا شلوار بند

دیر میں جاوے اُلٹ کر گر تو چہرے سے نقاب
مصحف رُخ پر تصدق بت کریں زنار بند

گوش زد ہووے اگر تقریر تیرے مست کی
زاہد ان خشک ہوں مثل زبان خار بند

موسم گل کی ہوا چلتی ہے ساقی جام بھر
شیشے میں تا چند رکھے گا نئے گلنار بند

روح جب قالب میں آئی مجھکو آتش کھل گیا
ہو چکا کنج قفس میں بلبلِ گلزار بند

خوبرو ہوتے ہیں سن کر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہم عاشقِ دلگیر سفید

وہ سیہ کار رہوں ظلمت کدۂ دہر میں میں
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو انھیں دکھلاؤں
زرد ہووے گل سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید

سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھوں
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشقِ دلگیر سفید

دل منور ہے خیال رخِ نورانی سے
پرتوِ ماہ سے رہتی ہے یہ تعمیر سفید

کیا جو انزردن کو اجلا یہ دنی رکھے گا
اوڑھ لے آپ تو چادر فلک پیر سفید

سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
نہ پھرے اور نہ منھ پھیرے ہو شمشیر سفید

وہ شکر لب رہے آسیب نظر سے محفوظ
چشم بد خواہ ہو مثل قدح شیر سفید

کام فرمائیں تکلف کو جو دیوانے تو ہو
قصر منعم کی طرح خانۂ زنجیر سفید

شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع توام
رُخ تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید

عقل نے اصل حقیقت سے کیا ہے آگاہ
خون سمجھتا ہوں میں ہر چند کہ ہو شیر سفید

ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر
مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید

غم ہجران پئے لیتا ہے لہو جونک کی طرح
کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

ردیف دال ہندی

رکھتا ہے یار ابروے خمدار پر گھمنڈ
اس ترک تیغ زن کو ہے تلوار پر گھمنڈ

ہو گا خزان مین رنگ دگرگون بہار کا
گلچین کا یہ دو ہفتہ ہے گلزار پر گھمنڈ

عاشق ہین گرد رہتے ستارون کیطرح سے
زیبا ہے تمکو چاند سے رخسار پر گھمنڈ

کبر و غرور کی ہے سزا اور اسی کی شان
حسن و جمال ختم کرین یار پر گھمنڈ

تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب
گفتار پر ہمین اسے رفتار پر گھمنڈ

دو چار روز لالہ و گل کی بہار ہے
کیجئے قبا پہ اور نہ دستار پر گھمنڈ

یوسف لقا سے میرے زیادہ نہ ہوویگا
یوسف کو اپنی گرمی بازار پر گھمنڈ

عیسی مریض عشق سے اپنے نہ پھیر منھ
لازم نہین ہے شربت دیدار پر گھمنڈ

آتش سخن شناس سے قادر سخن سمجھ
سارا ہے اس گہر کا خریدار پر گھمنڈ

ردیف ذال

زور بازو ہی کو بازو کا مین سمجھا تعویذ
بس ہے انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ

دشمن و دوست پس از مرگ ملینگے آنکھین
نقش حب کا ہے مرے سنگ لحد کا تعویذ

دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش
نہ زرہ پہنی کبھی مین نے نہ باندھا تعویذ

جذبۂ دل سے پری رویون کو تسخیر کیا
نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ

ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی
لکھ کے کس روز کنوئین مین نہین ڈالا تعویذ

مے کی تکلیف نہ کیونکر کرین ان آنکھونکے جام
موے سر ابر سیہ برق سنہرا تعویذ

نہین ٹلتی کسی صورت سے بلائے مبرم
ڈھونڈھے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف رار

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے دل کو سینہ مین نہین رکھو بیاد
قاعہ مین تیر قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تھا بسکہ بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صیاد نے بٹھلا لیا پر توڑ کر

چھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا اے کوہکن
چھینا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بد مستی مین بھی
شیشہ کو منھ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

اے دل صد چاک اُلجھکر زندگی سے ہو نہ تنگ
پیچ کا اُن گیسوون کے شانہ بنکر توڑ کر

درد بازو مین رہے گا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے
محتسب رکھدے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہے وہ لاابالی دیکھنا
پھیر دے گا چار دن مین اے سکندر توڑ کر

قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون تو کہتا ہے دل
توڑ لے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر

یاد آتے ہین ستم اُس سنگ دل محبوب کے
توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر

دیکھنے والا جو آرائش کا مجھسا اُٹھ گیا
پھینکدو گے اے حسینون تم یہ زیور توڑ کر

دم فنا کرتا ہے آتش جنبش مژگان کا شوق
چھیدتے ہین دل رگ سودا پہ نشتر توڑ کر

جلد ہو بہر سفر اے مہ کنعان تیار
ہو چکا تیرے لئے مصر مین زندان تیار

باغ عالم مین ہون مین وہ شجر سوختہ بخت
مری شاخون سے ہوئے سر و چراغان تیار

آبلہ پائی نے صحرا مین رُلایا جو مجھے
ابر مژگان نے کئے نخل مغیلان تیار

چل دلا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا
برچھیان تانے ہوئے ہین صف مژگان تیار

پشت پا کیون نہ یہ کونین کے اوپر مارے
دست قدرت سے ہوا پیکر انسان تیار

سر بلندی بھی ہے سرگشتگی بخت کیساتھ
خاک اُڑے اپنی تو ہو گنبد گردان تیار

سیج اُٹھانے مین زبس مین نے مزا پایا ہے
زخم کے واسطے رکھتا ہون نمکدان تیار

تو بھی اے گریہ دکھا چہرۂ رنگین حبیب
بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار
زور بھی خاک کے پتلے کو نہین پہنچا ہے
کشتی لڑنے کو ہوئے گبر و مسلمان تیار
غم عالم سے ہے تنکار دل شوریدہ مزاج
مین نے پہلو مین کیا شیر نیستان تیار
کون سے روز نہ دامن نے مجھے الجھایا
کب گلا گھوٹنے کو تھا نہ گریبان تیار
بعد مجنون جو گیا مین مرے سر پہ آتش
سایہ کرنے کو ہوئے بید بیابان تیار

بھاگو نہ مجھکو دیکھ کے بے اختیار دور
اے کودکان ابھی تو ہے فصل بہار دور
مانند مرغ قبلہ نما پیش چشم ہے
وہ کعبہ مراد ہو ہم سے ہزار دور
عیسی نے نسخہ مین ترے بیمار کے لکھا
درد فراق کو کرے پروردگار دور
اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث
چھوٹا ہے مجھ غریب کا مجھسے دیار دور
گردن نہ خم ہو شمع صفت گو جہا نہان
تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور
مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے
ڈھونڈھا ہے جب تو ہمکو ملا ہے نگار دور
روپوش ہے جو ناز سے اُس کا گلہ نہین
نزدیک دل سے ہے رہے آنکھون سے یار دور
کیفیت شراب مین ہے مزا فکر شعر کا
رکھتا پیادہ دم سے ہے ارادہ سوار دور
بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے
کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور
تسکین کے لئے گئے منزل مین گور کے
پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور
وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے
وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور
فرقت مین یار کے یہ سخن تکیہ ہے مرا
مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمتگزار دور
پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہے شب کا خمار دور

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر
ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے
بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر
دونون ہاتھون کی ترے یار کرون کیا تعریف
بایان دہنے سے تو پھر بائین سے دہنا بہتر

یار کو دیکھین گے پہنا کے شب مہ مین اسے
لگ گیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر
نفس امارہ سا رکھتا ہے یہ سرکش دشمن
آدمی کے لئے غافل نہین رہنا بہتر
ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین ای آتش
جو کہے یار ہمین سُن کے یہ کہنا بہتر

حظ سے کب جاتے ہین عاشق کوئے جانان چھوڑ کر
کشت پختہ کو کبھی بھاگے نہ دہقان چھوڑ کر
کعبہ سان جلوے ادب ہے چار دیوار لحد
یان قدم رکھتا ہے تخت اپنا سلیمان چھوڑ کر
کھا لیا داغ فراق یار نے آخر مجھے
ہو نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑ کر
مصحف روئے صنم سے منحرف زاہد نہو
منہ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایمان چھوڑ کر
مٹ نہ بعد مرگ بھی اے داغ الفت ہے بعید
صاحب خانہ کو سُوتا جائے مہمان چھوڑ کر
نیک بختون کو نہ دے رنج انقلاب روزگار
واصل خورشید ہو شبنم گلستان چھوڑ کر
فرقت تن سے ہے شادان روح اپنی جس قدر
خوش نہ ہو گا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑ کر
چاند سے رخسار پر لہرا کے آ لے دیکھئے
کیجئے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑ کر
کار مرادانہ کیا چاہے ہے قوائے دست جنون
کھینچ دامان پری میرا گریبان چھوڑ کر
شہد لب کا تیرے سن پایا تھا افسانہ نہین
زہر کھایا مورچون نے شکرستان چھوڑ کر
باغ مین آکر کہان جاتا ہے ای رشک بہار
گُل کو خندان چھوڑ کر بلبل کو نالان چھوڑ کر
اے کمان کش ہے کشش سے دل کی اُمید قوی
تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑ کر
کافر کوچے قدم رکھ سرزمین عشق پر
کھیت ہاتھ اُس کے ہے بھاگا جو نہ میدان چھوڑ کر
اُن لبون سے گیسوے مشکین کا قصد اے دل نہ کر
تنگ ہوگا اس ختن مین یہ بدخشان چھوڑ کر
باغ عالم مین وہ ایسا کونسا محبوب ہے
خاک اُڑاتی ہے صبا کس گل کا دامان چھوڑ کر
ہستی فانی ہے آتش چار دن مین نیستی
فکر عقبیٰ کا کرے دنیا کو انسان چھوڑ کر

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
آجکل چلنے کو ہے باد بہاری تیار
دل تو کہتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت
پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا
کشتی لڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار

اس قدر تنگ گریبان نہین زیبا پیارے
پھانسی دیجئے اسے گردن ہے ہماری تیار

سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت مسّی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر
بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار

رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار

زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہ ہوئی
اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار

اس زمانے مین سپاہی نہین بیگاری ہین
نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار

ضد سے دھیان اس کو تکلف کا نہ آیا ہرگز
رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

کمر یار کا شک ان کی کمر پر جو پڑا
پھاڑ کھانے کو ہوے یوز شکاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اڑجاؤ
باد کے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے
لا دے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو قرار
رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر

زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی
صیاد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر

بالائے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

جلتے ہین کیا یہ مار کے معذور ٹھوکرین
سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر

پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا مرے جنازہ کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہے جس کو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین مستون کیساتھ ساتھ
ساقی سبو کی طرح لئے جام دوش پر
اے موت آکہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اٹھاؤن گا مین درو بام دوش پر

جھڑتے ہین پھول منہ سے اس تنگی دہن پر
غنچہ نثار تیری رنگینی سخن پر
بعد فنا کنوئین کے پانی سے غسل دینا
کھوئی ہے مین نے جان سرین چہ ذقن پر
دونون کلائیان دو چھلون کی ڈالیان ہین یا
گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر
کیونکر نری قبا سے تشبیہ دون مین اس کو
دو بوٹے بھی نہین ہین اک گل کے پیرہن پر
ہمسے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہے
نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر
گھبراتی ہے یہ اس مین وہ اس سے گھر کر رہا ہی
جادو کیا ہے غم نے کچھ میری روح و تن پر
دیکھے جو تل کسی کے نازک کلائیون کے
بھونرون کو مین نے سمجھا شاخ گل سمن پر
بھوکون کو سیب ہے مین راہ خدا کھلاؤن
بوسہ کو لب جو پہونچین اُن غبغب و ذقن پر
اُس ترک سے جوگی ہین صحرا مین جا رہے ہین
جھنجھلا کے کیا ہی کہتے چھڑ دائے ہین سن پر
کشتون کو تیری قبرین دیکھین جو دیکھ لینا
زندون کو ہوگی حسرت مردون کی انجمن پر
دو دھیلے ہوئے ہین پیدا اک نخل حسن مین سے
بادام لپتہ صدقے اُس چشم اُس دہن پر

ملتا ہے کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو وجب زمین پر اس یکدو گز کفن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر
نشہ کا ڈورا ابلائے جان ہے اس تلوار پر
شرم سے وہ شرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
رات بھاری ہو گئی ہے مردم بیمار پر
خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر
چھیڑ سکتا ہے کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف
ہاتھ پھیر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر
کھینچتا ہے آپ کو دُور اس قدر کیون آفتاب
سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر
کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان
چاہ مین اک پاؤن ہے اک پاؤن ہے دیوار پر

سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
پھونک ہی دے گی گری جبکہ تجلی خار پر
حسن کے منہ کی نقاب اُلٹین گے بیماران عشق
مُہر توڑین گے جو کی ہے شربت دیدار پر
کیون نہ پھانسے عاشقون کے دل وہ طفل برہمن
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر
رو دیا ہے عاشقون نے ابر باران کیطرح
تمنے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر
رنگ شب اُڑتا ہے گیسوے سیہ کو دیکھکر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر
لٹپٹی پگڑی سے قاتل کی مین کیا تشبیہ دون
داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر
تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کیلئے
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر
تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
لعل لب سا اک بدخشان کے نہین کہسار پر
دوست کو لے کر بغل مین رات بھر سوتا ہون مین
رشک ہے دشمن کو میرے طالع بیدار پر
یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر
دام مین لا کر کرے صیاد بے پروا حلال
بلبل بیتاب صدقے ہو چکی گلزار پر

خود غلط ناحق نہون تقلید آتش سے ہلاک
جو رکب منصور بن سکتا ہے کھنچکر دار پر

دکھائی حسن نے قدرت خدا کی لگے جوبن پر
چراغ طور کا عالم ہے تیرے لیفے روشن پر
کرین گے اس سے صید اکدن ہمائے تیغ قاتل کو
رگون کا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنی گردن پر
دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ مین نیرنگی
دم طاؤس کا عالم ہوا مینا کی گردن پر
نمازی کو شراب اُس نے پلائی جا کے مسجد مین
کلیسا مین گیا تو بت کو دے ٹپکا برہمن پر
کوئی پھینکے فلک اپنی طرف منھ اُس کا کرتا ہو
ہمارا نام کندہ ہے مگر سنگ فلاخن پر
بھلا دیکھین تو گو بازی مین سبقت کون کرتا ہے
ادھر ہم بھی ہین توسن پر ادھر تم بھی ہو توسن پر
مری آواز پا سُن کر فنا ہو جان موذی کی
وہ رہرو ہون کمر باندھی ہے جس نے خون رہزن پر
وہ بدگوئی مری کرتا ہے مین نیک اُسکو کہتا ہون
فرشتے میرے لعنت کرتے ہون گے میرے دشمن پر
نمود غیر ہے مقصود دل آتش مزاجون کو
یہ ساری گرمی حمام ہے موقوف گلخن پر
تماشا دیکھ گورستان مین نیرنگ زمانہ کا
جو گل ہین خندہ زن گور وہی ہے شمع مدفن پر

زمین پکڑی تو پھر چھوڑی نہ ہرگز بید مجنون نے
نشان داغ مجنون رنگیا صحرا کے دامن پر

عروج حسن بازاری پسند دل نہین ہوتا
مجبور ہون مگر رغبت نہین قحبہ کے جوبن پر

جنون نے چل بیابان کو مین یاد آیا گلستان سے
خوش آتی ہے کسے چشمک زنی نرگس کی سوسن پر

یہ صرف سینہ کوبی ہے وہ صرف نعل ماتم ہے
مرے ماتم سے آفت رہتی ہے اک سنگ و آہن پر

ہر اک مصرع مین یان مضمون ہے آتش دستداری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے جوبن پر

نقاب اوٹھے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشہ کی گردن پر

حذر عالی مقامون کو ہے لازم خاکسارون سے
پیادے غالب آئے ہین سوار پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اوڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر

سیہ چشم اکثر آتے ہین تماشا دیکھنے اس کا
کمند آہوے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اس نے دل جلایا ہے
جو بس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

ندیکھا سخت طینت کو کبھی سرسبز دنیا مین
شگوفہ پھولنا ممکن نہین دیوار آہن پر

زرہ جسم سے ای قاتل گلے مین تو نے ڈالی ہے
طلا و نقرہ کو اک رشک ہے اقبال آہن پر

نہانیکو نجا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہین رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اکدن سفید ای یار ہوویگی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرہ کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش انکو بدبین کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

اول سے حسن و عشق کو لایا ہے راہ پر
عاشق تجھو روز ازل سے ہے ماہ پر

منکر ہین ذات صانع عالم کے دھریے
نافہمون کا عمل ہے فقط لا الٰہ پر
دکھلائی برق نے جو ترے دانتون کی چمک
مستی کا شک ہوا مجھے ابر سیاہ پر
مدفون ہین اس زمین مین ہزارون ہی تاجدار
چھپتا ہے تخت شاہ سر بادشاہ پر
کوچے سے یار کے نہ صبا دُور پھینکیا سے
مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر
مرتا ہے کیا سمجھ کے یہ انسان گناہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیو اُس شاہ حسن کی
دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر
مین کشتی شکستہ دریاے عشق ہون
ہنستا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر
ہمسے خلاف ہے فلک تیرہ روزگار
جن تو چڑھا نہین سر دیو سیاہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا
لو ہے دبے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر
اے طفل ترک ادھر بھی گذرگاہ گاہ ہو
تکیہ ترے فقیر کا ہے شاہراہ پر
آزار سہل بھی نہین موذی کے واسطے
دیکھا نہ گنج کو سر مار سیاہ پر
دیتے ہین خالی وار کو دشمن کی تیغ کے
تکیہ نہین ہے ہم کو سپر کی پناہ پر
صاحب کمال صوفی عالی مقام ہے
رقص اس کا کیسا لاتا ہے مطرب کو راہ پر
ہالہ مین عاشقون کو ہوا ماہ کا یقین
باندھا جو شملہ یار نے زرین کلاہ پر
گوش بتان کے پردے چھٹے اسکے شور سے
رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر
کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل شرع
جائز رکھا ہے سجدہ انھون نے گیاہ پر
دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھ مین
لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر
شہر بتان مین حوصلہ فرہاد کا نہ کر
یان رسم دُرّے پڑنے کی ہے دادخواہ پر
مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے
ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہے برج دلو کا شک مجکو چاہ پر

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغراے فرمان بہار
زخم خندان یار بن ہے روے خندان بہار
تیر باران بلا ہے مجکو باران بہار

بے بقا ہے ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک سے کم وقفہ ہے دوران بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہے شرط
باغ بے سنبل ہے بے شیرازہ دیوان بہار
چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہے
کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار
روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالہ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار
آب جو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کیساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار
رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوئے
نقشبندان خزان و نقش بندان بہار
جان تازہ آتی ہے آتے ہی تیرے باغ مین
جاتے ہی تیرے نکل سی جاتی ہے جان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن
سرو شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار
بہر سیر باغ جاتا ہے جو تو اے شمع رو
صدقے ہوتے ہین پتنگے بنکے مرغان بہار
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
نے سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

گرد کلفت جم رہی ہے ہر زبان بالائے سر
کیا زمین پیدا کرے گا آسمان بالائے سر
کیا عجب ہے داغ سودا کا مکان بالائے سر
میزبان رکھتا ہے پائے میہمان بالائے سر
برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالائے سر
دم چڑھے ہو صدمہ سنگ گران بالائے سر
برق سی چمکی تری تیغ اے جوان بالائے سر
اس ہما کا سایہ ہووے مہربان بالائے سر
کھینچتا ہے تیغ جب وہ دلستان بالائے سر
سارے تن سے کھنچ کے آتی ہے جان بالائے سر
پار اُتر جاؤن کرم سے تیرے ای باد داد
زیبا کب ہے کشتی بادبان بالائے سر
پھر بہار اے بے نیاز آوے پھرین پھر کو بکو
تو کرے پھولون کے رکھکر باغبان بالائے سر
رکھتے ہین ای بت ترے سر پر بٹھانے کیلئے
گنبد دستار سے زاہد مکان بالائے سر

خونِ ناحق کوچہ مین اس ترک کے ہوتے رہین
لاشہ تڑپے لاشہ پر سر ہو طپان بالائے سر

کون سمجھا پادشاہ حسن ہے اے مہروش
تاج زرین مہ ہے کلگی کہکشان بالائے سر

کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون
پان دہن مین ہے زبان وان ہے زبان بالائے سر

بلبل و قمری برابر دونون ہوتے ہین حلال
گل کو رکھتا ہے جو وہ سرو روان بالائے سر

عالم بالا کی نعمت کا اگر بھوکا ہون مین
آسمان پر سے فرشتے اترین خوان بالائے سر

اسقدر تو سعی کرتا ہون مین راہ عشق مین
پاؤن کا میرے پسینا ہے روان بالائے سر

فکر کی گرمی سے جلتا ہے زبس میرا دماغ
جائے مو دکھلائی دیتا ہے دھوان بالائے سر

لکھکے خط حسرت مین قاصد کی ہوئین مجنون ہوا
چاہیئے ہدہد بنا دے آشیان بالائے سر

ایکدن تو بام پر سے روئے نورانی دکھا
پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالائے سر

صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دلعزیز
آنکھون پر رکھتے ہین پیر اسکو جوان بالائے سر

کونسا گلرو ملے گا مہندی اپنے پاؤن مین
بوتے ہین نخل حنا کو باغبان بالائے سر

حسرت شاہی ترے در کے فقیرون کو نہین
تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالائے سر

کس جگہ زیر زمین قبرین نہین آہستہ چل
پاؤن پڑتے ہین ترے ایجان جان بالائے سر

میل آرائش چراغ حسن کو دیگا فروغ
سرخی باندھے گا وہ دلستان بالائے سر

یہ بھی دیوانہ کسی گلرو کا ہو دے ای کریم
آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالائے سر

تا بکے سر مین نہان رکھون مین سودا زلف کا
موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالائے سر

آرزو ہے پاؤن پر اسکے ہمارا سر ہو اور
دست شفقت پھیرے وہ شوکت نشان بالائے سر

کونسا حلقہ ہے جس مین اک دل عاشق نہین
طرۂ گیسو ہے اس گل کو گران بالائے سر

نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
کیون اٹھایا جاتا ہے آسمان بالائے سر

اپنے عریانون کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش
روز محشر ہون گی چشم مردمان بالائے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے مین ہے زرہ نے خود یان بالائے سر

خون دل کے ساتھ ہے لخت جگر کا انتظار
موئے مژگان کو ہے شاخ آسا ثمر کا انتظار

سرو قد یار کے مضمون کا رہتا ہے خیال
خشک کرتا ہی لہو مصراع تر کا انتظار
تارے گنتے گنتے شب کو صبح کر دیتا ہون مین
نیند اُڑا دیتا ہے اک رشک قمر کا انتظار
شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار
راہ سے آنکھون کے نکلے جان مضطر چاہیئے
شام سے فرقت کی شب مین ہی سحر کا انتظار
ٹکٹکی بندھوائے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در
مردم دیدہ کو اُس نور نظر کا انتظار
قطع کر رکھیو کفن اپنے لیئے اے آسمان
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار
کود پڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال
ہے اندھیری رات مین پچھلی پہر کا انتظار
عشق پیدا کر کمی کچھ حسن و خوبی کی نہین
سوءِ صندل ہی تیری دردِ سر کا انتظار
خود چلون گا یار سے لینے جواب خط شوق
اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار
ناتوان ہو جاتا ہی فکر سخن سے آدمی
رشتہ کر دیتا ہے آتش اس کمر کا انتظار

ردیف رائے ہندی

حیرت ہے ہو نہ زلف و رخ و یار سے بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ
مثل نسیم ہون چمن روزگار مین
گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ
رنجیدہ جب سے ہم سے وہ خانہ خراب ہی
گھر سے بگاڑ ہے در و دیوار سے بگاڑ
پاتا ہون مین مزاج عناصر مین اختلاف
آپس مین ہوگا ایکدن ان چار سے بگاڑ
بوسہ طلب کردن تو مجھے گالیان ملین
بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ
اس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر
شیرینی کے لئے ہی نمک خوار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
لازم نہین ہے خادم سرکار سے بگاڑ
اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے
رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ

دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہین ہین ہم
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زاے معجمہ

ساتھ ہی بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز

کپڑے پھٹتے ہین مری خانۂ زنجیر مین بھی
پاؤن تو سست ہوئے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

کون کہتا ہے بسر ہو گئے ایام جنون
اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز

آنکھ بھر کر نہ کبھی چاندسی صورت دیکھی
نہین آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز

عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر
مین نے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز

باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے
نظر آتے ہین چمن مین خس وخاشاک ہنوز

کیا کرون اس کو جو نکلے نہ بخار اک دل کا
دو سمندر ہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز

اسقدر قحط ہے کسواسطے مے کا ساقی
زیر دیوار چمن اینڈتے ہین تاک ہنوز

استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہوتا نہین اس پر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش مین شب و روز ہین افلاک ہنوز

جوش وخروش پر ہے بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین ہون یار کو مایل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز

انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم ان ابروون کی کجی کا جو ہے سو ہے
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز

عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز

اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے
دیکھا نہین ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

ہر چند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم

آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزار سبز
ساقی میخانہ کو بندھوا دیے دستار سبز
شدت درد جدائی سے دگرگون حال ہے
زرد ہو جاتا ہون سو سو بار سو سو بار سبز
آپ سا دیکھا نہین جاتا غرور حسن سے
آئینہ کے آگے ہو جاتا ہے روئے یار سبز
فیض نیکون سے ہوا اُن کو وہ جو ہین بدسرشت
کیا کرے باران زمین شور مین اشجار سبز
ہون مین وہ بلبل جواہر خانہ جس کا باغ ہے
سرخ مثل لعل گل شکل زمرد خار سبز
زخم پہلو مین نے دکھلایا تھا اک دن کھول کر
ہو گیا ہیبت سے رنگ مرہم زنگار سبز
سوزش دل مین اثر ہے تابش خورشید کا
تاک کو کرتی ہے اپنے آہ آتشبار سبز
انقلاب دہر سے ایمن نہین ہے حسن بھی
سبزہ خط سے ہوئے ہین لالہ گون رخسار سبز
چار دن جوش جوانی کے غنیمت جانیے
خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہین زنہار سبز
میکدہ مین سیر نیرنگ جہان دیکھین گے ہم
جام ہون تیار بھر بادۂ گلنار سبز
سیل اشکون سے لگی ہے میرے گھر مین روز و شب
مہندی کی ٹٹی سے رہتی ہے ہر اک دیوار سبز
دیکھیے کس کس کو وہ زرین قبا کرتا ہے قتل
سرخ اک پیجاما غضب ہے قہر ہے شلوار سبز
کون کہتا ہے نہین عناب لب سے اس کو عشق
چہرۂ آتش ہے مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاؤس
زخمی کو نہین اُس کے دماغ پر طاؤس
صیاد بھی زخمی بھی اسے باندھین گے دونون
جو دم ہے غنیمت ہے فراغ پر طاؤس
محتاج نہین روشنی عاریتی کا
داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس
اے ابر ترے عشق مین یہ رنگ دکھلایا
ہر داغ ہے اک لالۂ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹنے کے پرون سے نہین داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو پہنچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف سے زیبا نہین رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہین گجرے کمر یار کے پاس
کوچۂ یار مین سایہ کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
کس کی قسمت کا ہے پانی ترے تلوار کے پاس
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار
سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس
فکر مرغان چمن کی ہے بہار آئی ہے
جھونپڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس
کب جواب آئے خط شوق کا دانستہ دیکھون
روز ہوتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس
کار زنجیر جو ان گیسوے پیچان سے ہوا
رہین گے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس
پھر گیا منھ تری ابرو کی طرف سے ان کا
سینہ کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس
ایڑیان شوق شہادت مین کہان تک رگڑون
اب تو جلاد کو بھیجو او گنہگار کے پاس
حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہین
اٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس
باغ عالم مین جو رکھا ہے قدم اے آتش
خندہ زن گل کی طرح بیٹھیے ہو خار کے پاس

ردیف شین معجمہ

جلا مین شمع کے مانند عمر بھر خاموش
تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش
جبین کے نور سے اسلامیان ہویدا ہے
رہین گے مجھکو نکیرین دیکھکر خاموش
نہین قرار زمانہ کو ایک حالت پر
جو دوپہر ہون مین نالان تو دوپہر خاموش
جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی
رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش
نہ کعبہ مین نظر آیا نہ بتکدے مین تو
اٹھا مین بیٹھ کے اکدم ادھر ادھر خاموش
چمن ز[illegible]ا غنچہ نہین شگفتہ ہوا
ہمارا غنچہ دہن کیون ہے اس قدر خاموش
بتون کے دل پر بٹھاؤن مین اپنے دلکی طرح
خدا کے قہر کا رکھتا ہے مجکو ڈر خاموش
ہوئی ہے قاتل عالم صباحت رخ یار
چراغ زیست کو بھی کرتی ہے سحر خاموش
زبان کیلنے کا نقش منھ بھر آئی ہے
دہان غنچہ کو رکھتا ہے مسرت زر خاموش
نہ راہ ہی مجھے سوجھی نہ پھاندنے کی گھات
پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش

روانہ ہوتا ہے پہلو سے چھلیے پھرے یار
چراغ صبح سے کرتا ہون پیشتر خاموش
کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار اسے پیشانے
رہا ہبت مین گلا گھونٹ گھونٹ کر خاموش
نہ چھیڑ قصہ موے میان یار آتش
کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش

ردیف صاد

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہے ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے
بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص
اے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین
ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کیساتھ
خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہے یہ کہ گھنگرو کی صدا
بیقراری ہے تری یا ایدل ناکام رقص
الکیدن لایا تھا جام مے ترے ہونٹون تلک
آج تک کرتا ہے یہ گردون مینافام رقص
چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہے
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
میکدے مین چلکے سیر عالم نیرنگ کر
قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص
دل اسی پہلو مین آتش مثل ازین بیتاب تھا
یہ وہی جا ہے جہان ہوتا ہے صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہے شیشے سے ہمکو اور ساغر سے غرض
مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
عشق صورت سے خیال آیا ہے معنی کی طرف
جب صدف سے مدعا تھا اب ہے گوہر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی
زر کی خواہش ان حسینون کو ہے زیور سے غرض

اپنے فعلوں سے تعجب ہے ہنودی جو فساد | زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا زر سے غرض
بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہے یار | زہر ملتا ہے اُسے جس کو ہو شکر سے غرض
آنکھ گل پر والۂ رخسار کی پڑتی نہین | عاشق قامت نہین رکھتے صنوبر سے غرض
ناز بیجا بھی نہ اے دل ناگوار طبع ہو | اب تو اٹکی ہے تری اُس ماہ پیکر سے غرض
صاف ہو کر گلستان حسن کی لوٹی بہار | یہ مراد آئینہ کی تھی یہ سکندر سے غرض
عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجئے | مرد مفلس کی نکلتی ہے تونگر سے غرض
شکوہ اُس کا بھی زبان زد ہو نہ اے دل چاہئے | گر اُٹھا دی ہے جہان سفلہ پرور سے غرض
فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین | آتشؔ درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

ردیف طاء

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط | کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط
ایسے فریب اُس نے حریفون کے کھائے ہین | حق حق کہو جو مین تو کہے وہ صنم غلط
معشوق سے امید وفا ہے خیال خام | وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط
مایوس ہو نہ مرغ دل اکدن شکار ہے | تیر نگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط
ہوتی ہے وصل مین نشہ کے دونی ہوس وصل | کیا ہجر مین شراب پئے سے ہو غم غلط
اے شوق راہ یار مین لے تو چلا ہے تو | جادے سے پڑنے پائے نہ نقش قدم غلط
کعبہ سنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے | کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط
شاعر نہین ہے ہیچمدان ہی کہے جو ہیچ | ہستی کو اُس کمر کی ہے کہتا عدم غلط
پھل پائے گا نہ عشق سے ابروے یار کے | اے دل ہے ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لئے کرتا ہون خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتشؔ قلم غلط

نشۂ عشق کا اثر ہے شرط | لب خشک اور چشم تر ہے شرط
بے خبر اکدن سفر ہے شرط | کہے رکھتے ہین ہم خبر ہے شرط

مست تیرے مئے محبت کا
دین و دنیا سے بے خبر ہے شرط

صندلی رنگ سیکڑون معشوق
عشق بازی کا درد سر ہے شرط

قول پر قول ہمسے یار سے ہے
شرط پر شرط شرط پر ہے شرط

کہون کیونکر میان یار کو ہیچ
جسم کے واسطے کمر ہے شرط

زلف خوبان دراز لازم ہے
خال کوتاہ و مختصر ہے شرط

قابل گوش سیکڑون گوہر
گوش بھی قابل گہر ہے شرط

یہ تمنا ہے بندگی تیری
اُس قدر ہو کہ جسقدر ہو شرط

گلشن عشق کے نظارے کو
مثل غنچہ گرہ مین زر ہو شرط

توبہ مے کے توڑنے کے لیے
ساقی غیرت قمر ہے شرط

لب شیرین سے میٹھی باتین کر
زہر مین زہر کا اثر ہے شرط

چھوٹے سچون کا دیتے ہین دھوکا
جوہری کے لیے نظر ہے شرط

عشق مین صبر کار مشکل ہے
دل کے خون کرنے کو جگر ہے شرط

طور سے کہا کیا تجلی نے
حسن بے پردہ سے حذر ہے شرط

عہد پیری مین روئے رنگین دیکھ
سیر گلزار کو سحر ہے شرط

معرکہ عشق کا ہے یان آتش
پاؤن پر تیغ زن کے سر ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

سخت گوئی سے تجھے چاہیے ای یار لحاظ
بات بڑھجاتی ہے کھو دیتی ہے تکرار لحاظ

جام توڑے سے نمانون گا تجھے زور آور
توڑنا یار کا اے چرخ ستمگار لحاظ

نہ تو ہندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا
مجھسے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ

اُٹھ گیا پردہ چھٹی روح سے آلائش تن
نہ رہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ

یار ہے باغ ہے سبزہ ہے مے گلگون ہے
مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

مثل عنقا ہو مجھے مردم دنیا سے گریز
صحبت بد سے ہے انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہے نازک دل بیمار آتش
بدمزاجی سے مرے رکھتے ہین غمخوار لحاظ

ردیف عین مہملہ

قدر کیا رکھتی ہے پیش چہرۂ پر نور شمع
نام کو چربی کا پتلہ گو ہوئی مشہور شمع
صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن
پیرہن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع
اُڑ گئے اغیار سنتے ہی مری آواز پا
رہ گئی محلس مین عذر لنگ سے مجبور شمع
نیش زن کو اپنی دولت سے نہین ممکن فروغ
کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع
شب کی شب اُس شعلہ رو سے گرم صحبت ہو تو کیا
صبح کو پیدا کرے گی سردی کافور شمع
ای فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو
یار کے نزدیک بیٹھین ہم کھڑی ہو دور شمع
بام پر تو نے جو بھجوایا پلنگ اے شعلہ رُو
رات بھر روشن رہی بالاے کوہ طور شمع
یہ بھی عاشق ہے مگر رکھتی ہے جو میری طرح
اشک گرم و سینۂ سوزان تن محرور شمع
جستجوے یار مین گاؤن اندھیرے مین اگر
راہ بتلادے پری مجکو دکھا دے حور شمع
دیدۂ بینا دل روشن نظر آتا نہین
اُڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع

صورت پروانہ جلتے ہین رقیب روسیاہ
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہوجاتی ہے جل کر ہمرہ پروانہ شمع
ہے تو زن رکھتی ہے لیکن غیرت مردانہ شمع
شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ
منزل ہستی کو سمجھے ہے مسافر خانہ شمع
تیری محفل مین اگر دیکھے مری گستاخیان
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع
سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا رات کو
موم ہو کر بہ گئی سُن کر مرا افسانہ شمع
گریہ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی
کر چکی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع
اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے رہی
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع
آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے
گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع
جنبش شعلہ نجان اُس کو اشارے سے یہ یار
کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روئے روشن سا ترے رکھتی رخ روشن اگر
جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع
لائی ہے ایمان یہ کس کا مصحف رو دیکھکر
رکھتی ہے اشکون سے اپنے سبحۂ صد دانہ شمع
دل مین رہتا ہے خیال چہرۂ پر نور یار
پرتو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع
چشم غول آنکھون مین پھر جاتی ہے اس کے شعلہ سے
یاد دلواتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع
عکس روئے آتشین سے تیرے اے گل پیرہن
زلف شبگون مین ہوا ہر ایک خار شانہ شمع
سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے
ڈال دیتی آہن گلگیر مین دندانہ شمع
روشنی دیکھے گا یارب کونسا رشک پری
ڈھالتا ہے اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع
عزت مہمان ہے لازم چاہیے پروانہ کو
در تلک لینے کو آوے لیکے صاحب خانہ شمع
حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتش اگر
ہے یقین بے پر پری ہے ہو جو بے پروانہ شمع

روشنی بزم ہے یان چہرۂ گلرنگ و شمع
جمع ہین پروانۂ و مرغان خوش آہنگ و شمع
اٹھتے ہی اس رونق محفل کے سب بیکار تھے
جام و مینا ساقی و مطرب رباب و چنگ و شمع
کنج مرقد مین یہ داغ دل سے میرا حال ہے
گرمیون کی رات مین جیسے مکان تنگ و شمع
آتش فرقت رہی بعد فنا بھی مشتعل
موم ہو کر بہہ گئے میری لحد پر سنگ و شمع
ساعد سیمین سے نسبت دے کوئی ناقص اسے
اپنے آگے ایک سی ہے ساق پائے لنگ و شمع
فکر رنگین کو جو ہو انگشت و فندق کا خیال
دست بستہ آئین مضمون گل اورنگ و شمع
راہ بھولون گر شب تاریک مین مین تیرہ روز
منزل ہستی سے عنقا ہو صدائے زنگ و شمع
بزم ماتم ہے ہر اک محفل فراق یار مین
رات بھر جلتے ہین آتش عاشق بے ننگ و شمع

ردیف غین معجمہ

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو سرو چراغ
سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ
چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہو گئین
پرتو مہتاب سے بن جاتے ہین روشن چراغ
روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین
تیرے صدقے کا کہان سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ
سیکڑون پروانون کو اس نے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ
دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینہ کا ہی گویا گور پر روشن چراغ
یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
آتش افروزی سے ہو نیگا نہین دشمن چراغ
صبح تک جلتی ہے آہون سے ہمارے باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہی تہ دامن چراغ
دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ
گنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ
منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلادے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین
غم نہین اس کا نہوا پنے سر مدفن چراغ

بتیان اس کی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اُڑ کر بجھاوے گر مرا دامن چراغ
رات بھر جلتا ہی آٹھون پہر جلتا ہی وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ
قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ
تازہ ہو جاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ
بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھ کر میرا فروغ
روز اُڑا یا کرتے ہین بندوق سے دشمن چراغ
امن مین رکھتی ہے شر سے فتنہ کی روشن دلی
چور پھر جاتا ہی گھر مین دیکھ کر روشن چراغ
تیل کا مقدور تو اس کو نہین باقی رہا
گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ
روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہی سیاہ
دل کو ہووے گا ہمارے گھر مین اب روشن چراغ
کون کہتا ہی ستارے اپنی برق آہ سے
بن گیا ہی اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ
جا نہین داغ محبت کی دل بے عشق مین
خانۂ خالی مین دیکھا ہے کہین روشن چراغ
دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر
اپنی چربی سے جلاوے راہ مین دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رویون کے ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم ہون جب زاغ زغن چراغ

سامنا کرتا ہی کیا اس کا شبستان مین چراغ
مرد میدان ہو تو نکلے دن کو میدانمین چراغ
جب نہ بجھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ
رکھدیا ہم نے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ
شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی
لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ
روشنی کی اس کے حلقون مین جو روے یار نے
ہو گئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ
کونسا بلبل پھنسا ہے دام مین صیاد کے
باغبان گھی کے جلاتا ہی گلستان مین چراغ
کیا کہون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین
اس قدر ہون گے نہ اک سرو چراغانمین چراغ
روے روشن کا خیال آنکھون کو رونے مین ہے
رات بھر رکھتے ہین روشن فصل بارانمین چراغ
داغ دل کی روشنی ہے بوریاے فقر پر
شیر کی چربی سے جلتا ہے نیستان مین چراغ
نور شمع طور ہے سینہ کے ہر اک داغ مین
دیکھ لے منہ ڈال کر میرے گریبان مین چراغ
ہو گیا اُس پر زلیخا کو یقین فانوس کا
حسن یوسف نے کیا روشن جو زندانمین چراغ
چہرۂ روشن دکھاؤ تم جو شب کو بے نقاب
دیدۂ بے نور ہووے چشم انسان مین چراغ
عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ
میری مٹی کے جلین گے گور جانانمین چراغ
کون سا دل ہے نہین کشتہ جو حسن گرم کا
بزم عالم مین ہے تو گنج شہیدان مین چراغ
خاک کا پیوند ہونگا جب مین تیرہ روزگار
پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبانمین چراغ
رتبۂ اعلی و اسفل مین رہے فرق اے فلک
شمع روشن بام پر ہووے تو ایوانمین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمانمین چراغ

حُسن رکھے شام ہوتی ہے میرا صحن چراغ
اس شمع رو کے آگے ہو خندہ زن چراغ
یاد آ گئی جو رات کو زلف رسائے یار
آنکھون مین اپنے ہو گیا کالے کا من چراغ
چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پیدا تو کر لے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ
دکھلایا چاہیے داغ جنون کو جو روشنی
لے مہتون کو اپنا پھٹا پیرہن چراغ
ممکن خزان نہ ہووے بہار شباب کو
گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ
ہوگا نہ روشنی مین رخ یار سے فروغ
رکھتا ہے ناحق آرزوے خارزن چراغ

عالم مین جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح
ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ
لیجائین کوے یار مین مجکو جو پاے شوق
روشن کرون مین جاکے میان چمن چراغ
مجبور ہین نہین تو اندھیرے مین گور کے
مردے جلائین بیچ کے اپنا کفن چراغ
جلتا ہے خود بھی قبر مین روشن کیا کرین
غربت زدون کے نام کے اہل وطن چراغ
دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف
مسجد مین تو جلائیگا اے برہمن چراغ
ٹھڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہین
بجھکر ہین رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ
ای خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمہار کے تو اور بن چراغ

ردیف فا

اللہ ہووے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف
مستی سے ان لبون کو تعلق جھنبون کو ہے
تھوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف
چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف
اے جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف
آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف
لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
عاشق ہی داد خواہ نہین ورنہ روز و شب
فریادرس کے کان ہین فریاد کی طرف
نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتون سے عشق
مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف
گردون سے جانتے ہین یہی ہم گناہگار
منھ سوئے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف
طاقت ہے کس کی دیکھے جو غربت کی آنکھ سے
اس فتنہ و فساد کی بنیاد کی طرف
عاشق ہین محو حسن جو جا ہو ستمگرو
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف
بیت الحزن مین میرے وہ یوسف کرم کرے
شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

جوش جنون ہے موسم گل کا ہے زور شور
سودائی کھنچے جاتے ہین فساد کی طرف

دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتے ہین صیاد کی طرف

شیرین بھی چاہتی جو اُسے پیرزن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین شفیق من
سودا ہوا ہے میرے اُستاد کی طرف

رجوع بندہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف
پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف

بعید کیا ہے مروت سے تیری اے شہ حسن
نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف

کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
جو مشک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کی طرف

الجھ کے شانے سے کھاتا ہے سیکڑون جھٹکے
قصور سے یہ تیرے گیسوئے رسا کی طرف

خدا نے درد محبت عطا کیا ہے جسے
اُسے توجہ حاظر نہین دوا کی طرف

ملا جو تم نے لہو دست و پا مین عاشق کا
نہو گا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف

کرے گا یار مری جنگ غیر مین امداد
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف

فراق یار مین رہتا ہے یون تصور گور
خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف

نہو گا ہمسفر روح پیکر خاکی
یہ سوئے ارض روان ہو گا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے مین اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جیسے تمھارے خیال سے واقف
کہ چار خلط نہ تھے اعتدال سے واقف

کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف
کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف

خدا کرے نہ تمھین میرے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

نہین جو روز و شب ماہ و سال سے واقف
وہی ہے خوب زمانیکے حال سے واقف

نہون گی آنکھین تمھارے جمال سے واقف
جلا کے طور کرے گی جلال سے واقف

زبان سے کس کی مہ چار دہ نہین سنتے
زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف

خبر ہے کیا تجھے ان گیسوون کی مشاطہ
ہنوز شانہ نہین بال بال سے واقف

دعاے خیر یہی ہے مری حسینون کو
نہو کمال تمھارا زوال سے واقف
مراد پر نہین آیا ہنوز حسن شباب
گل و ثمر نہین اُس نونہال سے واقف
فسانۂ طور تجلی کا سن کے کان کھلے
نہ تھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف
وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہے
شگون سے ہین نہ تو ہم گوش فال سے واقف
کہا یہ اُس نے جو سودا کسی کو زلف کا ہو
ہوا جو مجھسے پریشان حال سے واقف
فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ
تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف
بہت سے لطف ترے چہرے مین ہین انھین سے
نگاہ اپنی بھی ہے خال خال سے واقف
شراب دے مجھے ساقی مین رند مشرب ہون
فقیہہ ہون گے حرام و حلال سے واقف
کھلے گا ساقی دیر و مغان کو حال اپنا
یہ مشت خاک بھی ہوگی کلال سے واقف
قلم نے چہرے حسینون کے لوح پر لکھکر
کچہریون کو کیا خط و خال سے واقف
پڑا ہے ابروِ ساقی کا عکس ساغر مین
پڑھے وہ ہو جو دعاے ہلال سے واقف
چمن کی سیر کو وہ شوخ طبع آ نکلے
گلون کے کان بھی ہون گوشمال سے واقف
ہوا سے آئی ہے لہرا کے آنکھ پردۂ زلف
کمند مشکی ہوئی ہے غزال سے واقف
ازل سے محرم رازِ پری ہون مین مجنون
مرے فرشتے نہین میرے حال سے واقف
بہار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے
کیا ہے دردکشون کو زلال سے واقف
نہو تامل ترے رخ پر نہ ای صنم مہ تا
بلال کعبہ سے کعبہ بلال سے واقف
بہے بہے پھرین دریاے اشک مین افلاک
بلون کو کیجیے کشتی کی چال سے واقف
پری ہے حور ہے یا روح قمر جسم مین ہے
بشر ہون مین نہین پری کے حال سے واقف
در کریم نہین سیر گاہِ مغروران
نہ آئے یان وہ نہو جو سوال سے واقف
نہ چند روزِ جدائی بھی مقتضی ہون گے
کہان فراق ہوئے جب وصال سے واقف
رہی وہ عہد جوانی نہ ہے وہ دن کہ نہ تھے
یہ مو خضاب سے دندان خلال سے واقف

رقیب مبتذل اُس گلعذار کے ہون گرد
یہ خار خس نہین آتش کے حال سے واقف

ردیف قاف

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق
سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین مہمان عشق

نعمت دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اُس کا مزا
شیرۂ جان سے ہے شیرین حلوۂ دکان عشق

زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہو گیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف
مرد مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق

دل جگر داغون سے دونون ہین دکان صراف کی
کشور تن مین ہے جاری سکۂ سلطان عشق

تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
زہر دیتا ہے نمکخوارون کو اپنے خوان عشق

ایکدن تیری کمر کا طوق ہون گے اپنے ہاتھ
الصنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہے
اپنے خاطر سے مہیا آجکل سامان عشق

قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم
چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان مین آتش اس سے کوئی شے بہتر نہین
وصف جو کچھ کیجئے اعلیٰ ہے اُس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک
وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہے عطا اُس صنم کو دولت حسن
طلا و نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لے کر چمن سے نکہت گل
یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف
دل آتے ہین لب مے گون نگار کے نزدیک

کروڑ کوس سے میخانہ دور ہو ہرچند
کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک

ہوا ہے دیدۂ بیدار سے مجھے روشن
ہمیشہ روز ہے شب زندہ دار کے نزدیک

جو کسب چلے تو گردن منفعل سر محفل
پری و حور کو بٹھلا کے یار کے نزدیک
بلا سے ایک اگر کشتہ ہو گیا مجھ سا
تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک
نہ ٹالیں آج کے وعدے کو کل کے اوپر آپ
یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک
پس از فنا تری درگاہ کی جو مٹی ہو
وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک
یہ عاشقی کی وہ منزل ہے راہ میں جس کی
پیادہ پائی ہے بہتر سوار کے نزدیک
طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی
جہان مردہ ہے شب زندہ دار کے نزدیک
وہ زود خلق ہوں غالب ہے بعد مردن بھی
بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک
سمجھتے ہم کمر یار کو نہیں بے ہیچ
اگرچہ ہیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک
وہ لوگ کرتے ہیں تعریف خلد ممبر پر
گئے نہیں جو کبھی کوئے یار کے نزدیک
سپر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ ابرو کے
سزا جو اپنی سمجھ لے کنار کے نزدیک
خلش کرے نہ مرے دل سے وہ مژہ کیونکر
شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک
عجیب شہر غم آباد عشق بھی ہے کوئی
خوشی بھٹکتی نہیں اس دیار کے نزدیک

ہزار پست کیا ہے فلک نے ای آتش
بلند قدر ہیں ہم اعتبار کے نزدیک

ہر قبر پر اڑا کرے علی الاتصال خاک
سمجھے جو آدمی کہ ہے میرا مآل خاک
آنکھوں کا عاشقوں کی رہ یار میں ہے فرش
دامن پر اس کے اڑ کے پڑے کیا مجال خاک
چھا ہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دنوں
ای عندلیب دیدۂ گلچیں میں ڈال خاک
تا حال وہ غبار دل یار سے ہے سو ہے
خاطر سے اپنی دور ہو گرد ملال خاک
روشن ہے جس سے منزل دل تو وہ شمع ہے
دم سے ہے تیرے مظہر حسن و جمال خاک
نقش قدم کو تاج سر اس کا ہوں دیکھتا
افتادگی میں رکھتی ہے ایسا حال خاک
سودا رہے گا سر کو بہت روئے یار کا
مدت کے بعد ہوتے ہیں مٹی میں بال خاک
اس سیم بر کا جب سے زمیں پر پڑا ہے پانوں
آنکھوں میں نیاریوں کے ہے اس دن سے مال خاک
پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف
مجھ مست کی ملے جو تجھے ای کلال خاک

اُس رُوے آتشین کی ہوا مین یہ رنگ ہے
گا ہے عبیر بنتی ہے گا ہے گلال خاک
غنچہ نہ ہو شگفتہ نہ چھڑکین جو باغبان
تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک
صورت بگڑتی بنتی ہے اے ماہ چاردہ
بہروپیون کا رکھتی ہے آتش کمال خاک

بہار مین جو ہوا ہے مرا گریبان چاک
ہوئے ہین لالہ وگل کی طرح سے خندان چاک
صدا یہ غنچۂ گل کے ہے کھلنے سے آتی
کرے جو تنگ گریبان ہو اُسکے شایان چاک
بنائے ساغرِ مے جو کمہار تیرے لئے
پیالے ہون مہ وخورشید وچرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا
کئے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھا دے گی اپنے جوہر رُوح
کھلے کا مطلب، خط جیب کہ ہوگا عنوان چاک
جنون کا جوش اُتارے گا پھاڑ کر کپڑے
بہار مین بدن اپنا کرین گے عریان چاک
کرون گا زلف کے سودے مین تار تار ایسا
دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک
ملاؤن پیرہن گل سے کیا لباس اپنا
ہوا نہین ابھی دست جنون سے چندان چاک
دکھائے عالم صبح بہار اگر رکھوائے
نقاب مین وہ رخ غیرت گلستان چاک
کیا ہے عشق نے اک مہوش کا دیوانہ
سحر کی طرح سے رہتا ہون مین گریبان چاک
یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو
کیا جو کھینچ کے یوسف کا اُس نے دامان چاک
اثر جنون کا رکھتی ہے دل کی بیتابی
قبائے صبر کو کرتا ہو آتش انسان چاک

ردیف کاف فارسی

لاتی ہے ہر نگہ مین نیا چشم یار رنگ
دکھلا رہی ہے گردش لیل ونہار رنگ
مستی عشق کیف مے لالہ گون نہین
اس رنگ پہ چڑھ نہین سکتا خمار رنگ
ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک چمن
مسطر وہ دام ہے کہ ہے جس کا شکار رنگ
گلہائے باغ ہوتے ہین تیرے حضور زرد
اُڑتا ہے تجھکو دیکھ کے بے اختیار رنگ
گلشن چراغ ناخن غم سے بنے گا رُخ
بدلی دکھائے گا یہ ترا خار خار رنگ

چیرا مرا طلسم ہے حکمت سے عشق کی
اک حال پر کبھی نہیں پاتا قرار رنگ
بعد فنا سمائیں گے ہم چشم یار میں
پیدا کرے گا سرمئی اپنا غبار رنگ
رخسار زرد پر مرے بہتے ہیں اشک خون
یکجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ
خون میں نہا نہا کے شہیدوں کے لائیگا
نقرا ترا کمیت کا اے شہسوار رنگ
بھڑکا رہی ہے آتش فرقت ہوائے وصل
سیماب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ
نیرنگی فنا ہے لگی اس کی فکر میں
ہستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ
مضمون بندھے ہیں بو قلمون روئے یار کے
رنگیں زمین کے فکر رنگے گی ہزار رنگ
بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا چمن سے عشق
آتش جو چار فصل میں ہوتے نہ چار رنگ

نہ کر زیادہ بس اب اے فراق جانان تنگ
گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہو کے انسان تنگ
طلسم تازہ دکھاتا ہے دیدۂ دل کو
کشادہ چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ
رہی نہ لالہ و گل سے کوئی جگہ خالی
بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ
پہنائی زخمون کی بدھی جو تیغ نے تیری
خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ
نصیب شانے کے پھاہا کرے دل صد چاک
بغل میں لیں، اسے وہ گیسوئے پریشان تنگ
وہ دل ہے جس میں تصور ہو غنچہ لبون کا
وہ گھر ہے جس کو کہ رکھے ہجوم مہمان تنگ
نکل کے خانۂ زندان سے میں کدھر جاؤن
جنون کے جوش میں ہے دو جہان کا میدان تنگ
یہ گوش ہی ہیں کہ باتیں زبان کی سنتے ہیں
نکل گئے ہیں دہن میں سے ہو کے دندان تنگ
بہار گل میں جو دل کو ہوائے صحرا ہے
ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ
شکار مومن و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک
کمند زلف سے ہیں ہندو و مسلمان تنگ
نقاب رخ سے جو زن کو وہ شمع رو اُٹھے
یقین ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ
بہار گل میں جو میں دھجیاں نہ لون اسکی
گلا دبانے کو پھانسی سے ہو گریبان تنگ
نہ کھینچے سر آتش پہ اپنا سایہ ہما
فقیر سمجھے ہیں بدن پہ قبائے سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل
حامی ہے ترا شیر خدا لاتخف ا یدل

بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہے
کعبہ کو تولد سے ہے اُس کے شرف ایدل

بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کرین حق تلف ایدل

معصوم ہے عیبون سے زمانے کے بری ہے
وہ لالۂ بیداغ و مہ بیکلف ا یدل

خاک نجف اکسیر ہے مومن کی نظر مین
شفاف ہے الماس سے در نجف ایدل

حاصل یہ ہے تو قلزم قدرت کا سمجھ لے
گوہر ہے علیؑ کون و مکان ہین صدف ایدل

آئینۂ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد
حق اُس کی طرف ہے وہ ہے حق کی طرف ایدل

لاریب اماموں مین سرآمد وہ ولی ہے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل

مدح اسد اللہ مین تقریر نہو بند
دریا کی طرح تا کہ نہ آجائے کف ایدل

دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہے آتش
شیطان کے نطفہ سے ہے وہ ناخلف ایدل

عمر دو روزہ ہی مین ہزارون دکھائے گل
بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل

سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس
بے یار شور زاغ ہوئے خندہ ہائے گل

میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل

سنتا ہے کون نالہ و فریاد عندلیب
مدہوش ہے چمن مین پیالہ چڑھائے گل

وعدہ وصال کا ہے اندھیرے مین گور کے
شمع حیات جلد کہین ہو بھی جائے گل

چھڑکی ہے باغبان نے مگر خاک پائے یار
رکھتی ہے بوے حور کا عالم صفائے گل

بوجہ یہ جگر مین نہین اس کے چار داغ
دل پر ہین تیری کفش کے لالہ نے کھلائے گل

رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے
کھولے نسیم صبح نے بند قبائے گل

ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو
آکر تنور چرخ سے بھنے تو کھائے گل

صیاد نالہ سُن کے جو رویا تو لطف کیا
کنج قفس مین باغ سے اُڑ اُڑ کے آئے گل

وان لب ملے رقیب سے یان دم نکل گیا
مقراض تار عمر ہوئے برگہائے گل

اے عندلیب تجکو مبارک ترا چمن
کس کے مزاج سے ہے موافق ہوائے گل

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اُس کو بہانہ شب وصل

نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرت جلوۂ دیدار بہت ہے مجھکو
چاہیے میرے لئے آئینہ خانہ شب وصل

صبح ہوتے ہوئے اُس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل

مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اُس نے بہانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجھکو ملا دولت پایندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل

چاندنی آئینہ مین مین نے اُسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے
آجکل تیر دعا کا ہے نشانہ شب وصل

دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل

عاشقون کی کشش دل ہے کہ لائی ہے اُسے
چاہتا ورنہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل

آتش اُس گل کو ہے لیجا کے چمن مین رکھنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل
پیرہن مین مجھے مشکل ہے سمانا شب وصل

سجدۂ شکر خدایا مین کیئے رکھتا ہون
پاؤن پر یار کے سر کو ہے جھکانا شب وصل

جس قدر سوئے غنیمت مین سمجھتا ہون اُسے
بخت خفتہ کو ہے تا صبح جگانا شب وصل

وقت کو ہاتھ سے کھونا ہے غضب غفلت مین
موت سے کم نہین کچھ نیند کا آنا شب وصل

عشق ہے آنکھون کو تلوون سے مجھے ملنے کا
پائنتی یار کی ہے میرا سرہانا شب وصل

رخصت یار کے اوپر مین گلا کاٹون گا
آب شمشیر سے ہے مجھکو نہانا شب وصل

یار وحشی کو یہ لائی ہے بغل مین آتش
دام عنقا ہے جسے کہتے ہین دانا شب وصل

ملک الموت سے کچھ کم نہین خونخوار کی شکل
مر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل
درد دل پوچھنے والا کوئی میرا نہ رہا
ہو گئی صورت عنقا مرے غمخوار کی شکل
باغبان آنے دے صیاد کو آزردہ نہ ہو
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل
آنکھ بجلی کے چمکنے سے جھپک جاتی ہے
دیکھین ہم بھی تو ترے طالب دیدار کی شکل
یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا
ناتوانی سے بدل جاتی ہے بیمار کی شکل
ڈھونڈھے اور مجرد کوئی زال دنیا
میری پاپوش کے قابل نہین مردار کی شکل
دل کے گاہک تو ہزارون ہی پر وہ دیکھے
دیکھیے جان حزین کے بھی خریدار کی شکل
زرد ہوتا تھا مرے سامنے روئے رستم
اب ڈراتی ہے مجھے مردۂ بیمار کی شکل
یار نے غیر کے بدلے جو دیا مجکو جواب
پھر گئی آنکھون مین دشمن کے طرفدار کی شکل
یار جو ناز کرے سبزۂ خط پر کم ہے
کچھ کی کچھ ہو گئی اُس آئینہ رخسار کی شکل
کوچۂ یار مین کرتے ہین اندھیرے مین جو غل
خوب پہچانی ہوئی ہے مری دو چار کی شکل
ہو گئین چار نگاہین جو دم قتل آتش
آنکھین جلاد کی ڈھونڈھین گی گنہگار کی شکل

ردیف میم

آئینہ خانہ کرین گے دل ناکام کو ہم
پھیرین گے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم
شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
روئے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم
یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم
آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم
فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین
سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم
خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم
پاؤن پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچہ کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدہ یار کہین کیا اسے کیف مے مین
بھون کر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
سبزۂ خط سے ہوئی اس کی کدورت دہ چند
اب صفائی کے لئے ڈھونڈین گے حمام کو ہم
وہی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوئے خام کو ہم
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
مول لین دل کی اسیری کے لئے دام کو ہم
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم
جس نے دیکھا تمھین وہ مر ہی گیا
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہم کو دکھلاؤ
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
حسن مین آپ کے ہے شان خدا
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
فوق ہے سارے خوش جمالون پر
وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
ہم سے پردہ وہی حجاب کا ہے
کوچہ گردون سے رو براہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تم سے
ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
جو کہ حق وفا بجا لائے
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم
ہے تمھارا خیال پیش نظر
جس طرف جائین سد راہ ہو تم

دونون بندے اسی کے ہین آتش
خواہ ہم اس مین ہووین خواہ ہو تم

وحشی تھے بوئے گل کی طرح سے جہان مین ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم
ساکن ہین جوش اشک سے آب دیدہ مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم
شیدائے روئے گل نہ تو شیدائے قد سرو
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم
نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا
گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم

آلودۂ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مے کی دکان مین ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہین شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے
حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہے اپنے لئے بوریاے فقر
یہ نیستان ہین شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اس کا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اس نے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرین گے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گا ہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اُٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم

اُٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یار قدم
آگے ہم عمر روان سے بھی چلے چار قدم

کوئے مقصود سے یون رکھتی ہے غفلت مجھے دور
جیسے سو جانے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم

اہل عالم مین ہون مین زندون مین مردون کیطرح
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
کیا خدا تک مجھے دکھلائین گے دیدار قدم

جوش وحشت مین بھی مین چلسکے نہ اُسر دوڑا
لے گئے حسرت خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑ جاتے ہین ہر گام گناہ
جب اُٹھاتے ہین تری راہ مین زوار قدم

اے جنون کوہ و بیابان کبھی دکھلا مجکو
رہین پستی و بلندی سے خبردار قدم
کوچہ گردی یہ شب و روز کی بیوجہ نہین
ابڑیان رگڑین گے کس کے پس دیوار قدم
جادۂ راہ محبت کو خط مسطر جان
سر کے بل مثل قدم چل جو ہون بیکار قدم

خاک بھی ہون تو ہون خاک در اُس کا آتش
جس کے تھے دوش پیمبر کے سزاوار قدم

میل کی طرح سے ہلتے نہین زنہار قدم
بھول جاتے ہین رہ عشق مین رفتار قدم
جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہو صحراے عدم چار قدم
بخت خفتہ کو جگا دین جو یہ پشت پا سے
ایسے رکھتے ہین کہان طالع بیدار قدم
عرصۂ جنگ سے خون ریز زمین ہو یان کی
بیشۂ عشق مین مردون کی طرح چار قدم
جوش وحشت مین نہ زنجیر کو توڑا اک دن
گور مین جائین گے ان ہاتھون سے بیزار قدم
چال وہ چل کہ ہو جان سے دل عالم کو عزیز
آنکھون پر رکھے ترے کافر و دیندار قدم
ہاتھ بندھوائین نہ مجھسے یہ حضور دربان
یار کے گھر مین چلین پھاند کے دیوار قدم
چاہیے عاشق شیدا کو لحاظ معشوق
شاخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم
کوچۂ زلف کے سودے سے گل آخر پھولا
ہوے زنجیر کے پھندے مین گرفتار قدم
دوڑتے کسدن نہین عاشق مرتے
جانتا ہی نہین اُس ترک کا رہوار قدم
سبقت اُس ابرو کو جنبش مین ہے اُن مژگان سے
تیر سے چلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم
بیڑیان اُن کو جو پہنائین قصور اُن کا کیا
مین گنہگار جنون ہون کہ گنہگار قدم
ثابت معرکۂ عشق بنایا ہے مجھے
کوچے کاٹون جو ہون لغزش کے سزاوار قدم
حیف ہے راہ خدا مین نہو اُن سے کوشش
دست قدرت نے بنائے نہین بیکار قدم
عاشقون سے جو مسیحا اُسے سُن پایا ہے
چومنے آتے ہین ہر صبح کو بیمار قدم
یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنون کی
آج مجبور ہین وہ کل جو تھے مختار قدم

آب رحمت کرے گا آکے آتش چھڑکاؤ
خاک پر رکھین گے مجھ رند کی ابرار قدم

چمن مین رہنے دے کون آشیان نہین معلوم
نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم

مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم
خدا کا نام سنا ہے نشان نہین معلوم

اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے
بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم

یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل
لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم

سنا جو ذکر الٰہی تو اُس صنم نے کہا
عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم

کیا ہے کس نے طریق سلوک سے آگاہ
مرید کس کا ہے پیر مغان نہین معلوم

مری طرح تو نہین اُس کو عشق کا آزار
یہ زرد رہتی ہے کیون زعفران نہین معلوم

جہان و کار جہان سے ہون بیخبر مین مست
زمین کدھر ہے کہان آسمان نہین معلوم

سپرد کس کے مرے بعد ہو امانت عشق
اُٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم

خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے
دہن مین ہے کہ نہین ہے زبان نہین معلوم

مری تمھاری محبت سے ہے شہرۂ آفاق
کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم

کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال
تجھے سمجھتے ہین ہم این و آن نہین معلوم

ملا تھا خضر کو کس طرح چشمۂ حیوان
ہمین تو یار کا اپنے وہان نہین معلوم

کھلی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ
قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم

طریق عشق مین دیوانہ وار پھرتا ہون
خبر گڑھے کی نہین ہے کنوان نہین معلوم

جو ہو تو شوق ہی ہو کوئے یار کا ہادی
کسی کو ورنہ سبیل جنان نہین معلوم

دہن مین آپ کے البتہ ہم کو حجت ہے
کمر کا بھید جو پوچھو میان نہین معلوم

نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھڑکایا
ہنوز آتش گل کا دھوان نہین معلوم

سنین گے واقعہ اس کا زبان سوسن سے
شہید کس کا ہے یہ ارغوان نہین معلوم

کنار آب چلے دور جام یا لب کشت
شکار ہووے بطے کہان نہین معلوم

رسائی جس کی نہین اے صنم در دل تک
یقین ہے اُس کو ترا آستان نہین معلوم

عجب نہین ہے جو اہل سخن ہون گوشہ نشین
کسی دہن مین زبان کا مکان نہین معلوم

چھٹین گے زیست کے پھندے سے کس دن اے آتش
جنازہ ہوگا کب اپنا روان نہین معلوم

ردیف نون

اس قدر آنکھین مری محو تماشا ہو گئین
پتلیان پتھرا کے آخر سنگ موسیٰ ہو گئین

روے رنگین سے بھی وہ گیسو خط ہی دلفریب
بوٹیان بھی اس گلستان کی تماشا ہو گئین

باغ کو سرسبز باران بہاری نے کیا
شاعرون کیواسطے تشبیہین پیدا ہو گئین

تشنۂ دیدار ہین کس آتشین رخسار کے
آبجو ہین مثل آئینہ مصفا ہو گئین

صورت کافور بوندین اسکی اب اڑتی تو ہین
چشمۂ خورشید تک پہونچین تو دریا ہو گئین

جس طرف سودے مین ان زلفون کے مین وحشی گیا
دو بلائین دو طرف سے میری پیدا ہو گئین

شب نہونے سے ترے اندھیر تھا اک صبح تک
کیا کہون کیا حالتین اے ماہ سیما ہو گئین

کنج عزلت مین قناعت کی جو نان خشک پر
نعمتین دنیا کی جو کچھ تھین مہیا ہو گئین

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

پہونچا سزا کو اپنی ہے بیداد گر کہان
دزد حنا چڑھایا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہان

لون بوسہ کس کا ہے دہن یار ناپدید
کس کے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہان

تا حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہان

داغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا
کھاتا ہمارا مغز خروس سحر کہان

آہن دلون سے چشم کرم ہے خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہان

حیران کار رہتے ہین آئینہ کی طرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہے نظر کہان

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین انھین میری خبر کہان

اندھیرا آنکھون مین ہے اجالا ہے ناپدید
پر دیکھین شب کے چھپ رہی ایسی سحر کہان
سودا نہین ہے گیسوون کا یار کے کسے
ان دو بلاؤن سے ہے کسی کو مفر کہان
خرمائے لب کے بوسہ کا چکھا نہین مزہ
توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے ثمر کہان
دھوکا نہ دسیکیگا مجھے زلف یار کا
سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کہان
دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے
میرا سا دل کہان ہے مرا سا جگر کہان

قید خودی سے چھوٹ کے جاتی ہے گور مین
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہان

نہلانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دریا مین
عریضون کی جگہ بہنے لگے مکتوب دریا مین
غریق فکر رکھا پہرون ہی مضمون دندان نے
گہر کے واسطے غوطے لگائے خوب دریا مین
مرے یوسف کو لہر آئی اگر اس مین نہانیکی
حباب ایک ایک ہوگا دیدۂ یعقوب دریا مین
لگا کر غوطہ بوسہ لونگا اس طفل شناور کا
نکالا سے گوہر مقصود وہی مطلوب دریا مین
وہ بحر حسن جو فرقت کی شب مین یاد آیا ہے
یہی لہر آتی ہے دلکو کہ چل کر ڈوب دریا مین
خفا دم جانے والون کے ہونگے غوطے کھا کھا
بہت کف لائیگا وہ طفل خوش اسلوب دریا مین
عرق آیا دیکھکر حسن و جمال یار کا جلوہ
نہایت شاہد آبی ہوئے محجوب دریا مین

دیا دھوکا جو آتش مجکو اس دست نگارین کا
مروڑا پنجۂ مرجان کو مین نے خوب دریا مین

خشمگین آنکھین تمھاری آفت جان ہوگئین
برچھیان عاشق کشی کرنے کو مژگان ہوگئین
تم جو جا نکلے نسیم نوبہاری کی طرح
پھول کھل کھلکر گل لالہ کی کلیان ہوگئین
اے صبا دامن ہے تیرا اور مجھ مجنون کا ہاتھ
اس پری رو کی اگر زلفین پریشان ہوگئین
سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبائے یار
صورت آئینہ آنکھین اپنی حیران ہوگئین
منہدی ہاتھون مین ملی تو نے جو اے دریائے حسن
انگلیان رنگ حنا سے شاخ مرجان ہوگئین
راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالائے یار
وہ بھوین اپنی کجی سے تیغ عریان ہوگئین
خانۂ دل مین تصور خوش جمالون کا رہا
گاہ حورین گاہ پریان اپنی مہمان ہوگئین

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے شہر کی گلیان گلستان ہو گئین
دیدۂ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا
حسن سے پریان بلائے جان انسان ہو گئین
اے مراد دل ترے کوچہ مین رکھتے ہی قدم
حسرتین جو کچھ کہ تھین گرد پریشان ہو گئین

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیوارین اکٹھی ہو کے زندان ہو گئین

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان
روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہان
ہچکیان لیتے تھے کوچہ مین ترے بسمل کہان
زخم ہنستے تھے کسی کے منہ پر اے قاتل کہان
قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضون پر کالے کالے تل کہان
دسترس کس دن ہوا بند قباے یار پر
وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان
طوق کوے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی
طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہان
صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اُسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عاقل کہان
بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے
در بدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان
بحر ہستی سا کوئی دریا ہے بے پایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان
وقت بد مین کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیرے مین مہ کامل کہان
کونسا ایسا کیا ہے مجھسے یارون نے سلوک
یاد آتی ہے عدم مین جا کے یہ محفل کہان
خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندہ کی طرح
ہوشیاری کے ہنر سے آشنا غافل کہان
جنبش ابروے قاتل مین نہ ٹھہریگا رقیب
زہرۂ نامرد و زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیئے
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہان

غریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین
وہ دشت ہے یہ جہان آب زیر کاہ نہین
بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین
حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین
وہ آب و رنگ کہان روئے یار کا گل پر
ہزار آنکھ ہو نرگس کی وہ نگاہ نہین

صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین
خیال اس مین ہے لازم سیاہ چشمون کا
لباس کعبۂ دل کا مرے سیاہ نہین
تمھارے سبزۂ خط کی طرح سے دل لہائے
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیاہ نہین
نہ پاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہین
بتون کے ناز سے دکھ دکھ کے پک گئے ہین دل
وہ کون ہے کہ خدا سے جو دادخواہ نہین
غریب کو نہ کرین قتل خط وہ پڑھ کے کرین
مرا گناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہین
خراب ظلم سے ہین حسن یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین
فرشتے نے نہین پھونکا ہے کان مین کس کے
وہ سر ہے کونسا جس پر کج کلاہ نہین
چمک چمک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
دکھاؤن کس کو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین
بھر آئے دیکھ کے منھ مین نہ کس طرح پانی
تمھاری ناف سا چشمہ ذقن سا چاہ نہین
کھڑے ہین کھولے ہوئے اپنے سینون کو عشاق
تمھاری تیغ کے زخمون کی بند راہ نہین
نہووے گوش زد یار تو تعجب ہے
قد بلند سے کوتاہ سد آہ نہین
غبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کہان
نمود گرد ہے باقی مگر سپاہ نہین
عذاب گور ہے دنیا کے رنج سے بدتر
سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

فقیرون کے قدم مار اس مین ای آتش
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

بلبل کو خار خار دلبستان ہے اندنون
ہر طفل کی بغل مین گلستان ہے اندنون
زنار عشق بت مین رگ جان ہے اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہے اندنون
آباد میرا خانۂ ویران ہے ان دنون
سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہے اندنون
دامن ہے اپنے ہاتھ مین اک رشک ماہ کا
مثل نظر ہلال گریبان ہے اندنون
باغ جہان مین جو ہے گرفتار ہے ترا
آزاد ایک سرو گلستان ہے اندنون
کہتے ہین ہم زمین مین مجنون کی اب غزل
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہے اندنون
کافر ہوا ای صنم جو خریدے نہ تو اسے
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندنون

ہنگامہ حسن و عشق کا ہے گرم آج کل
دیوانہ پری ہے جو انسان ہی اندنون
مستی کا اُن لبون کے فسانہ کہان نہین
محفل نہین وہ جو نہین حیران ہی اندنون
صدقے چکور ہوتے ہین رخسار یار کے
وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہے اندنون
آتا ہے سیر باغ کو وہ گوہر مراد
پھیلائے گل کے پاس جو دامان ہی اندنون
قد سرو چہرہ گل ہے تو سنبل ہین موے یار
گھر خانہ باغ ہے جو وہ مہمان ہی اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہی معرکہ
شمشیر ہے وہی کہ جو عریان ہے اندنون

برق کو اُس پہ عبث گرنے کی ہین تیاریان
برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہے چنگاریان
عہد طفلی مین بھی تھا مین بسکہ سودائی مزاج
بیڑیان منت کی بھی پہنین تو مین نے بھاریان
موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی
کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان
اے خط اُس کے گورے گالون پہ یہ تو نے کیا کیا
چاندنی راتین یکایک ہو گئین اندھیاریان
خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہی مجھے
خون بلبل سے مگر سینچی گئی ہین کیاریان
خاک کا پتلا بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان
خوف خالق ہی وگرنہ محتسب کیا مال ہے
خانۂ قاضی مین جاکر کیجیے میخواریان
کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
پھر گئے ہین یاریون ہی اپنی باریان

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو
اب کرین ٹٹو بجیے گرم اپنی دوکان داریان

ہوا تھا اُس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان مین
قفس مین عندلیب خستہ جان ہی دل گلستان مین
ثبات اس کو نہین یہ عالم واشد دورہ ہے
ہنسو اتنا بھی ای غنچہ نہ تم کھل کھل گلستان مین
الٰہی ہو ار غضب پہ ناحق ان کو خار گلچین کے
نہ ہون برگ حنا کے آبلے شامل گلستان مین
بہاؤن رو کے سو دمین جو شبنم کی طرح دریا
کنارہ ایک صحرا مین ہو اک ساحل گلستان مین
خزان مین زرد بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا ہے
بہار زعفران ہو جاتی ہی داخل گلستان مین
چمن کی سیر کو تم گاہے گاہے جانکلتے ہو
شہیدون کی طرح ہے ارغوان بسمل گلستان مین

نہ کیونکر قید مین بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو
قفس مسکن ہو اُس کا جسکی تھی بسر گلستان مین

چمن مین بلبلون کو ذبح وہ صیاد کرتا ہے
بہا دیتا ہے نہرین خون کی قاتل گلستان مین

نسیم نوبہاری کی مدد کا وقت ہے پہونچے
ہوئے ہین غنچہ گل عقدۂ مشکل گلستان مین

بہار فتنہ کے غم نے خزان مین خون تھکوایا
ہوئی دق ہو کے آخر بلبلون کو سل گلستان مین

شراب بیخودی ایسی پلادی ساغر گل نے
رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان مین

سُنا ہے عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو
اسے بسمل سمجھتا ہون اسے قاتل گلستان مین

پھرا جب باغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ
بہت رُو دیا گلیسے سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہے دل بہلایئے پیری مین اے آتش
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے پہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون
مائل ہو سجود سر پر غرور ہون

تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین
ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسار نور ہون

پہلے ہی دیکچکا ہون مین ان کو جواب صاف
سمجھائین اب جو یار بڑے بے شعور ہون

آنکھون مین تنگ چشمون کے پھر بھی ہین فیل مست
ہر چند ناتوانی سے مین پائے مور ہون

بعد فنا بھی خاک رہ یار ہون گے ہم
ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون

کرتا ہے کیا یہ محتسب سنگدل غضب
شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون

خلخال پائے یار مین آواز صور ہے
بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون

کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک
سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون

مرتا ہے غیر کس لئے گھٹتا ہے یار کیون
حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون

ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے
رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون

ثابت جو یار کرتے ہین مجھ پر خطائے عشق
انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون

دل مین ان آئینون کے سراسر بھرا ہے زنگ
ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون

رونے کی جا ہے حالت دیوانگان عشق
ابر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون

عزم طواف کعبہ ہے اب کچھ غرض نہین

آتش تبان ہند پری ہون کہ حور ہون

دو قدم غربت سے گر سوئے وطن جاتا ہون مین
پاؤن شل ہو جاتے ہین دیوار بنجاتا ہون مین
مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہون مین
لالہ رو یولے کے داغون کے چمن جاتا ہون مین
کیسی ہی آزردگی ہو آئینہ کی طرح سے
چار آنکھین ہوتے ہی اُس بت سے بنجاتا ہون مین
کوئے قاتل کا جو ہو شوق شہادت رہنما
کس خوشی سے باندھکر سر پر کفن جاتا ہون مین
تنگ آیا ہے جو دل سودائے زلف یار مین
مشک کی بو سونگھنے چین و ختن جاتا ہون مین
جان کرتی ہے لبون کی راہ سے چلنے کا قصد
گور نے کھولا مری خاطر دہن جاتا ہون مین
کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو
تشنہ لب لے حسرت چاہ ذقن جاتا ہون مین
طرفہ سودا ہے مرا اپنا گریبان چھوڑ کر
پھاڑنے اُس گلبدن کا پیرہن جاتا ہون مین
ساتھ ہوتا ہے کبھی میرے جو وہ بالا بلند
کاٹنے سرو و صنوبر کو چمن جاتا ہون مین
گور مین خاکی بدن کو چھوڑ کر جاتی ہے رُوح
پھاڑ کر گوشہ مین گرد پیرہن جاتا ہون مین
خوش سلوکی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ
آیا تھا بے پیرہن پہنے کفن جاتا ہون مین
ہستی فانی سے قصد روح ہے سُوئے عدم
دل کو خوش شوقی ہے غربت سے وطن جاتا ہون مین

تاب دماغ برہمی مانند بوئے گل نہین
چھوڑ کر آباد آتش انجمن جاتا ہون مین

پسے دل اُس کی چتون پر ہزارون
موے بے ساختہ پن پر ہزارون
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
برائے شکر قاتل رونگٹون سے
زبانین ہین مرے تن پر ہزارون
نہ اٹکھیلی سے چل ہوتے ہین صدمے
دلِ شیخ و برہمن پر ہزارون
ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد
رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزارون
ترے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے
ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون
نہ مل اے لعبت چین عطر گلزار
گلا کاٹین گے گلشن پر ہزارون
نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب
مرین نامرد اس زن پر ہزارون

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع
جلین آتش کے مدفن پر ہزارون

واشد دل کیلیے جاتے ہین نادان باغ مین
گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغ مین
مر گیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین
اُس کے پھولون مین پڑھی مین نے گلستان باغ مین
ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
تیرباران ہو گیا بے یار باران باغ مین
غیر ممکن ہے اسیری مین شگفتہ خاطری
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغ مین
شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے دروازے کو بند
باغبان کیا سیر کو آئی ہین پریان باغ مین
چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم
برگ گل ہو جائین اوراق گلستان باغ مین
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین
روے زیبا تم نے دکھلایا ہے جا کر بے نقاب
آج تو ہے صورت آئینہ حیران باغ مین
شوق کوے یار مین رُوتا جو ہون دل کھولکر
اشک شبنم کی طرح جاتے ہین پنہان باغ مین
قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا
سرو قمری کے لیے ہے سیف عریان باغ مین
ٹٹیون مین مہندی کی تو نے بنائے کیا ہرن
آ گئین اے باغبان شاخ غزالان باغ مین
مہندی ملکر دھوئے ہاتھ اُن مین جو تو اے بحر حسن
چھوٹکر نہرون سے نکلین نخل مرجان باغ مین
کوچ کرتی ہے بہار آتا ہے ہنگام خزان
روے بلبل رکھکے منہ پر گل کا دامان باغ مین
سیر کرتا ہون مین جبتک رہتی ہے حسرت یہی
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخدان باغ مین
چلتی ہے دست جنون کی طرح سے باد بہار
چاک تا دامن ہوا گُل کا گریبان باغ مین
بوسے اُس رخسارۂ رنگین کے مین کیونکر نہ لون
پھول بے توڑے نہین رہتا ہے انسان باغ مین
جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
نشہ کی دھن لیگئی افتان و خیزان باغ مین
بے حیائی سے نہ ہوئے تو نہ ہوئے انفعال
لالۂ نافرمان کے روبرو ہے خندان باغ مین

ہے یہی اللہ سے اپنی مراد آتش رہین
مست کوے یار مین طاؤس رقصان باغ مین

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہین
آئینہ دل کیطرح سے حق نما ہوتا نہین

دردمند عشق جویاے دوا ہوتا نہین
تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین
خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
مثل آب و رنگ گل ملکر جدا ہوتا نہین
کس کو پیوند زمین کرتی نہین رفتار ناز
کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہین
کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خط سبز یار
کاہ سے ہر چند جذب کہربا ہوتا نہین
جس قدر چاہین اکڑ لین باغ مین شمشاد و سرو
خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین
دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
تا کجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین
سنبل و ریحان باغ حسن کا عالم نہ پوچھ
خط سا پیرو گیسوون سا پیشوا ہوتا نہین
اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین
کیا مری آنکھون کو دھوکا دیگا زلف یار کا
موے زنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہین
ہے ہر اک دندان دہان یار مین دُرّ یتیم
ان لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین
بڑھ نہین چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار
اُس کے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین
گوہر شبنم بہم پہونچائین گلہاے چمن
یار کا سا خندۂ دندان نما ہوتا نہین
دلربائی کے طریقہ مین نہین کامل ہنوز
حق ناز اے طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین
اے صنم پارس لگے تیرے پاؤن مین ترشے ہوے
ٹھوکرین کھا کھا کے کب آہن طلا ہوتا نہین
کون ملتا ہے نہین ملتا اگر وہ نازنین
مین بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین
نشہ کی گرمی سے پھاڑے کھائے لگتا ہی لباس
اپنے جامے مین تو اے گلگون قبا ہوتا نہین
کون سی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین
شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوی یار
اس سعادت کا شرف سہر ہما ہوتا نہین

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نے سوارون مین
سمند عمر منزل طے کریگا دو طرارون مین
گئے بتخانہ پوجا گہ کیا طوف حرم ہم نے
اُڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہگزارون مین
ازل ہی سے مری قسمت مین تھی آشفتگی لکھی
گیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنارون مین
اجل آ ورنہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہے
عزیزان پاؤن کو پھیلائے سوتے ہین مزارون مین

ہیولے کوئی قاتل کا کبھی عالم نہین پایا
چمن کو بار ہا دیکھا ہے جا جا کر بہارون مین
نہ دو آنسو گرے یادِ الٰہی مین ان آنکھون سے
اُڑا کی خاک ہی میرے چمن کے آبشارون مین
امانت رُوح کی چھنوا کے عزرائیل سے تو نے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتبارون مین
نہایت عید کی نو رستہ کی اُس گل کو شادی ہے
لڑائے جائین گے کیا بچۂ بلبل قطارون مین

کبھی کچھ کام بھی تو آنے تیری ہمت عالی
مگر چہرہ ہی لکھوایا ہے اے آتش سوارون مین

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہی دیارون مین
کہ مرقوم نام لکھتے ہین سرے پر شتہارون مین
ہوا ہے محو کیون عالم مین موسیٰ و تجلی کا
وہی پتھر نظر آتے ہین ابتک کوہسارون مین
مین وہ غمدوست ہون جب کوئی تازہ غم ہو پیدا
نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوارون مین
نہ کر شبدیز و گلگون پہ غرور اتنا بھی ای خسرو
پیادے رووین گے کل آج ہی تو شہسوارون مین
جو آتا ہے تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہی
جگہ جب منہ دکھانے کی رہی مجھکو نہ یارون مین
بہانہ درد سر کا آپ کو کیا ہمسے کرنا تھا
تپِ غم نے ہماری جان کھو دی دو حرارون مین
رہا مثلِ خس شعلہ مجھے ربط اہل عالم سے
وہی دشمن ہوا جس کے بنا مین دوستدارون مین
ہراسان ہوتے ہین کب مرد یکہ تاز کثرت سے
کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزارون مین
سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی
خدایا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گنوارون مین

بدن مین جان تازہ آئی ہے سونگھے سے ای آتش
عجب خوشبو ہے اُس گل پیرہن کے باسی ہارون مین

وہ بزم ہے یہ کہ لاخیر کا مقام نہین
ہمارے گنجفے مین بازی غلام نہین
حریف اپنی تنک مشربون کا کام نہین
خمِ فلک سے کم اس میکدہ کا جام نہین
سیاہ قلب کا کوئی صنم مین کام نہین
بہشت کافرِ بدکیش کا مقام نہین
بتون کے گیسوئے و مژگان سے مجکو کام نہین
شکار تیر نہین مین اسیر دام نہین
چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہے
ثبات گل کو نہین سرو کو قیام نہین
مطیع عشق نہ جس حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نہین

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے
کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہین

رفیق حال برے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

وہ سوزہ حسن نہ کر رائگان غرور سے یار
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہین

گدا و شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہے اے بت ترا خرام نہین

جفاؤ جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنائے زلف کو سچ کہتے ہین قیام نہین

نظارۂ کمر یار کا نہ ہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہین

بتون کے قہر و غضب کا کسے ہے اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہے
نسیم بے سر و پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہین

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
بکتا نہین الٰہی جو چوری ہی جاؤن مین

لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون اس قدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤن مین

آنکھین مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤن مین

مردے کی طرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پائے یار کے اُن کو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلہ چڑھاؤن مین

جی چاہتا ہے شوق شہادت مین قتل گہ
بنوا کے قبر لالہ کو اُس پر لگاؤن مین

گھر مین جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگان کے بوریے جو کھرے ہین بچھاؤن مین

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہر چند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین

تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز
فرمایئے تو شب کو کسی وقت آؤن مین

باریک بین ہون شاعر نازک خیال ہون
مضمون جہان کمر کا ملے باندھ لاؤن مین

آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیئے

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤن مین

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اٹھا دیے ہین
اللہ رے فروغ اُس رخسار آتشین کا
شمعون کے رنگ مثل کافور اڑا دیے ہین
آتش بنفس ہوا ہے گلزار کی ہمارے
بجلی گری ہے غنچے جب مسکرا دیے ہین
سو بار گُل کو اُس نے تلوون تلے ملا ہے
کٹوا کے سرو شمشاد اکثر جلا دیے ہین
انسان خوبرو سے باقی رہے تفاوت
اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہین
ابروے کج سے خون عشاق کیا عجب ہی
تلوار نے نشان لشکر مٹا دیے ہین
کس کس کو خوب کہیے اللہ نے بتون کو
کیا گوش و چشم کیا لب کیا دست و پا دیے ہین
بے یار بام پر جو وحشت مین چڑھ گیا ہون
پرنالے روتے روتے مین نے بہا دیے ہین
وصف کمان ابرو جو کیجئے سو کم ہے
بے تیر بسملون کے تودے لگا دیے ہین
رویا ہون یاد کر کے مین تیری تند خوئی
صرصر نے جب چراغ روشن بجھا دیے ہین
سوز دل و جگر کی شدت پھر آجکل ہے
پھر پہلوون کے تکیے مشعل بنا دیے ہین
شمعون کو تو نے دل سے پروانون کے اُتارا
آنکھون سے بلبلون کی گلشن گرا دیے ہین
وہ بادہ کش ہون میری آواز پا کو سُن کر
شیشون نے سر حضور ساغر جھکا دیے ہین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہو گا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون
شمع گُل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون
خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون
بخت واژون نے زبان کو یہ اثر بخشا ہی
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون
خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لئے اس گھر کے جو مہمان مانگون
پادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون
رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دے دیا کیجیے سودائی تمھارا ہون میان
سونگھنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون
عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اس کا
بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون
میوے پر باغ جہان مین ہو جو دلکو رغبت
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون
جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون
یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چبا
نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون
ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کے کفن کیلئے دامان مانگون
تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا روز جو مین ای شب ہجران مانگون

کب سے در پر ترے سائل ہون مین آتش کیطرح
وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

جلاد کی نہ پہونچے تلوار تا بہ گردن
آب ندامت آیا سو بار تا بہ گردن
کھینچ اے ہوائے صحرا ورنہ اٹھا چکے ہین
لڑکون کے سنگریزے دیوار تا بگردن
شمشیر کھینچنی اے مانی تجھے پڑے گی
تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن
ہتی گو بلند یارب دیوار خانہ یار
روزن ہی کاش ہوتے دو چار تا بگردن
تن سے جدا نہو جو تلوار سے تمھاری
وہ سر سمجھتے ہین ہم بیکار تا بگردن
اے محتسب سنبھل کر میخانہ مین قدم رکھ
رستم کی آتی ہے یان دستار تا بگردن

تنتا ہے کیون تو اتنا مانند سرو باغی
کب پہونچے دست آتش اے یار تا بگردن

اسکی رسوائی بھلا مد نظر کیونکر کرین
میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیونکر کرین
شام سے سویا ہے بالون سے چھپا کر منھ کو یار
یہ شب غم دیکھیے عاشق سحر کیونکر کرین
اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے یانکی خاک سے
زندگی مین کوئے قاتل سے سفر کیونکر کرین
حاصل اہل محبت غیر محرومی نہین
بید مجنون ہو کے امید ثمر کیونکر کرین
وہ بھی مانند چراغ صبحدم مہمان ہے
مرگ کی لیلےٰ کے مجنون کو خبر کیونکر کرین
شاعرون سے سنتے ہین ہم ہیچ ہے معدوم ہے
یار کا پیدا دہن ثابت کمر کیونکر کرین

آجتک اپنی جگہ دل مین نہین اپنے ہوئی
یار کے دل مین بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کرین
ہر نگہ دار دے بیہوشی کا رکھتی ہے اثر
جام اُن آنکھون کے دیکھین بیخبر کیونکر کرین
روے روشن پر رکھے تو جواے یوسف نقاب
شعبدہ رُخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کرین
سنگ خارا سے نہین سختی مین کم دل یار کا
سامنا پتھر کا ہے نالے اثر کیونکر کرین

دردِ سر کے واسطے صندل نہ رگڑا جائے گا
ہو سکے آتش نہ جو وہ دردِ سر کیونکر کرین

بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہین
نپوچھ احوال بیدرد اپنے بیمار محبت کا
زمین اُس کے لیئے اب تو عزیزان مول لیتے ہین
مین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آئے نہین پاتی
کہ صیاد آنکر میرا گلستان مول لیتے ہین
مگر جانا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لئے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین
کیا گو نقش پاے مور ہمکو خاکساری نے
جواب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین
عزیز خلق اتنا تو کیا ہے مجکو داغون نے
کہ مردم جانکر سرو چراغان مول لیتے ہین
ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین
ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا طینت دلبر مین نہین
ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین
آتش افروزی گردون سے ہے تماشا مجکو
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین
گرد پھرتا قد موزون کے ترے ای محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین
بال پرواز خط شوق ہے اپنا ورنہ
طاقت اُس بام تک اُڑنے کی کبوتر مین نہین
یہ چلی ہے جو قضا مجھسے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجائش مئے چشمۂ کوثر مین نہین
کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین
غیر خواہان ہو ترے وصل کا ای یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

بارہا اس کو بھی سونگھا ہے اُسے بھی ہم نے
زلف محبوب مین جو بو ہے وہ عنبر مین نہین
تیرے دانتون کی چمک یار نہین ہیرے مین
جو صفا ان کی سفیدی مین ہے گوہر مین نہین

بت پرستی کو نہ آتش کے سمجھ لاحاصل
شیخ اللہ بھی تو کعبہ کے پتھر مین نہین

دھیان آیا ہے جو اُس خورشید رُو کا خواب مین
تر ہوا ہون مین پسینے سے شب مہتاب مین
آسمان جو کچھ کہ ایذا دے اُسے کم جانیے
کھال کھنچتی ہے ہمیشہ خانۂ قصّاب مین
عکس جو اس مین پڑا ہے شست زلف یار کا
مچھلیان جوہر بنی ہین آئینہ کی آب مین
تیرہ روزان ازل کو نور سے بہرہ نہین
شور اکثر کرتے ہین کوئے شب مہتاب مین
یار کے ہمراہ اگر دریا نہانے جاؤن مین
مردم آبی جلین میرے حسد سے آب مین
زندگانی سے دل محزون عبث ہوتا ہے تنگ
دیکھنے کا پھر نہین عمر روان کو خواب مین
چہرۂ محبوب سے کیونکر اُسے تشبیہ دون
نقص ظاہر ہے جبین کے داغ کا مہتاب مین
آج تک حال دل بیتاب سے واقف نہین
یار کو جھکواؤن گا اک دن چہ سیماب مین
طاق ابروے صنم سے ہے اسے تشبیہ تام
برہمن سجدہ کرین گے کعبہ کی محراب مین
گردش دوران سے مردان خدا بیباک ہین
نوح کی کشتی کو اندیشہ نہین گرداب مین
سامنا اپنا کسی جنگل مین ہوگا موت سے
یان کفن کے چور کا حصہ نہین اسباب مین
دن کو بیداری مین زندون سے نہین پاتا فراغ
رات بھر مُردے نظر آتے ہین مجھکو خواب مین

آئنہ مین عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ
دیکھ لے آتش کنول پھولے ہوئے تالاب مین

یار قابو پر چڑھا میرے اندھیری رات مین
آب حیوان خضر کو ہاتھ آ گیا ظلمات مین
خال کا مجھکو تصور زلف کو میرا خیال
دانہ کی تدبیر مین مین دام میری گھات مین
اور مجھ عریان سے کیا ہاتھ آئے گا قزاق کو
جامۂ خاکی کو لے لے آسمان خیرات مین
جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا
سچ ہے جلجاتی ہین اکثر بوٹیان برسات مین
مین سمجھتا ہون تجھے موجود اے جان جہان
دہریون کو شبہ ہوویگا خدا کی ذات مین

روے گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہے وہ گل
کیا ہی پھبتی ہے یہ کپڑا لگ گیا بانات مین
کس جگہ سودائی تیری چشم فتان کے نہین
سرمہ آتا ہے صفاہان سے تجھے سوغات مین
سونٹھے چٹواتی ہے اُس شیرین دہن کی گفتگو
سُن لیا مصری کی ڈلیون کا مزہ ہے بات مین

پسینے کو آتش ہے شیدا اسکے گاتی باندھکر
دلربائی ختم کی اُس جان جان نے گات مین

مرے دلکو شوق فغان نہین مرے لب تک آتی فغان نہین
وہ دہن ہون جسمین زبان نہین وہ جرس ہون جسمین صدا نہین
نہ تجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے
اُنھین کسطرح سے دکھاؤن مین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین
کسے نیند آتی ہے اے صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین
کبھی آشنا ہے تہ بغل یہ مرغ قبلہ نما نہین
عجب اِن کا کیا نہ سماؤن مین جو خیال دشمن و دوست ہے
وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین
یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی
کہین گل کھلے بھی تو بو نہین کہین حسن ہے تو وفا نہین
مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو
کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین
مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا
نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین
مرے آگے اُس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی
یہ ہجوم جلوہ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہین

چلین گو کہ سیکڑون آندھیان چلین گرچہ لاکھ [illegible]
بھڑک اُٹھے آتش طور پھر کوئی اس طرح کی دعا نہین

تصور سے کسی کے مین نے کی ہے گفتگو برسون
رہی ہے ایک تصویر خیالی رو برو برسون
ہوا مہمان اگر رات بھر وہ شمعرو برسون
رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو برسون
چمن مین جا کے بھولے سے مین خستہ دل کراہا تھا
کیا کی گل سے بلبل حیلۂ درد گلو برسون
برا ہے جان کے رکھا ہے اُسکو مرتے مرتے تک
ہماری قبر پر رویا کرے گی آرزو برسون
تلاش سنگسان مین جنون وحشت کی خاک چھانی ہے
پھرے ہین زلف کے سودے مین ہم آشفتہ مو برسون
ملی ہے ہمکو بھی خمخانۂ افلاک مین راحت
سرہانے ہاتھ رکھکر سوئے ہین زیر سبو برسون
بط مے کا شکار ابر و ہوا مین جا کے کھیلا ہے
کیا ہے غم غلط ہم نے کنار آبجو برسون
شراب وصل سے اپنے چھکا اک جلوہ اے ساقی
پیا ہے جونک بنکر ہجر نے تیرے لہو برسون

بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ و بستان مین
سنگھائی گل نے اس گل پیرہن کی ہم کو بو برسون

دیا ہے حکم تب پیر مغان نے سجدۂ خم کا
کیا ہے جب شراب ناب سے ہمنے وضو برسون

فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہون
دکھا کر دل مرا پچھتائے گا وہ تند خو برسون

ہمارا گل گئی پر بھی نہ سودا جائے گا اپنا
ہمارا پیرہن جھٹ پٹ سے ہو ویگا رفو برسون

نظر آیا نہ اک دن راہ مین وہ نور کا بکا
اڑائی جس کی خاطر خاک ہمنے کو بکو برسون

ملا ہے باوفا بھی کوئی ان لوگون سے سچ کہنا
خراب ایدل رہا ہے کشور خوبان مین تو برسون

یہی اب عزم ہے بالجزم دلمین یار کو ڈھونڈیے
تلاش اس کی شش جہت مین کر چکے ہم چار سو برسون

اگر مین خاک بھی ہونگا تو آتش گرد باد آسا
رکھے گی مجکو سرگشتہ کسی کی جستجو برسون

چاند سے منہ کو ترے یاد کیا کرتے ہین
شب مہتاب مین فریاد کیا کرتے ہین

صورت خواب فراموش ہے یان عشق صنم
اپنے اللہ کو ہم یاد کیا کرتے ہین

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہین

ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا
پردۂ ناز مین بیداد کیا کرتے ہین

شاعرون نے قد موزون کو ترے دیکھ کر
مصرع سرو پہ ایراد کیا کرتے ہین

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہے تجھے
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین

حال دیکھا ہے جنھون نے کہ وہ میر اچھے
حذر اے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہین

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گل چینی
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین

کیا کہون یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے
حضرت دل جو تجھے ارشاد کیا کرتے ہین

دیکھیے کٹ چکے کب زیست کا اپنے یہ پہاڑ
دوسر صورت فرہاد کیا کرتے ہین

بلبلون کے جو گلے گھونٹے ہین زیر تہ دام
چہچہے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین

غم شب ہجر مین اپنے نہین درپیش آتا
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہین

ذکر عاشق سے نہین ایک دم ان کو فرصت
ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین

آتشین نالون کی اللہ رے گرمی شب ہجر
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اُلجھا ہے دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
اُلٹی ہے جائے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

دیکھین گے ڈوب کر دل زلف کی رسن مین
دکھلائے گا پسینا پانی چہ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

عطر گلاب مل کر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل پکارنے آیا صیاد انجمن مین

ذکر فقیر آگے اُس بت کے بھولتا ہے
اب کی گرہ مین دون گا زنار برہمن مین

حاصل کیا ہے تو نے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بالنے برہمن مین

آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

اک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہے ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

دو روز ہے یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہے پیرہن مین

قاتل کا میرے سنکر میدان مین آکے سن کے
آواز الامان ہے اتبک بلند رن مین

میدان کیا گرا کر اشکون نے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

چشم سیہ سے تیرے پردے مین تو نیا کے
تعلیم ہو نے آیا فتنہ فریب فن مین

ترک فلک سے نہان ظاہر ہے ترک اپنا
عاقل جو ہو تو کرلے تمیز مرد و زن مین

چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین
چیتے مین کیا تکلف کیا شاخ ہے ہرن مین

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

بعد فنا رہے گا علم اپنا اپنے سہرہ
مضمون مردہ ہم کو ہاتھ آئیگا کفن مین

اُس کو دکھا کے تم نے اُس پر جو تیر جوڑا
پہر دن رہی لڑائی شیر اور کرگدن مین

دنیائی زیب و زینت کفار کو مبارک
ہندو کے مردے لپٹین کمخواب و گلبدن مین

سنبل سے بال اُس نے جس روز سے منڈا
کنگھی دعا کی خاطر ملنے لگی چمن مین

آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہے طرہ اُس سارق کے فن مین

دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہے
اُترا ہوا ہے یوسف مہمان سرائے تن مین

معمورۂ حلاوت وادی ہے دا اصلون کا
شکر بھرے ہوئے ہین مور و مگس دہن مین
بوسے مین لب کے ہنس کر دندان دکھائے اُس نے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے یمن مین
صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی
ساکھو جلا ہے کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہے تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھا اجورہ دست غسال و گورکن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبہ عشق سے ہے مجھے
میرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہون
صاف اس قدر ہے چہرا ترا دیکھکر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون
یارب بڑا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
پاتا ہون اس قدر دل عالم سیاہ مین
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون
اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک
ہم تو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہی
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون
نسبت و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہے کیا
سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون
نزدیک آ چکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
دل اس قدر گداز ہے برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون
مٹتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون
فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے
دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون
چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا
گرد و غبار کوچۂ جانان سے دور ہون
یہ تنگ کر رہا ہے تو اُبھار ہے مین وہ
دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون
وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک
آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون

ممکن نہیں نجات اسیران عشق کو
یہ قیدی وہ نہیں کہ جو زندان سے دور ہوں
مدت کے بعد آئے ہیں صحرا میں اے جنون
دو آبلے تو خار مغیلان سے دو دو ہوں
گردش سے چشم یار کے آتش عجب نہیں
جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہوں

ردیف نون

تجھسا کوئی زمانے میں معجز بیان نہیں
آگے ترے مسیح کے منھ میں زبان نہیں
اُس غیرت پری کا فسانہ کہاں نہیں
وہ بزم کونسی ہے کہ یہ داستان نہیں
پروانوں کو جلائینگے کھا کر سگ و ہما
شمعیں ہیں سوز غم سے مرے استخوان نہیں
عاشق کو دور جان نہ اے ماہ پشت بام
موجود ہے کمند اگر نردبان نہیں
کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو
ہرگز دہان یار سے باہر زبان نہیں
نیچی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین
ٹٹی شکار کی ہے حجاب بتان نہیں
دو گوہر اک صدف میں ہزاروں ڈھونڈھیے
دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہیں
معلوم کچھ نہیں کہ چلے جاتے ہیں کہاں
ریگ رواں سے کم مری عمر روان نہیں
بوسہ عزیز ہم سے کرے تو ہزار حیف
کتے سے تیرے ہم کو عزیز استخوان نہیں
طاق بلند پر اُسے رکھتا ہے آسمان
کلگی تو تاج یار کی یہ کہکشان نہیں
دو چار زخمیوں کا بھی ہونا ضرور ہے
گرچہ ترا چمن ہے مگر ارغوان نہیں
بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
کوڑی کے مول بکنے کے یہ استخوان نہیں
زانو وہ آئینے میں نہیں جس میں جائے زنگ
ساقین تری وہ شمعیں ہیں جسمیں دھوان نہیں
تخت بلند رکھتے ہیں گردن بلند لوگ
کب پشت فیل و اسپ کے اوپر نشان نہیں
رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے دوست
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہیں
مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہیں ترک کی ہندی زبان نہیں
نزدیک ناف تو ہے دہن ہو اگرچہ دور
گر پا گڑھے ہی میں جو میسر کنوان نہیں
اے دل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
مفلس نہیں میں قیمت یوسف گران نہیں
کس شہر میں کیا ہے قضا نے مرا گذار
گرد غبار ہے اثر کاروان نہیں

ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہے ... کس کا بلند بام سے یان آستان نہین
رکھا ہے حبیب سے ہمنے تری راہ مین قدم ... ان بعتیون کو رتبۂ سنگ نشان نہین
مشق خرام ناز تو کرتا ہے جس جگہ ... ملتا زمین کے پلہ مین وان آسمان نہین
آزاد ہو کے یاد گرفتاری آئے گی ... کنج قفس مین خار و خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہین

خاک مین مل کے بھی ہون گا نہ غبار دامن ... کم یار سے اُٹھتا نہین بار دامن
نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست ... بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن
بسکہ رہتا ہے مرے دیدۂ تر پہ شب و روز ... ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن
تیرے دیوانہ ہین ہم چاک گریبان تیرے ... جبکہ رہتا تھا تو اے طفل سوار دامن
خون کے اپنے جو چھلکے پڑے اُس پر قاتل ... سیر گلزار دکھائے گی بہار دامن
چاک ہوگا نہ گریبان سے جبتک وہ حیدر ... موسم گل مین نہ نکلے گا بخار دامن
فرقت یار مین اشکون کو مرے روک سکے ... آستین کا ہی نہ یہ کام نہ کار دامن
موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤن کو مرے ... خار کی طرح کھٹک جاتے ہین تار دامن
وہ قباپوش چمن مین جو کبھی جاتا ہے ... گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن
داغ خون اپنے چھڑائیگا نہین وہ خونریز ... بوٹی بن جائے گی قاتل کی کنار دامن
رشتۂ دام سے تار اس کا نہین کم کوئی ... خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

لائی جاتی ہے محبت مجھے اُن سے آتش
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

طفلی سے اور قہر ہوا وہ شباب مین ... تابش ہو دوپہر کو فزون آفتاب مین
گو عاشقون مین نام سر فرد ہے رقم ... بھولا ہے مجھکو صاحب دفتر حساب مین
جلوے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے ... یہ روشنی نہین فلک آفتاب مین
ٹٹی کے اوٹ مین وہ کیا کرتے ہین شکار ... منھ کو چھپائے رکھتے ہین اپنے نقاب مین

ایسا اُٹھا ہے آتش فرقت مین دل مرا
سونگھو تو بوے گوشت نہین اس کباب مین

آنکھ اپنی پڑنے کی نہین اُس رُخ کو دیکھکر
ذرّے رہین مشاہدۂ آفتاب مین

ابرُو کا تیرے دیدۂ تر مین رہا خیال
دیکھا کیے ہلال کو ہم طشت آب مین

جب اشتیاق لکھا ہے خونخوار یار کو
قاصد کا کشتہ آیا ہے خط کے جواب مین

کس کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا
کیا کیا نگین کھدے شرف آفتاب مین

ہوتے ہین قتل طالب دیدار بے گناہ
عریانی تیغ کی ہے تمھارے حجاب مین

اُس لالہ رُو کے رُخ کے پسینے کو سونگھیے
ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین

خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر
بال آ گئے ہین آئینۂ آفتاب مین

گلگون یار چال ہی چلتا بہار کی
گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی رکاب مین

جان عزیز کرتے ہین تم پر نثار ہم
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین

آنکھون کو گور مین بھی رہے گا خیال یار
مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین

نافہم شاعرون نے کہا ہے جو ہیچ اُسے
زلفون سے وہ کمر ہے سوا پیچ وتاب مین

بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے
روز وشب فراق سے ہون کس عذاب مین

مجھ مست کو بہار مین ہے آرزو یہی
دریا دلی سے ساقی کی تیرون شراب مین

دریا سے کیا نہا کے پھرا ہے وہ بحر حسن
عالم سیہ ہے چشم سفید حباب مین

اے شہسوار گور غریبان مین آ نکل
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

دنیا سے رسم وراہ محبت کی اُٹھ گئی
سنتے ہین اب تو عاشق ومعشوق خواب مین

وہ مست ہون خمار سے جب درد سر ہوا
صندل لگایا مین نے رگڑ کر شراب مین

رخسار سے رہا دہن یار نا پدید
مطلب دقیق تھا نہ سمایا کتاب مین

سرخ وسفید رنگ کیا جسم یار کا
سیما خمیر کرکے قضا نے شہاب مین

آجاے شام سے تو نجانے دون صبح تک
اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین

بینی وچشم لب رخ رنگین یار پر
گلہاے چیدہ ہین چمن انتخاب مین

آتش صنم بھی کرنے لگے بے نیازیان
ہین لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب مین

ف اس مصرع مین داغی گلاب ہے یہی لفظ اصل اور قدیم نسخون مین پایا جاتا ہے اس کے دو معنی ہو سکتے ہین یا داغی سے مراد چیچک دار گلاب ہے یا بقول جدید [illegible]

خدا بخشے صنم یہ کہکے مجکو یاد کرتے ہین
دعائے مغفرت میرے لئے جلاد کرتے ہین
بہار رنگ گلبرگ خزانی یاد کرتے ہین
جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین
نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین
خدا اجران دے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہین
بلاے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین
خدا محفوظ رکھے دل کو اُن زلفون کے سودے سے
گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین
قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر ٹپکتا ہے
کسی پازیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین
مکین ہر معنی روشن مکان ہر بیت موزون ہے
غزل کہتے نہین ہم چند گھر آباد کرتے ہین
قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر
قیامت سرو گلہائے چمن بیداد کرتے ہین
اکڑتا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
جسے بندہ سمجھتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین
عجب کیا ہی جو بوسے لون مین پیشانی مجنون کے
توجہ کس قدر شاگرد پر اُستاد کرتے ہین
خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین
یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین
شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم سرکش
عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہین
خیال خط وصال بوسۂ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتی ہی جو مطلب یاد کرتے ہین
بتون کے عشق نے آخر دکھایا دلکو اُن کے بھی
برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین
گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع سے
خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین
نبرد عشق مین اللہ حامی ہی غریبون کا
پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین
قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی دوران مین
بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین
قد موزون دلبر کیونکر ان اندھون کو دکھلاؤن
ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہین
کڑے پن کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل
وہ جوہر ہے یہ جس سے کشتہ فولاد کرتے ہین
زبان سے اپنی دیوانہ نہ کہہ اے ماہرو مجکو
وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین
وہ کافر ہی جو منکر ہے قد بالا کے کشتون کا
یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہین
کوئی ذرہ تو اس کا تا بدامن اُڑ کے پہونچے گا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

عجب نعمت عطا کی ہی خدا نے اہل غیرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دلکو شاد کرتے ہین

کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کی
اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

پہنتے ہین کفن میلا ہوا جاتا ہی اے آتش
سرا ے گور ویران ہی اُسے آباد کرتے ہین

لالۂ بداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین

یاسمین مین عالم اُس رخ کی صباحت کا کہان
جو ملاحت خال مشکین مین ہی سوسن مین نہین

باغ ہے بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا
اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین

فصل گل مین سامنا چاک گریبان سے نہو
ہے نگہ بدبین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین

خط کو رکھوا کر نہ کر اندھیرا اے خورشید رو
تیرہ شب ہی روشنی جب روز روشن مین نہین

شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

تیرے دیوانون کو نفرت ظاہر آرائی سے ہی
پانوُن مین بیڑی نہین ہی طوق گردن مین نہین

ہڈیان کھدوا کے پھکوا دین ہی اُس سفاک نے
عاشقون کے مردے لیٹے اپنے مدفن مین نہین

جلوۂ خورشید کر جاویگا - اس پہ کار برق
قطرۂ شبنم ہین دلنے اپنے خرمن مین نہین

ٹھگ کی پھانسی سے بلا حلقے ہین زلف یار کے
ابروون کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین

چشم بدبین کا نہین اندیشہ حسن یار کو
کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن مین نہین

گھر مین اُس خورشید رو کے رہتی ہی حاضر صبا
ذرہ کو پروانگی آنے کی روزن مین نہین

بے چھری کرتے ہین کافر عاشقونکو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین

آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا
باغبان جو پھول ہی وہ تیرے گلشن مین نہین

شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیئے
محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین

موم کے مانند ہے ہر چند جسم اُن کا گداز
سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن مین نہین

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین

بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین
اے ترک مست بہر خدا صیدگاہ چل آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین
افیونی کی نگاہ سے کی ہے کبھی جو سیر باہر ہوئے ہین پوست سے ہم لالہ زار مین
خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین
دکھلاتی ہی بہار خزان مین بھی سیر باغ پاتا ہون تندخوئی کو اُس گل کے خار مین
سودا نہ سر سے جائے گا گیسوئے یار کا عامل کو پھانسی دیتا ہے یہ جن حصار مین
کیا کیا گلون نے کان ہین اپنے کھڑے کیے آمد کو سُن کے یار کی فصل بہار مین
تشبیہ دون جو مین اُسے دندان یار سے ہیرے کی ہو چمک گہر آبدار مین
اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہی ہمین گہوارہ جیب کے رکھتا تھا تجھکو کنار مین
صحرائے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین
سودائے زلف و رخ مین نہین الجھا قرار گاہے حلب مین ہوتے ہین ہم گہ تتار مین
آیا وہ مہروش جو شب جمعہ قبر پر دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
جپتے ہین اُس کے نام کو ہم سے ہزارہا تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار مین
جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر بلبل چمن مین مست ہے ہم کوئے یار مین
پھرتا ہون پھرتا ہی وہ پردہ نشین جدھر پتلی کی طرح سے نہین مین اختیار مین
گیسو و روئے یار ہین دونون بلائے جان ایک ایک سے زیادہ ہے ان گنج و مار مین
اک آفتاب خانہ زمین کا ہے اشتیاق مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین ۶

پانی پانی ہو خجلت سے تو انصاف نہین صاف ہی آئینہ اُس رخ سے مگر صاف نہین
شب یلدا مین ہے مریخ ستارہ نکلا اے پری سرخ تری چوٹی مین موباف نہین
جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہین تختی الماس کی اس سے کبھی شفاف نہین

دلفریبی کا نہین کون سا انداز آتا
چھوڑتا جان کو عاشق کی وہ حراف نہین

قامت یار کو دیکھے تو زمین مین گڑ جائے
قد ہوا سرو کے ہو وہ کمر و ناف نہین

بند ہے سحر زبانی سے تری نطق مسیح
جو کہے تو ہے سزاوار تجھے لاف نہین

وہ نگاہین نہین اگلی سی تمھاری ہم سے
حال پر اپنے وہ اشفاق وہ الطاف نہین

مصحف رو کی ترے کی ہی جو خط نے تفسیر
کس کو دکھلاؤن مین اس عہد مین کشاف نہین

دولت وصل سے ہووے ہی گی اک روز فتوح
کونسی شب کو مرا ورد جمیل کاف نہین

داغ سودا کو لئے پھرتا ہون بازار مین
پرکھے اس سکے کو ایسا کوئی صراف نہین

دیکھکر یار کو کہتا ہے یہ دل اے آتش
جان صدقے نہو ایسے کی تو انصاف نہین

صدقے ہوچکے ہین ہمارے بازوون پر سیکڑون
گم ہوئے ہین اپنے یوسف سے برادر سیکڑون

بے نیازی کے ہون کشتے ناز پرور سیکڑون
سوئے ہین شمشیر تغافل سے برابر سیکڑون

عاشق مفلس تو نگر حسن کی دولت کرے
سیر ہون اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑون

چشم مستانہ کی گردش سے تہ و بالا ہون دل
عشقبازون کی صفین الٹین یہ ساغر سیکڑون

یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کس کے دیکھئے
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون

جستجو اس شوخ کی بدلے گی رنگ آسمان
سبع سیارے سے پیدا ہون گے اختر سیکڑون

کون تجھسا بادشاہ وقت ہے آج اے صنم
کس کے کوچہ مین فقیرون کے ہین بستر سیکڑون

کوئی جانان کی زمین ہموار ہوا ہی آسمان
پا برہنہ پھرتے ہین یا خاک بر سر سیکڑون

وہ رگ سودا ہون مین فرقت جنون کے درمیان
ٹوٹکر رہ گئے ہین جس مین نشتر سیکڑون

عید کی آمد ہے آرائش کی فکر اس بت کو ہے
ہر طرح کے ہوتے ہین تیار زیور سیکڑون

پھر گئے ہین معرکون مین جیسے تلوارون کے منہ
سخت جانی نے مری توڑے ہین خنجر سیکڑون

فقر کے کوچہ مین قدر دولت دنیا نہین
ٹھوکرین کھاتے ہین یان پارس سے پتھر سیکڑون

روندتا ہون سبزہ رہ کی طرح وہ بوٹیان
ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو کیمیاگر سیکڑون

مین ہی اپنے شوق کا نامہ اسے لکھتا نہین
اڑ کے لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند
مال مفلس مول لیتے ہین تونگر سیکڑون

جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقون کیواسطے
خوبصورت رکھتے ہین یہ ہفت کشور سیکڑون

اُمتی ہے نعمت دنیا ملے تو شکر کر
مر گئے الجوع کہہ کہہ کر پیمبر سیکڑون

شعر گوئی عشق مین اک چہرۂ زیبا کے کی
وصف خال خط مین لکھے ہمنے دفتر سیکڑون

صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون

اُس نشان سے قد کے ہونگے مرد میدان شیفتہ
جان نثاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون

انجمن تک تو بھی آ نکلے اے خوش قد بسیر
باغ مین پہونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون

کھیلنا آسان نہین ہے کھیتین عشق کا
نقش سے اس کے ہین شل مہرۂ ششدر سیکڑون

فکر سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون

مرغ دل حاضر ہے وہ چشم سیہ مائل تو ہو
صدقے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑون

گل کی خوشبو پہ نہ ہو جامہ سے باہر عندلیب
سونگھے ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون

بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے
جاگ اُٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون

ہجر کی شب سے نہ ڈر اے طالب روز وصال
گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون

چشم معنی آشنا مین ہے مقام اُن کا وہی
سہو کاتب سے مقدم ہون مؤخر سیکڑون

بحر ہستی مین مین وہ کشتی ہون جسنے بیشتر
شوق مین گرداب کے توڑے ہین لنگر سیکڑون

شوق ہو افشان چھڑکنے کا نہین رخسار پر
تیغ مین ابرو کی پیدا ہووین جوہر سیکڑون

دل دیا چاہے تو آتش دلربا موجود ہین
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑون

تری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین
خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین

ہند سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے
پھیر کھا کھا کے ترے کوچہ کو جاتا ہون مین

سینۂ صافی سے ہے آئینہ کو رتبہ حاصل
جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین

سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک
آنکھ مریخ لڑا وے تو لڑاتا ہون مین

نعمت عشق بھی ممکن نہین بے فضل خدا
شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین

ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
یہ قدح میرا ہی خیر اس کی مناتا ہون مین

بے نقاب آتا ہے گلگشت کو وہ رشک بہار
بلبلون کو چمنستان سے اڑاتا ہون مین

ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہے
نشہ مین مست جو گرتا ہے اٹھاتا ہون مین

شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہون مین

کوئی مقصود کے سودے مین شب و روز آتش
جادہ کی طرح بچھے راہ مین پاتا ہون مین

دسترس شانہ کے مانند جو پا جاتے ہین
کوچۂ زلف مین جو پائے بلا جاتے ہین

عاشقون کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو رجوع
باغ فردوس مین مردان خدا جاتے ہین

اختیاری حرکت جان نہ مجبورون کی
لئے جاتی ہے جدہر ہمکو قضا جاتے ہین

اے صنم ان کو کمر تک بھی خدا پہونچاوے
دوش تک تو ترے گیسوئے رسا جاتے ہین

واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی
صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہین

صبح نزدیک ہے بیدار ہو مل لے غافل
زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہین

زہر کھاتے ہین طلبگار شہادت قاتل
ہاتھ سے تیرے ترے بیسر دیا جاتے ہین

کنج زندان سے ہوئی تنگ مری وحشت سے
وہ زمین ہفت فلک جس مین سما جاتے ہین

رنج پان جن کو ہو آتش انھین وان راحت ہے
اے خوشا حال جو دنیا سے خفا جاتے ہین

تیرا نیاز مند جو اے نازنین نہین
دونون جہان مین اس کا ٹھکانا کہین نہین

ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہین نہین
انصاف چاہتا ہے یہ اے نازنین نہین

تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین
کس وقت کہنیون سے چڑھی آستین نہین

فعلون سے کچھ غرض نہین مطلب ہے یار سے
نظارہ باز حسن ہون مین قبح مین نہین

سودا زدون سے اپنے نہین بیخبر وہ زلف
کب بند دست سلسلۂ عنبرین نہین

فرمان قدرتی مین ہے طغرائے قدرتی
رخسار شاہ حسن مین چین جبین نہین

آنکھین دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین
تیر شہاب ہے نگہ خشمگین نہین

رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا
اتنا تفاوت اس مین ہے چین جبین نہین

عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین

پہنا کے تجھکو دیکھتے اے جامہ زیب حیف
کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین

کوئی مرے کوئی جئیے مطلق نہین خیال
تمسا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین

گل ہوتے ہین بہار چمن سے چراغ عقل
کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہین

ہمکو سنا کے کہتا ہے دل بھر کے جام عشق
جو چاہے پی لے زہر ہے یہ انگبین نہین

اللہ بے خبر نہین بندون سے بے خبر
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین

آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
تجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین

دیتے ہو سیدھی بات کا الٹا ہمین جواب
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین

دیکھا مساس کر کے صبا کی طرح بہت
نازک ترے بدن سے میان یاسمین نہین

سوز فراق سے نہ کچھ آتش کا حال پوچھ
دم اژدہے کا ہے نفس آتشین نہین

رہتے ہین ہم روز و شب کوچۂ دلدار مین
عمر بسر ہوتی ہے سایۂ دیوار مین

دل نہ جہان مین کسی چیز کا خواہان ہوا
سیر ہی کو ہم مگر آئے تھے بازار مین

قیمت مال مزید کیجیے ہین جنس دل
کچھ بھی جو انصاف ہو چشم خریدار مین

نور کا بکتا نہین کوئی حسین یار سا
روشنئ مہر ہے چاند سے رخسار مین

راستی آئی پسند دل کو قد یار کی
لطف کجی کا ملا ابروے خمدار مین

سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلکو اداس
بوے محبت نہین اک گل رخسار مین

کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی
اور ہی انداز ہے یار کی رفتار مین

کشور دل مین مرے یار ہے فرمان روا
سکۂ یوسف چلے مصر کے بازار مین

سرو سبکبار مین پیچش سنبل کہان
فرق ہے آزاد مین اور گرفتار مین

عالم پیری مین شغل اس کا کرے آدمی
نشۂ جوانی کا ہے بادۂ گلنار مین

کافر و دیندار ہین فہم سے اپنے خلاف
رشتہ وہی ایک ہے سبحہ و زنار مین

سرو کو لگا نہین قامت دلچسپ سے
گل نہین رخسار سا یار کے گلزار مین
یار کے اک پیچے کا اس مین تکلف نہین
طرۂ زرین کہان لالہ کی دستار مین
ہجر کی طاقت نہین دل کو مرے بعد وصل
زہر ملا لیجیے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین ان پر وہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہم نے رہ یار مین

گیسوؤن کا ترے سودا شعرا رکھتے ہین
یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین
چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین
پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین
خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا اچھا کوئی
اے صنم جھوٹ نہ بولین گے خدا رکھتے ہین
کون سے پارۂ دل پر نہین اک عشق کا داغ
یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرد
شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا ابھی نہ ڈھونڈھ
آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
رو سے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین
یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
پاؤن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے
طاقت اُٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہی یوسفؑ نہین سنتا کوئی
گوش کر قافلے والون کے درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہے تو سمجھانے نہ جا
شیشہ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین
لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنے کا
پاؤن توڑین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین
جامہ زیبون سے ملین تشبیہ گلون کو کیا دون
جس مین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین
تیرے صدقے کا سمجھتے ہین مگر چوراہا
چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہین
بحر الفت مین تباہی کا ہے اندیشہ کسے
ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین
عارضی حسن دو روزہ ہی یہ منڈھ جاوین گے
عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین
دہن یار کو ہم تو نہ کہین جز ہر فرد
منطقی اس مین جو حجت کرین جا رکھتے ہین

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے
اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین

خون اجگر ہوتا ہے جو سنتا ہے رو دیتا ہے
درد آمیز فقیر اُس کے صدا رکھتے ہین

اپنے ہر شعر مین ہے معنی تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکار رکھتے ہین

خانہ خراب نالون کی ہل بے شرارتین
بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین

سر کون سا ہے جس مین کہ سودا نہین ترا
ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین

خانہ ہے کنجفے کا ہر اک قصر شہر عشق
گھر گھر ہین بادشاہیان گھر گھر وزارتین

دیدار یار برق تجلی سے کم نہین
بند آنکھین ہون گی دینگی دعائین بصارتین

آنکھون مین اپنے دولت بیدار ہین وہ خواب
ہوتی ہین تیرے وصل کی جنمین بشارتین

کہتے ہین مادر و پدر مہربان کو بد
کرتے ہین وہ جو ارض و سما کی حقارتین

گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی
سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین

زیر زمین بھی یاد ہین ہفت آسمان کے ظلم
بھولا نہین ہین سنگدون کی شرارتین

خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنے زیارتین

عالم کو لوٹ کھایا ہے اس پیٹ کے لئے
اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین

باقی رہے گا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین

اہل جہان کا حال ہے کیا تم سے کیا کہین
بدگوئیان ہین پیچھے تو منھ پر اشارتین

نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب
مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتین

عاشق ہین ہمکو مد نظر کوئے یار ہے
کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین

ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر
کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہے مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہم پر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین

عاشق جو حسن پاک ہین کچھ گفتگو کرین
دامن کا تیرے نام لین پہلے وضو کرین

شرمندہ ہون زمین مین گڑین سرخرو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین
پیدا کرین جو مجھکو انھین کو ہے دسترس
پامرد ہین وہی جو تری جستجو کرین
لیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار
سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین
افسانہ گوئی افعی گیسوے یار مین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین
دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
دامن کو پھاڑ لین جو گریبان رفو کرین
اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
عاشق دعائے خیر تجھے کو بکو کرین
دیدار عام کیجئے پردہ اُٹھائیے
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین
مستی مین تجھسے بے ادبی ہوگی یار سے
مجھکو گناہگار نہ جام و سبو کرین
دیوان حسن مین سے ہوئی ہے یہ انتخاب
عاشق مزاج سیر بیاض گلو کرین
ورد زبان ہے روز و شب انکی ثنائے حسن
شایان ہے جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین
لکھدیتے ہین حسینون کو ہم خط بندگی
مشق ستم کو ترک جو یہ تندخو کرین
حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا
سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین
مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے
ہنگامہ گرم شگفتہ رنگ و بو کرین
تاثیر دار لوگ ہین اللہ کے فقیر
سنگ صنم ہون آب جو ہم ذکر ہو کرین
موجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق
آوارہ ہون تلاش تری چار سو کرین

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین ہے قول ورد
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال مین
مہندی بندھی ہین ترے پائے خیال مین
نسبت نہین حسین کو تجھسے جمال مین
بو مشک کی ہے زلف مین عنبر کے خال مین
آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا
نظارۂ جمال غضب ہے جلال مین
لوث گناہ کا جو کبھی آگیا دھیان
غوطے لگائے ہین عرق انفعال مین
حسرت ہی آئینے کو رہی اس سبزہ رنگ کی
ریحان ہرا ہوا نہ کبھی اس سفال مین
تسبیح تو نے ڈال کے گردن مین اے صنم
کھینچا ہما کو مرغ مصلے کے جال مین

جور و جفائے یار سے ترک وفا نہ کر
لطف اس معاملے کا نہین انفصال مین
اُن ابروون سے بڑھ چلین وہ مسین کہ ہم
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال مین
دور شراب حلقۂ بیرون در ہے یان
اس بزم مین ہے مست ہر اک اپنے حال مین
پیدا کرے جو تیرے سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گلوئے غزال مین
آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس کس نہال مین
دکھلاؤ اپنی آنکھون کے انداز و ناز بھی
برسون رہے مشاہدہ خط و خال مین
زندان سے چھوٹ کے چاہیے ہونا عزیز مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسف خیال مین
پہنے بہار مین ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال مین
مثل صبا اُڑا دے اسے اے جمال دوست
تا چند ہم دبے رہین گرد ملال مین
ایسی پلا کہ بےخبری ہووے ساقیا
ابتک نہ امتیاز ہے درد و زلال مین
رخسار مین ہے چودھوین کے چاند کی چمک
کافر ہو جس کو شک ہو تمھارے کمال مین
موجود سمجھے صبر کو کیا عشق بد بلا
یہ دیو و جن کبھی نہین لاتا خیال مین
پوچھین جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین بھی جواب سوال مین
بھولین گے عیش مین بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئین گے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین
شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین
یہ کہہ کے گشت گل پہ اُن کو اُبھارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین
مردے وہ زندہ کرتے زندون کو مارتے ہین
اِس کو بگاڑتے ہین اُس کو سنوارتے ہین
ہستی سے تنگ حلقہ اُس نان کا ہے کرتا
سوے عدم کمر کے جو پا سدھارتے ہین
مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہین
وہ دلپسند ہے تو جب دیکھتے ہین تجھ کو
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین
بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہے دید خط سے
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو مارتے ہین

قائل ہون مین تو اپنی نالون کی گرمیون کا
داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین

دریاے رحمت اُس کا غالب کہ موجزن ہو
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین

دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت
وہ ہم سے جیتتے ہین ہم اُن سے ہارتے ہین

شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ہے ٹپکتی
بوسہ کا نام سُن کر ہم منھ پسارتے ہین

سینہ کے اوپر اپنے گل کھائین گے تمھارے
پھلون سے اس پری کے یہ قول ہارتے ہین

اس گل سے رخ کے اوپر کرتے ہین گُل کو صدقے
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین

رو رو کے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم
دریا کی طرح چشمے وہان موج مارتے ہین

رہتی ہے اک پریشان حالی و بد دماغی
سودے مین گیسوون کے سر دے دے مارتے ہین

پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین
اِس کو پہنتے ہین وہ اُس کو اُتارتے ہین

جاتے ہین عاشق اس کے کوچہ کے گرد پھیرے
بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

دم دے انھین بھی وہ بت انکا بھی دل اُچک لے
زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتشؔ ڈکارتے ہین

خم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے مین
یقین ہو ذرون کو ہو آفتاب شیشے مین

ہنوز ہے کئی ساغر شراب شیشے مین
ہنوز باقی ہے اپنا حساب شیشے مین

وہ میرزا منش آنکلے شاید اے ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین

ہماری گھر مین یہی شب کو بھی روشنی دل کی
کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین

خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہو
بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے مین

زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
بھرا ندیکھا ہو جس نے شہاب شیشے مین

کھلی ہے چاندنی مے بیچیے تو موقع ہے
طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہو حق ہے نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہے یا گلاب شیشے مین

بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے مین

سفید ہو ہوئے ترک فتح کشتی کیسے
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین

یہ ہم سے نشہ مین ہوونگی بے محل حرکت
شراب پی کے بھرین گے کباب شیشے مین

وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہے
کباب سیخ پہ آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گہر کو صرف کر کے تو نے زیور مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانۂ زر مین

یہ کیفیت اُسے ملتی ہے ہو جس کے مقدر مین
مئے الفت نہ خم مین ہے نہ شیشے مین نہ ساغر مین

ہما کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر ان روز و دن لدی رہتی ہے زیور مین

تکلف برطرف الٰہی نازنین موقوف آرایش
نزاکت سے دبا جاتا ہے کیون چھوڑو نکے زیور مین

کرین گے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
بھگوئین گے فتیلے روغن گل کو گرد احمر مین

قیامت تک یہی گردش رہے گی روز و شب انکو
مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین

مرے ویرانے کی حد مین کبھی اُڑ کر جو آ نکلے
پلاؤن جغد کو پانی ہما کے کاسۂ سر مین

تفنگ یار کے چھرون کی عالم کو تمنا ہے
یہ لوہے کے چنے ہین دیکھیے کس کے مقدر مین

نکل کر کنج عزلت سے نہ کرنگا مہ افروزی
شرر یاقوت کا ممسک ہے جبتک ہے پتھر مین

کرے بوٹا سا قد ہر چند پیدا اس کی موزونی
ترے کانون کے پتون سے کہان پتے صنوبر مین

شرف اللہ نے بخشا ہی آدم پر محمد کو
فضیلت ہے مقدم سے زیادہ یان موخر مین

جہان چاہے بسر اوقات کر لے چار دن بلبل
چمن مین آشیانہ ہے قفس صیاد کے گھر مین

خدا جانے ہے تو نالون سے مرے پگھلے دل آہن کا
یہ شان اُسکی ہے نرمی موم کی پیدا ہو پتھر مین

نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین نے نہین پیتا
نہین مہمان تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر مین

الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
روانی ہے اسی کے دم سے آب خشک خنجر مین

لب لعلین کو تیرے وصل کی شب ہمنے چوسا ہے
نہون گے تشنگی سے ہونٹھ اپنے خشک محشر مین

دگرگون عشق حسن یار سے ہے رنگ عالم کا
کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین

کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑا
بنائے جوہر انصاف قاتل تیرے خنجر مین

دہن اے حور ہے تیرا بعینہ چشمہ جنت کا
تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال بام سودا ہے ترے دروازہ تک پہنچے
پر جبریل پیدا ہون جو بازوے کبوتر مین

تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قاتل
لہو سے ہیرے گل پھولین چمن بند کیے جوہر مین

رہا منظور خاطر خاتمہ بالخیر عاشق کا
کوئی چیونٹی موئی تو اُس کو گاڑا مین نے شکر مین

وہ ترک چشم دیکھین ملک دل غارت کرے کس کا
رہا کرتی ہی صف بندی بہت مژگان کے لشکر مین

وہی تاثیر دے گا آتشین نالون مین بھی اپنے
لیاقت دی ہی جس نے شیشے کے بننے کی پتھر مین

ڈراتا ہے بہت رندون کو ذکر نار دوزخ سے
تماشا ہو جلے واعظ لگ اُٹھے آگ منبر مین

یہ راہ و رسم خوبی حسینون مین ہی مدت سے
کھلے تھے جوہر اس آئینہ کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

نہ اٹھنے دین گے جب تک بت جواہر کا نہ لینگے
برہمن کو بٹھایا ہمنے جب قصا کے گھر مین

مآل کار کی صورت بھی آنکھون کو نظر آتی
لگا دیتا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر مین

نہایت حرص مے ہی زندگی مین مجھ قدح کش کو
یقین ہی نشہ رہ جائے مرے مٹی کے ساغر مین

ترے دانتون کا دھوکا دیچکا تھا میری آنکھون کو
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہی مثل قبر مجکو خاکساری سے
رہون گا باغ باغ آتش مین اک پھولونکی چادر مین

عجب چشم سیہ کا ہی رخ رنگین جانان مین
تماشا ہے عوض بلبل کے شاہین ہی گلستان مین

وہ چشم سرمگین ہے فتنہ پردازی کے سامان مین
کھنچی رہتی ہی تیغ ابرو کی صف بندی ہے مژگان مین

مجھ دیوانے کو راحت ملی ہی سنگ باران مین
کہین ہون جمعہ کو ہونگا مین بازیگاہ طفلان مین

پری پیکر نہین اس دلربا سا قوم انسان مین
فلاطون کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یونان مین

ہمیشہ تلوے کھجلایا کیے شوق بیابان مین
رہی نالان ہمارے پاؤن سے زنجیر زندان مین

جنون پردہ در دکھلا رہا ہے داغ سینے کے
تماشائے چمن ہی کوچۂ چاک گریبان مین

مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
وہ کیچڑ مین پھنسا ہی جو ہی آب و گل کے زندان مین

جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اُس کو
نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دندان مین

گرفتاری مین آزادی کی کیفیت رہی حاصل
رہا جامہ سے باہر اپنے مین دیوانہ زندان مین

جہان کے کارخانے مین نہین مدنظر کھیسا
لگے ہین پردہ ہائے چشم عاشق تیرے ایوانمین

اسیری مین بخار دل جو نالون سے نکالا ہے
ہوا ہے موم ہو کر آہن زنجیر زندان مین

جو ہوگا دسترس اپنا کبھی شانے کی صورت سے
ملین گے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشانمین

شب آدینہ جلائیے اپنے کشتون کے مزارون پر
چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان مین

گلون کا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہے
ہوا اُس ترک کے کوچہ کی چلتی ہے گلستانمین

ہوئی ہے روح ناطاقت نہایت سونگھ کر دیکھین
سنی ہے سیب کی بو مینے اُس گل کے زنخدانمین

بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھون کو
بہت رویا مین منہ کو ڈال کر اپنے گریبانمین

در دندان و لعل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش
جواہر خانہ ہے ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

لپٹ کر سوئیے اُس آتشین تن سے زمستانمین
نکل کر سنبلہ سے آفتاب آیا ہے میزان مین

عجب کیا مار مہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
اُلجھ جاتا ہے اکثر حلقۂ گیسوئے پیچان مین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیر سے باز آ
چھپائے رکھے گا کبتک چراغ مہر دامان مین

کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو
ڈبو دیتا ہے طاؤس چمن دریائے بارانمین

نہین مشتاق دل کب اُس عزیز جان کے آنیکا
ہمیشہ سوئے در رہتی ہین آنکھین شوق مہمانمین

گیا ہون جوش وحشت مین جو اُڑ کر مثل پروانہ
دکھائے ہین چراغ چشم غولون نے بیابانمین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہے تیرے دندانمین

کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو یہ عمل کر دیتا ہے قابوئے انسانمین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھر آتا ہے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبان مین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہے اُس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہے جو سورہ ہے قرآنمین

صدا یہ سرزمین کوچۂ قاتل سے آتی ہے
شگوفہ پھولتا ہے اک نیا روز اس گلستانمین

تباہی مین ہے لازم یاد حق اہل توکل کو
خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفانمین

تماشا ہے جو چشم بلبل و پروانہ سے دیکھے
عجب شمعین ہین محفل مین عجائب گل گلستانمین

گہر سے آبدار آتش ہو منھ سے بات جو نکلے
تکلف شرط ہے آویزۂ گوش سخندان مین

توڑ لے توبہ کو کیجئے بادہ خواری اندنون
موسم گل ہے کہان پرہیزگاری اندنون
تیغ ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنون
جان بلب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا فراق
دم نکل جاوے یہ حالت ہے ہماری اندنون
شوق آرایش ہے اُس جان جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہے دامن سے کناری اندنون
دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
توتیا ہے چشم سے گرد سواری اندنون
لو لگی ہے تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق
خون ہے زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون
روز و شب کرتا ہے وہ محبوب گل اندام رقص
اُڑتی ہے ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون
کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان
رات سے بیمار نے بھی ذلت ہے بھاری اندنون
فصل گل ہے یاد آئی ہے مجھے رفتار یار
چلتی ہے بن بن کے کیا باد بہاری اندنون
سامنا رہتا ہے اشک سرخ و رنگ زرد کا
آشنائی درد سے ہے غم سے یاری اندنون
دوستدار اُس کا جو مجھسا اُٹھ گیا دنیا سے ہے
بیکسی پھرتی ہے کیسی ماری ماری اندنون
بستر غم پر پڑا رہتی ہے مردے کی طرح
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندنون

یار آزردہ ہے آتش آسمان ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری اندنون

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین مین عاقبت اندیش نہین
مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل
اس مین اے قاری زیر و زبر و پیش نہین
ناخن غم سے ترے ہجر مین اے رشک بہار
دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین
خون کو مومن و کافر کے ہے جائز رکھنا
نیک اعمال ترا غمزۂ بدکیش نہین
شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش چاہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہین
شہر مین پھرتے ہین وہ سیل حوادث کیطرح
کونسا گھر ہے خرابی جسے درپیش نہین
قید مذہب کی نہین حسن پرستون کیلیے
کافر عشق ہون مین کوئی مرا کیش نہین

عشق مین سرو سے قد کے ترے اے خسرو حسن
ذکر قمری سے مبرا کوئی درویش نہین

غیر کے ہاتھ نہ چھین گے ہم آئینۂ دل
یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین

نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر
کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بے خویش نہین

خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے
رُو سے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہین

رُخ انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہونیسے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہ حسن ہی تو گیسوے عنبر فشان تیرے
ہما کو اپنے سایہ سے سعادت مند کرتے ہین

ہمین سے ہے جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ
نقاب آپ اُلٹیئے ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین

منت اُس صنم سے کیون نہو ہمین وصل کا سائل
دعا اللہ سے رُو رُو کے حاجتمند کرتے ہین

کہون کیونکر نہ اُن کو نور کے ٹکڑے وہ رخسارے
اندھیرے مین اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح یان رنگین خیالون کی
پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اُن کے مشتاق اُنکی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آپس مین آمیزش گلاب اور قند کرتے ہین

کھُلا بے مایہ کے مضمون بستہ باندھ لینے سے
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کہ بے تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اُس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بھرون گا پنبۂ مینا کو مین زندا مین اے ساقی
بہت واعظ مرے گوش آشنائے پند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہے ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ بیہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے اُنکی نشے مستو نکے اترتے ہین

گرفتارون نے تیرے لطف اسیری مین اُٹھایا ہے
چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہے گاہ گاہ ہے اشک اپنے دیدۂ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین
خیال آیا ہے شانے کا انھین آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہین
حسینون کا تکلف انکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہے میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین
تمھارے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا
عجب رغبت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہین
لب جان بخش کا بوسہ نہین دیتے وہ عاشق کو
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین
گلے سو جاتے ہین گہ سناتے گاہ ٹھہراتے
ترے کوچہ مین پائے رہروان کیا کیا پھرتے ہین
بل انکی زلف پیچان کیطرح کیا کھائیگا سنبل
وہ ایسے بدبلا چھٹنے کی چوٹی کو کترتے ہین
حیا و شرم آنکھین سامنا کرنے نہین دیتین
لڑکپن ہے ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہین
خوش آبی ہو زیادہ تیری تیغ تیز مین قاتل
سر احباب کیا کٹتے ہین اس سے بوجھ اترتے ہین
ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہے
نہین زندون مین ہم اُس دن سے تمپہ جبسے مرتے ہین
تصور سے ترے موجین رہا کرتی ہین لہرون مین
ہوا بھر کر ترے سر مین حباب بحر ابھرتے ہین
لگا کر عیب دو دن مین اسے تم پھیر بھیجو گے
جو خط کش ہو تو ہم قیمت کا دل کی نام دھرتے ہین
کہان تک پردہ ای آتش کہو اس لاابالی سے
محبت کا تری ہم بھی دم اے محبوب بھرتے ہین

ردیف واو

فکر مین مضمون عالی کا جو دل آمادہ ہو
دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو
پھر بھی دقت فکر ہم باندھین حنائے دست یار
لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو
عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھون کا دلا
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو
آستان دیر تک جاوے تو اے کعبہ نشین
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو
عشق ہونے مین نہین ادنی و اعلی کی تمیز
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو
آشنا چشم سخندان سے رہے میرا کلام
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو
سبز پیراہن مین رنگ سرخ یون ہے یار کا
جیسے مینائے زمرد گون مین گلگون بادہ ہو
حسن کے آغاز کا انجام ہو یارب بخیر
نقش جب کا خط نورس سے وہ لوح سادہ ہو

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہی خاک گور پر
صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو
خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون مین
آسمان اُس کو بنا دون جو زمین افتادہ ہو
فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہے شراب
خیمۂ ابر سیہ اے آسمان استادہ ہو
بے ادب وادی مین اپنے پاؤن رکھ سکتے نہین
خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو
چھین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو
جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو
روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیروی
بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پانون رکھتا ہے جو آتش کوچۂ جلاد مین
زندگی سے ہاتھ دھوکر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو
ہماری خاک کو اے شہسوارو عرش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترک تازی کو
مآل کار ہے دعوائے باطل کا پشیمانی
خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو
جلا کرتی ہے گھُل گھُل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گو سے بدنگی اسنے دیکھا ہی گدازی کو
نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کے ہی مرد غازی کو
فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی
جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو
بتون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اُسکا
خدا بھی کام فرماتا ہی ہم سے بے نیازی کو
خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہے اسپ تازی کو
دلاوین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے
بھلا عمر زلف شبگون روز محشر کی درازی کو
کفن خلعت ہی مین دولہ جنازہ تخت دامادی
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس اب اس یاوہ گوئی سے
گوارہ کیجیے تا کے تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنڈا پنھایا مردم بیمار کو
حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جبر تکلیف نگہ ہے مردم بیمار کو
حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہون مین
دم پھڑک جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیہ
برق دیکھی ہو نہ جس نے دیکھے اس رخسار کو
مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو
روئے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب
دھوپ مین ٹھلائیے گا مجھ تشنۂ دیدار کو
میری آہون کے دھوین نے گھر بنایا خانۂ باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو
رات بھر آنکھون کو اس اُمید پر رکھتا ہون بند
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو
غنچۂ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے
جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو
وصف قامت مین ہر اک مصرع ہی دو پہلو کا شعر
سرو بھی کہتے ہین بوٹا بھی قد دلدار کو
صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی اے دل باغ باغ
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کے لہو رویا ہین
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اڑین
رتبہ سیخ کباب آتش ملا ہر خار کو

نالۂ جانسوز نے پھونکا دل بیتاب کو
عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیماب کو
ہجر پیغام اجل ہے عاشق بیتاب کو
زندہ دیکھا ہی نہین ہے ماہی بے آب کو
عالم حسن جوانی قدرت اللہ سے ہے
چودھوین شب کوئی دیکھے صورت مہتاب کو
سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار
زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب کو
نیمجانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو
جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین
طے کیا ہمت نے میری منزل بے آب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو
جمع کرسکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
تشنۂ خون دل بیتاب ہین چشمان تر
بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سیماب کو
گور پر بھی آسمان اُس گل کو لائیگا نہین
خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو
پہن کر پوشاک سرخ آیا جو تو بالائے بام
راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب کو
پست فطرت کو ہمیشہ سربلندون سے ہی لاگ
زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و در و محراب کو

امن مین رکھتی ہی جورِ چرخ سے وارفتگی
منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو
کیا نفاق انگیز جنبان ہوائے دہر ہے
نیند اُڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو
آدمی کو کس طرح اپنی قضا معلوم ہو
پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیئے
آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ
مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیئے خوبی لب جان بخش کی
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
خط توام مین لکھا ہے یار کو مکتوب شوق
آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
کانپتا ہے آہ سے میری رقیب رُو سیاہ
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
اس لئے مارا اُن آنکھون نے مجھے تا خلد مین
چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

دام مین لایا ہے آتش سبزۂ خط بتان
سچ ہے کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

بید مجنون دُور سے خم ہو گیا تسلیم کو
ہر بگولا سرو قد اُٹھا مری تعظیم کو
کون کہتا ہے الف بوٹا سے قد کو یار کے
لام کو زلفون سے کیا نسبت دہن سے میم کو
گورے گالون پر ترے زیبا ہی خال عنبرین
تھا یہی مینا سزاوار ایسے لوح سیم کو
شانۂ گیسوئے جانان مین صفا حاصل ہوئی
آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعلیم کو
مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چل سکتا نہین
آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو
خواب و بیداری یہ مرگ و زیست ہے اے بیخبر
لوح دل پر سے مٹا نقش امید و بیم کو

ہمت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز
جانتا ہون مین گدا سلطان ہفت اقلیم کو

شفا مریض محبت کو زینہار نہو
برنگ شمع نہون ہم اگر نزار نہ ہو
کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون
ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہو

ہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہین دیکھا
غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو
در حرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے
سواد کعبۂ مقصود زلف یار نہ ہو
فقیر کو نہین درکار طاق کسریٰ کا
بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو
پیادہ پا ہون پر اُڑتا ہون باد کے مانند
ہلاک نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو
صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہین ہے جو صوفی شراب خوار نہو
کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین تو
خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہو
فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا
دل دونیم نہو جان بیقرار نہ ہو
کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار
خزان کا باغ مین نرگس کا انتظار نہو
بہت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہے
غم فراق کہین شیر کا شکار نہو

برنگ سایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

دھیان اس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو
خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجکو
نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سنایا مجکو
جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجکو
شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین
یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو
واشد دل کے لئے باغ مین آنکلا تھا
یار بن غنچون نے ہنس ہنس کے رلایا مجکو
طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی
بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو
اُس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی
مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجکو
جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو
فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو
بعد مردن بھی دکھا دے گی شجاعت جوہر
شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو
جوش وحشت مین جو اُکتا کے کبھی اُٹھ بھاگا
سیکڑون کوس غزالون نے بھگایا مجکو
شام سے پہلوئے خالی نے اک آفت ڈھائی
صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو
حشر کے روز مین اتنا تو کہون گا آتش
ان پریرویون نے دیوانہ بنایا مجکو

چاند کہتا ہے غلط یار کے رخسارون کو نسبت ذرۂ خورشید نہین تارون کو
اے صنم ہووے نہ خورشید قیامت طالع دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو
حسن یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہے پھونکدے گرمی بازار خریدارون کو
داغ چیچک کے ترے چاند سے منھ پر دیکھے ہالۂ ماہ مین دیکھا جو نہو تارون کو
ہون وہ مردود خلائق کہ یقین ہے پس مرگ نہو ہو فاتحہ خیر مرے یارون کو
اے بتو دل مین تمھارے جو اثر ہو تو نہو زلزلے آئے ہین ان نالون سے کہسارونکو
یاربن مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ برگ گل سے نزہا مرتبہ انگارون کو
عید قربان ہے ہزارون ہی گلے کٹتے ہین تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو
اے اجل جسم سے چھٹ بھی چکے جان شیرین زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غمخوارون کو
اپنی بیماری کی حالت کو وہ صحت سمجھے دیکھے نرگس جو تری چشم کے بیمارون کو
منھ نہین پھیرنے کا قاتل کی طرف سے میرا چہرہ پر کھاؤن گا مین یار کی تلوارون کو
جان گھبراتی ہے سینہ مین تو دل کہتا ہے توڑ دے قلعۂ فولاد کی دیوارون کو
کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو
اپنے ہاتھون سے کیا جب مجھے بیدردی نے قتل غیر تو مرہی گئے داغ رہا یارون کو

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرین گے آتش
چشم تر ہم کو ملی خشک زبان خارون کو

چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو زلف کے پھندے مین دشمن بھی گرفتار نہو
حسن تکلیف لب بام اُسے کرتا ہے شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہ ہو
برہمن آنکھون کو ملتا ہے جو پاے بت پر رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار نہ ہو
ٹھوکرین کھائین گے دل جائین نکلجاوینگی یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہ ہو
غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہے میرا دشمن و دوست کی آنکھون مین کوئی خار نہو
متصل نالون کی آواز چلی آتی ہے جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہ ہو
کردیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہ ہو

نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیاری کا
دل دھڑکتا ہی جدائی کی شب تار نہ ہو

گور مین ساتھ لئے جائین گے اپنے ہم اسے
نہین ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو

بے طرح جوش مین سیلاب سرشک آیا ہے
چار دیوار عناصر کہین مسمار نہ ہو

چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو

باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے
دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہ ہو

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار نہ ہو

سرو بستان تجھے گو اے باد صرصر خشک ہو
غیر ممکن ہے ہمارا مزرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو
روز ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈی سانسون مین اثر ہی یان ہوائے برف کا
سرد ہون آتشکدہ خون سمندر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے
ہاتھ آئے بے طلب نان جوین گر خشک ہو

باغ ویران مین جو روؤن یاد قد یار مین
سبز ہو جاوے جو برسون کا صنوبر خشک ہو

اس قدر کاہیدہ ہون پس جاے زیر آبلہ
سوکھ کر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

تندخو پہونچا سکین عالی دماغون کو نہ رنج
ارغوان زار شفق صرصر سے کیونکر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر
گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو

چشمۂ حیوان دہن ہی تو ذقن چاہ عمیق
کس طرح سے سبزۂ رخسار دلبر خشک ہو

کس توقع پر بھلا اس میکدے مین ہم رہین
لب نہ تر ہووین اگر سارا سمندر خشک ہو

چار دن مین اس نے سارا باغ ویران کر دیا
یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلنے سے بچے
موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
گور مین ایسا نہو حلق اے سکندر خشک ہو

سوز غم سے کیا کہون مین حال دل اے ہمنشین
آگ لگ جائے جو اکدم دیدۂ تر خشک ہو

میری قسمت سے جو ہوا انگور پیدا تاک مین
آب اُسمین اُس کا مثل آب گوہر خشک ہو

غیر خالق کون کرتا ہی کسی کی پرورش
دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو
یہ خیال خام ہے سرو چراغان سبز ہو
حسرت پابوس مین کھوئی ہے مٹی جان کی
خاک سے میرے حنا بے ابر باران سبز ہو
وہ جو کامل ہین فضیلت ہے انھین ہر حال مین
سرخ ہووے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو
یاد دواتی ہے فصل گل مئے انگور کو
تاک خشک سے بہ پرتو خورشید تابان سبز ہو
حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا
زرد پھر ہوتا نہین جب رنگ انسان سبز ہو
سیر گلشن مین اگر اُلٹے ترا بند نقاب
رنگ اُڑے رخسار گل سے سرو بستان سبز ہو
جام دے ساقی مئے گلگون سے بھر کر حیف ہے
خشک ہو نخل تمنا کشت دہقان سبز ہو
جوش وحشت مین جو روتا ہون کبھی دل کھول کر
زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو
شیر کی آواز پیدا ہووے نے کے نالے مین
میرے مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسن سبز یار سے ممکن نہین آتش فروغ
رنگ پیدا کرے گو شمع شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو
نکلتی ہی نہین آئینہ خانہ سے باہر
غرور حسن سے اتنا بھی خودپسند نہ ہو
گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو
غرور کھوتی ہے تعلیم خاکسارون کی
اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو
گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہین
ہماری نعش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو
زیادہ برسے ہے دشنام مین حلاوت سے
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو
لبون سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل
ہماری روح سے آگے ترا سمند نہ ہو
جو رُو سے حال پر اپنے وہ کیا کسی کو ہنسے
وہ دل دُکھائے کسی کا جو دردمند نہ ہو
ہزارون دیدۂ بدبین تو اک نگاہ ہے پاک
غضب ہی ہو جو تری بزم مین سپند نہ ہو
برابر اُس کے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہے
الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کیجیے ثابت دہان روے رشک ماہ کو
کان مدت سے سنا کرتے ہین اس افواہ کو

کوچۂ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو

ہم فقیرون کو تمنا ہی یہی اے شاہ حسن
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو

باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط
جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو

اس قدر ہے سر کو سودا اے زنخدان حبیب
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو

برہمن حاصل ہے تجکو جس طرح بت کا حضور
اس طرح پاؤن تو پھر چھوڑون نہین اللہ کو

بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روے یار
کس طرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو

روے دکھلا کوئی تو ہمکو نیا اے آسمان
یاد کیا آنکھین کرینگی اس تماشہ گاہ کو

کوتہی کی ایکدن پہونچی نہ گوش یار تک
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو

موسم گل مین بھی ساقی سے کہتا ہون مین مست
جام مالا مال دلوا اپنے دولت خواہ کو

دیکھیے دونون مین کس کا ہو بخیر انجام کار
بت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو

سبزۂ خط نے کیا ہی جب سے اُس رخ پر ابھار
کوہ پر بھاری سمجھتا ہون نہین برگ کاہ کو

زلف حائل ہے نگہ رخسار جانان پر نڈال
ہی شگون بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

نسبت کمے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا
طول دے جوش جوانی جامہ کو تاہ کو

پھر گئی صورت نہ ذلے آنکھ اُٹھا کر دیکھیے
دلفریبی یار کے رخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے تمھین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہے نوشاہ کو

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو

مارا ہے ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
مُردا مرا جلائین تو اُس مین دھوان نہو

صورت کوئی صفائی کی اب اے صنم نہین
جبتک ہمارے تیرے خدا درمیان نہو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو

اے آسمان نمود نہین ہم کو چاہیے
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو

بلبل ہزار فرخ ہون ٹوٹے نہ ایک گل
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہ ہو

عاشق تری گلی مین بہت خاک اڑاتے ہین
اس سرزمین کے گرد کہین آسمان نہ ہو

دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب
ملتا ہے وہ کہان کہین جس کا مکان نہ ہو

سبزہ پر اس ذقن کے نگہ جاکے رہ گئی
سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہ ہو

نالون کی محبت کا کسے آتش دماغ ہے
یا ہم نہوویں یا جرس کاروان نہ ہو

حلقۂ دام مین وہ نرگس فتان مجھکو
چار دیوار قفس مین صف مژگان مجھکو

دور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب
داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجھکو

شادی وصل مین جامہ سے ہون باہر دونون
مین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجھکو

دیکھ لون پھاڑ کے آئینہ مین اے دست جنون
رہنے دو زیب جو دے چاک گریبان مجھکو

خاک مین ملکے بھی لپٹون گا ترے دامن سے
اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجھکو

یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجھکو

پھر نہ نکلون مین چمن سے جو صبا تیری طرح
غنچۂ گل ہون کبھی دیکھ کے خندان مجھکو

لب محبوب کی سُرخی ہو نہین اسمین سنتا
لعل کو دیکھنے جانا ہے بدخشان مجھکو

فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت
سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجھکو

دل مرا نعرۂ تکبیر ہلا دیتا ہے
جتنے کافر ہین سمجھتے ہین مسلمان مجھکو

موسم گل نہین آتا ہے اجل آتی ہے
گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان مجھکو

دست رنگین کی تری بیعت اسے کرواتا
ہاتھ آتا جو کوئی پنجۂ مرجان مجھکو

کم ہے جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز
صورت انسان کی دی جوہر انسان مجھکو

ہمہ تن ہوکے جو دل اس مین گرون اے آتش
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجھکو

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو
کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو

روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو
دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہ ہو

یار تو بھولا کرے غماز ہی ای کاش یاد
دوست تو غافل ہوا دشمن کہین غافل نہو

نیم بسمل کی طرح سے زندگانی ہے خراب
اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو

اے صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا
سخت کافر ہے جو وحدت کا ترے قائل نہو

عشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ
نامۂ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو

اے بت بے رحم عزرائیل عاشق کا نہین
سینۂ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو

ہے غرور حسن دور و دہ سے از خود رفتہ یار
اس قدر بھی نشۂ معجون آب و گل نہو

اٹھ چکا روز قیامت روئے قاتل سے نقاب
عرصۂ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہ ہو

حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے
چاہئیے رنجیدہ کافر کا بھی تجھسے دل نہ ہو

ہی ہر اک مصرع مرا خط بتان کے وصف مین
مدعا ہے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہ ہو

ڈوب جانا پار اترنا ہے محیط عشق سے
یہ تو ہے بحر محبت کی نہین ساحل نہ ہو

اپنے اشکون کی جو غلطانی دکھاؤن مین اسے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل نہو

کنج تنہائی مین مین نے زندگی کی ہو بسر
گور بھی میری کسی کے گور کے شامل نہ ہو

دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا
باغ ہو کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کرے گا گور مین
کشتۂ ابروے آتش تیغ کا بسمل نہ ہو

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
آنکھین بھری جاتی ہین طوف حرم دل کو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہی
کافر ہے سمجھتا ہو کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ آب انگور ہے ای قاتل
مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو

رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو الٹے
حیران ہو بجز وہ سکتا سا ہو محفل کو

سودائیون کی تیرے روح آئی ہے قالب مین
اے زلف سیہ سن کر آواز سلاسل کو

بیوجہ نہین اپنے اڑنے کو یہ بھولا ہے
رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ نہو دل کیونکہ اللہ نے بھیجا ہے
شمشیر سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو
تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے مین
ٹھوکی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو
بے طرح پھنسا ہے تو اُس زلف کے پھندے مین
اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

کھائے گا خنجر جلّاد کا جسپر کا پہلو
زخم پہلو کہو مبارک ہو جگر کا پہلو
ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون
دیکھیے ہووے کب آباد کدھر کا پہلو
شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہے
داغ پہلو سے نہ ہو گرم بستر کا پہلو
نالۂ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد
خالی ہوتا ہے مگر مرغ سحر کا پہلو
بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے
مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو
بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سرد
نہ تو ڈھلکتا ہے ادھر کا نہ اُدھر کا پہلو
دُور سے کوچہ دلبر کو کھڑا تکتا ہون
نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو
زخم کاری ہے مری جان جدائی تیری
دم نکل جائیگا پہلو سے جو سرکا پہلو
یاد آتا ہے تل اُس سیب زنخدان کا مجھے
نظر آجاتا ہے داغی جو ثمر کا پہلو
صاف دل خاک ہوا اُس کافر کینہ جو سے
نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو
کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو
شور واعظ سے نہین کام قدح خوارونکو
پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو
زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے
چاند سے صاف ہے اُس رشک قمر کا پہلو
خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج
کہین ہوتا ہے جدا سکہ سے زر کا پہلو
خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہے آتش
شملۂ شیخ دیا ہے دُم خر کا پہلو

دلایا یاد شب اُس نے جو تیری ساق سیمین کو
رولایا صبح تک ہنس ہنس کے مین نے شمع بالین کو
خزان نے بیشتر کار گل و بلبل کیا آخر
جزا اے خیر دے اللہ صیاد و گلچین کو

ہزار افسوس ہے اسے بے مروت تو نہیں آتا
غش آجاتا ہے اکثر ترے بیتابون کی تسکین کو

تماشہ دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا
بنایا ہے مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے مبرا ہے مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھا قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو

نئے ہر سال سر کار جنون سے داغ ملتے ہین
بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آمین کو

عدم پہونچائے گا شوق اوس کمر کا مجکو ہستی سے
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ اے گلگون قبا تجکو اگر دیکھین
منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہے
ہوا ہے آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

نہین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری مین دکھائی دینگے میرے خاک کے ذرے
ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانۂ زین کو

حسینون کو ہے لازم رحم اپنے عشقبازون پر
رعیت پر رعایت چاہیئے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر پر مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال اداچلوائے اون پائے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہے ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قصہ مین عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روئے رنگین کو
چمن مین توڑتے دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو

ہمارا کاسۂ سر راہ افتادہ ہے مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اون پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے سر ہو کہین اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھون نے غضب کیا ہے
کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل انکو نہایت ہے
رہا کرتا ہے گھڑیون زلزلہ سا کوہ تمکین کو

سنین مین کافران عشق کے منھ سے تو تعریفین
مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہین اوس غارتگر دین کو

نظر پڑ جائے جو تیرے صفائے رخ کا آئینہ
نگہ بد بین کی پھر کر کور کر دے چشم بد بین کو

فراق یار مین جب سامنے آیا تو آنکھون نے
نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو

کہان پیچ و خم گیسوئے مشکین زلف سنبل مین
تمہاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسرین کو
فراق یار مین سودائے آسائش نہین تمپر
نہ آئی نیند تو توڑونگا سر سے خشت بالین کو
گل رخسار اپنا تمنے جس شاعر کو دکھلایا
ہوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو
خیال آتا ہے دلکو جانکنی کی جبکہ مشکل کا
زبان سے گوش پڑھوا کر سنا کرتے ہین یٰسین کو
رسائی داربست تاک تک جنکی نہین ہوتی
وہ مفلس جانتے ہین خوشۂ انگور پروین کو
جمال یار سے روشن ہین آنکھین گھر منور ہے
نہین پھولا سماتا دل خوشی سے جان غمگین کو
فقیری کا ترے کوچہ کی جنکے سر کو سودا ہے
پر درن کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہین خشت بالین کو
جھکائے رکھیگی کب تک حیائے حسن وہ آنکھین
کوئی دن چشم پوشی طائر دل سے ہے شاہین کو
بشر کیا کر سکینگے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت یار سا اک لعبت چین کو
وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن
لپٹ جاتا تھا ہمسے دیکھکر تو شیر قالین کو

تمنا دولت دنیا کی اے آتش نہین رہی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہے مسکین کو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو
پہلے غمازی کو قصہ بیان کرنے دو
جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو
سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہوویگا
شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو
کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہان کم ظرفی
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو
سامنے آہی گیا لشکر اندوہ و ملال
ابتو سیدھے مری آنکھونکو نشان کرنے دو
آخر کار تہ خاک ہے مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو
مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا ڈر ہے
کاکل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو
رنگ اُڑجائیگا رخسارۂ نافرمان سے
باغ مین تم مری آہون کو دھوان کرنے دو
اُس کا افسانہ دکھاویگا مجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو
انتظار ملک الموت مین بیدار رہون مین کیا
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو
آج تک آہ کے کوڑون سے بدن نیلا ہے
آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنے دو

کمر یار کا مضمون نہیں بندھ سکنے کا
موتر سگافون کو رگ گل کا گماں کرنے دو
اہل اسلام ہوں غیبت نہیں شیوا میرا
میرے دشمن کو مرے عیب عیاں کرنے دو

پھوٹ بہنے دو آنکھیں یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھوں کو بیاں کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو
دل پر ہجوم غم ہو جبیں پر شکن نہ ہو
شادی نہیں قبول مجھے غم قبول ہے
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو
دیکھوں تو تا کجا نہیں ہوتا ہے رام تو
انسان ہے آخر اے بت وحشی ہرن نہ ہو
رو اس قدر کہ آبروے ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو
پہونچے نہ راستی میں ترے قد کو سرو قد
ہم پلہ نازکی میں گل یاسمن نہ ہو
وہ کم نصیب ہوں کہ میسر کبھی جسے
معشوق نوجوان و شراب کہن نہ ہو
آئینہ سے حجاب نہ ٹوٹے طبیب کا
شانہ سے صاف زلف شکن در شکن نہ ہو
شرمندہ پیش یار ہیں گلبرگ و آئینہ
ایسا لطیف و صاف کسی کا بدن نہ ہو
بیمار مدتوں سے ہے میرا دل حزیں
اس کا علاج بوسۂ سیب ذقن نہ ہو
بوسوں سے عارضوں ہی کے لب لطف اٹھائینگے
رخسار یار میں جو نہیں ہے دہن نہ ہو
ہستی میں یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے
وہ آدمی نہیں جسے حب الوطن نہ ہو
ہم تشنہ لب موے تو سزا چاہئے یہی
غیرت سے پانی پانی وہ چاہ ذقن نہ ہو
عاشق ہوئیں معاف ہوں میرے سوا تجھے
عریاں جو چاہے اس کو میسر کفن نہ ہو
یہ رعب حسن یار سے محفل ہے دم بخود
ڈھونڈھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہ ہو
کس گھر میں روشنی نہیں اندھیر ہے دلا
روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو
وہم و خیال سے بھی نہ ہاتھ آئے وہ کمر
حجت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو
عالم پسند صورت زیبائے یار ہے
یہ سکہ وہ نہیں ہے کہ جس کا چلن نہ ہو
کھلکر ہر ایک عضو سے یہ رسم چل بسی
اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو
سینگوں کو اپنے دیکھکے گو ہر نظر کرے
ہم چشم یار چشم سیہ سے ہرن نہ ہو

رنگینی سخن رہے گی روز حشر تک
اُڑ جائے چار دن مین یہ رنگ چمن نہو

آتش جو بوسہ لیلے تو اُس کا برا نہ مان
عاشق ہے اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

سامنے آنکھونکے پہر دن ہی بٹھایا یار کو
مال مارا ہمنے لوٹا دولت دیدار کو
غش سے آنکھین کھولکر دیکھے جو زلف یار کو
روز صحت کا شب تاریک ہو بیمار کو
آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو
دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو
چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم
اپنے گھر مین آیا مہمان توڑ کر دیوار کو
سلسلا اپنا رخ محبوب تک پہونچا دیا
زلف نے شیرازۂ مصحف کیا زنار کو
مشہد پروانہ مین اکثر جلائی ہمنے شمع
نام بلبل پر لٹایا بارہا گلزار کو
کسکے چار ابرو کے نظارہ نے دم بھڑکا دیا
درمیان پاتا ہون دل کو چار سو تلوار کو
پر زنے اُڑتا ہے دل صیاد ہر نالہ کیساتھ
باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو
ڈالتا ہے عاشقونپر آپ سے رغبت کی آنکھ
آنکھ دکھلاؤ تم اپنے روزن دیوار کو
درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا
تار قانون کر دیا نالون نے جسم زار کو
چار ہی دن مین نہ رکھا بلبل و گل کا نشان
کھا گئی صیاد و گلچین کی نظر گلزار کو
خواب مین بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہے باز
فتنۂ بیدار کہیئے دیدۂ بیدار کو
حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہین
شمع روشن کی تو پیوتا مرغ آتش خوار کو
دشمنونکو جان کے دل کی طرح رکھا عزیز
گرگ کو پالا بغل مین آستین مین مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بت پندار کو

دوست رکھتے ہین جوانمرد اہل جوہر یار کو
قتل کرنے سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو
صاف یون کرتا ہے شانہ موئے جعد یار کو
جنتری مین کھینچتے ہین جسطرح سے تار کو
کر دیا نوع دگر سرمہ نے چشم یار کو
نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو
خوشنویسی مین بھی کیا اُس طفل نے آتش ستم
خون سے بلبل کے لکھا قطعہ گلزار کو

ابروؤن سے وہ حسین کیونکر نہوین دلپذیر
خوبصورت ہمنے دیکھا راست خم تلوار کو

شمع کے شعلہ کو جب گلگیر نے منھ مین لیا
برنجا آنکھون نے دیکھا مرغ آتشخوار کو

سنگریزے کیا خدا اسکو نہ دیتا باغ مین
کبک نے رزاق سمجھا ہے کُہسار کو

جب سے دیکھا ہے گذرگاہِ نگاہ یار اُسے
نالۂ ناوک جانتا ہون روزن دیوار کو

پیچھے رکھنا میرے داغون پر لیے اے دوستو
آپ کر لکھ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو

پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا
خوب رویا سُن کے مین آواز موسیقار کو

دستِ قدرت نے بنایا حُسن کا مجکو گدا
آنکھونکے کاسہ دئے دریوزۂ دیدار کو

سبز خط سے حُسن نے گورے زنخدانمین کیے
چشمۂ کافور کی کائی کیا زنگار کو

یاد صحرا نے یہ زندان مین رولایا مجکو خون
گل سے رنگین کردیا زنجیر کے ہر خار کو

خون جگر ہوتا ہے یہ گفتار کیسی جان جان
پیستے ہو دل کو کیا کہتے ہین اس رفتار کو

دل کو بہلاتا ہے وہ ترک آتش اپنی تیغ سے
رقص بسمل کا دکھایا کرتی ہے وہ یار کو

کیا ہوا نادم دکھا کر آئینہ مین یار کو
تپ چڑھ آئی دیکھ اپنی نرگس بیمار کو

سمجھے ہم دیکھا جو قد و ابروے دلدار کو
راستی ہے تیر کو زیبندہ خم تلوار کو

چلکے دکھلا دے جو انداز خرام یار کو
ہنس کی گردن مین ڈالون ہو تو [illegible]

طاق ابرو مین یہ چشم یار سے ظاہر ہوا
بہر صحت لاتے ہین مسجد مین بھی بیمار کو

شربت عُناب آب تیغ زہر آلودہ ہے
سیب نار آتشین ہے عشق کے بیمار کو

وہ تنک مشرب ہین ہم خمخانۂ افلاک مین
نشۂ زر ہو ہمین گر شربت دینار کو

خاک سے روشن ضمیرونکی بنی ہے یہ مگر
سیر بیرون و درون ہے روزن دیوار کو

چہرۂ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار
بند آنکھون کو کیا کھولا در گلزار کو

جوش وحشت مین کیا مین نے گریبان چاک چاک
ہڈیان زخمون کی پہنائین گلے کے ہار کو

یار بن سمجھا گلونکو مین گنہگارونکی بھیڑ
سرو و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو

وقت آخر عشق پنہان یار پر ظاہر ہوا
نزع مین عیسی نے پہچانا مرے آزار کو

لب بلب فرہاد کو شیرین سے ہونا ہے محال
لعل قسمت مین نہین کاٹا کرے کہسار کو

حسن کے جلوہ سے روشن ہونگے آنکھونکے چراغ
کور مادر زاد دیکھین گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھون مین آتش گور تیرہ کا گڑھا
خاک اڑائی مینے جب سوئے مآل کار کو

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو
عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو

وہ منصف ہون اگر مینے کیا ختم کلام اللہ
ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو

خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشونکا
لڑا کر جام سے توڑا ہے بدستی مین مینا کو

حنا اے بحر خوبی تیرے دست و پا مین لازم ہے
نہین دیکھا ہے خالی پنجۂ مرجان نے دریا کو

شب و روز اس کو رقص شادمانی مین پاتا ہون
حصارِ عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو

دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوے جانان مین
ہوائے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو

کیا استاد کو شاگرد اُس طفل پریرو نے
پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق مُلّا کو

نہین جس کا کوئی اُس کا خدا ہے پوچھنے والا
اٹھاتے ہین ملائک آکے بے وارث کے موتا کو

مری میراث ہے خلد برین فرزند آدم ہون
سرہانے جانتا ہون اپنے مین زلفوے حوران کو

حوالت

شب تاریک مین آنکھون کو وہ دلبر نظر آیا
سیہ خیمہ مین مجھ مجنون نے دیکھا روئے لیلا کو

تراشا تجکو جس بُت ساز نے اے بت قیامت کی
بنایا شیشہ سے نازک مزاج سنگ خارا کو

دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین
غنیمت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سودا کو

چمن مین بارہ رو دین جو دریا مین تو اشکون نے
گلون کے کان کا جھمکا بنایا ہے ثریا کو

قریبون سے نہ رکھو امداد کی امید مشکل مین
نکالا ناخن پا نے کہان خارِ کف پا کو

وہ محبوب جہان ہے تو ہوا نے تیرے کوچے کی
چھوڑایا شیخ سے کعبہ کو راہب سے کلیسا کو

ید بیضا سا روشن یار کا رخسار ہے آتش
لب جان بخش رکھتے ہین دم پاک مسیحا کو

یا رب آغازِ محبت کا بخیر انجام ہو
شیشہ مین اُترے پری تسخیر جنون علم ہو

دل کو عشقِ آتشِ گل سے جلا مثل سپند
نالہ آ دل مین اے بلبل تجھے آرام ہو

دفن ہون دولت سرائے یار کی دہلیز مین
اُس صنم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو
مُرغِ دل کو کنجِ لب مین زلفِ پیچان لیگئی
اُسطرح سے جسطرح رہبر قفس کا دام ہو
اس قدر شوق قبائے تنگ چست اچھا نہین
جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو
کیسی کیسی راحتین پائی ہین کوچۂ یار مین
صبح جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو
مے سے تلوار اپنی بجھوائی ہے اُس سفاک نے
دیکھیے لبریز کس کس بیگنہ کا جام ہو
دست انصاف و ترازوئے خرد موجود ہے
وہ تُلے اُس چشم سے بیمغز جو بادام ہو
ابر دریا بار آپہونچا قریب میکدہ
ناخدائے کشتیٔ مے ساقیٔ گلفام ہو
ہے یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
ہو نہ جس سر کو تیرا سودا اُسے سرسام ہو
حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک تن ملوائے عشق
کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو
چال وہ چلتے ہو دل لیتے ہین جسپر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسی کا کام ہو
کچھ تکلف چاہیے دولت سرائے یار مین
نقرئی دیوار و در ہووین طلائی بام ہو

راز ہے سُن لو اسے تم سے کیے رکھتے ہین ہم
انجمن مین بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
تا صبح پیتے منہ نہ لگایا کباب کو
کھلجائے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
عاشق نگاہِ بد سے جو دیکھین نقاب کو
اُمیدوار ہین نگہِ لطف کے کھڑے
آنکھونکے سامنے سے ہٹا دو حجاب کو
ترکِ فراقِ یار ہے وہ ترکِ بدمذاق
کھا جائے بے نمک کے مجھے کباب کو
دندانِ یار کھلتے ہین ہنسنے مین بیشتر
بے آبرو کرین گے یہ دُرِ خوشاب کو
سنتے ہین روزِ حشر کو ہمسر ہوگا اسطرف
ذرے بھی دیکھ لین گے رُخِ آفتاب کو
کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذبِ عشق کا
غش سُن کے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو
اُس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے
رُخ یار کو ملا ہے نہ پشت آفتاب کو
قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
لکھا ہے مین نے خط مین نہ لکھنا جواب کو
ملکو رہین گے جوشِ محبت سے دلونے
ہوگا وہ مست جو کہ پیئے گا شراب کو

فرقت میں یار کے ہے بھرا بسکہ نمک
آنکھوں میں اپنی میں نے جو دیکھا ہے خواب کو
بیکر شراب فتنہ سے اُس نونہال نے
شمشیر آبدار کیا ہے شباب کو
بے گنتی بوسہ لیں گے رخِ دلپسند کے
عاشق ترے پڑھے نہیں علم حساب کو
رکھتے ہیں اہل مدرسہ بھی عشق یار سے
سمجھے ہوے ہیں ردئے کتابی کتاب کو
سودائے زلف یار کی سر میں ہوا نہ رکھ
اے دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو
اے شہسوار خانہ زین کا ہے تو چراغ
ہیں قدم سے تیرے شرف ہے رکاب کو
اُترے ہو تم جو غسل کو عالم ہے وجد کا
دریا اچھالتا ہے کلاہ حباب کو
نعمات بیحساب کو تیرے کمی نہیں
پایا طعام خوان میں کوزہ میں آب کو
آتش جو شوقِ کعبہ ہے دل سے کرو رجوع
دیکھو اُس آستانۂ عالی جناب کو

بیقراری میں مری یار اثر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤں تو در پیدا ہو
جوہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو
صُلبِ یعقوبؑ سے یوسفؑ سا پسر پیدا ہو
خوش جمالوں سے زمانہ نہیں رہتا خالی
مہر پنہاں ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو
ابر نیساں کے کرم سے دُرِ یکتا لاکھوں
گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو
شعرگوئی میں مری طبع کو دقت ہے پسند
خشک دل ہوں تو اک مصرع تر پیدا ہو
بے نمودوں کو بھی ہو شوق نموداری کا
ناف کیطرح وہ معدوم کمر پیدا ہو
مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
میں تو پوشیدہ رہا گردِ سفر پیدا ہو
ایک دم میں میں لٹا دوں ابھی نشہ میں اُسے
مجکو دولت سے اگر نشۂ زر پیدا ہو
باغ عالم میں ہوا چلتی ہے وہ وحشت خیز
صورت بید ہو مجنوں جو شجر پیدا ہو
عہد پیری میں طبیعت کو جوان ہم بھی کریں
خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو
حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے
ظلمت شام میں بھی نور سحر پیدا ہو
سیر اشعار گل اندام کریں اے آتش
فکر رنگین میں مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکرین مارکے مُردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

اُن کی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ اُن کے بھی پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنین
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائلِ بوسہ کو مُنھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوئین اور گڑھون مین رہگیر
ذقن و ناف سے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان اُنکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ سے ہے غریب اُس کو ڈراتے نہ چلو

گر مشقت ہے رہِ عشق نہ طے ہو دو گام
کوسون دریا جو پسینے کے بہاتے نہ چلو

منھ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کوئے معشوق مین لے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

اُن سے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکۂ ابر
چشم آتش کیطرح آنسو بہاتے نہ چلو

محبت سے بنا لیتے ہین اپنا دوست دشمن کو
جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو

بیان کچھ تو کرے آگے ہمارے حال گلشن کو
خدا نے دس زبانین ایک مُنھ مین دین ہین سوسن کو

دل بیتاب بسمل کیطرح سے رقص کرتا ہے
چھری سے ایک کمر کی ہوگئی ہے لاگ گردن کو

نقاب اُس آفتاب حسن کا اندھیر رکھتا ہے
رُخ روشن چھپا کر شب کیا ہے روز روشن کو

اُڑاتے دولت دنیا کو ہین ہم عشق بازی مین
طلائی رنگ پر صدقہ کیا کرتے ہین کندن کو

ملاحت کا تمھاری دور دور افسانہ پہونچا ہے
چمن سے باغبان نے کھود کر پھینکا ہے سمن کو

یہی سودا رہا شمشیر قاتل کی تمنا مین
پیا پانی بجھا یا لال کر کے جب کہ آہن کو

قبائے سرخ وہ اندام نازک دست رکھتا ہے
ملانا خاک مین عاشق کا ہے شغل انکے دامن کو

تجھے لوا کے کسی باغ اے محبوب لیجاتے
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس روئے سوسن کو

کوئی شمشیر جوہین جو نظر آئی ہے میلے مین
کیا ہے یاد ہمنے اپنے قاتل کے لڑکپن کو

نہایت زخم کے سینے مین کرتی ہے یہ بیدردی
کسی مژگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو نہ سوزن کو

تصور لالہ و گل کا رہا کرتا ہے آنکھون مین
قفس مین بھی سلام شوق کر لیتے ہین گلشن کو

سوار اُس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کہتا ہے
ہمارا خون حاضر ہے اگر رنگواؤ توسن کو

کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل مین
قیامت تک رہے گا زلزلہ سا میرے مدفن کو

قدم مردانگی کے ساتھ مارا دوست داری مین
کیا ہشیار غافل پا کے اکثر ہم نے دشمن کو

دگرگون رنگ رہتا ہے مرا شوق شہادت مین
گران ہے دوش کو گردن تمہاری سر ہے گردن کو

تبسم مین نظر آنا ترے دندان کا آفت ہے
چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرمن کو

حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہین ڈھونڈھتی ہین تیرے دیوانونکے روزن کو

پڑے ہو غش مین کیا مردے سے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اُس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کرکے دل بیقرار ہو
بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو

یا رب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادوئے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھتے وہ کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پر
گردن پر اُن کی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
یہ نشہ وہ نہین ہے کہ جس کو خمار ہو

اُلٹی ہوا زمانہ مین چلتی ہے چاہیے
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو

پنہان دہن جو ہے تو رہے کچھ غرض نہین
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

اے آفتاب حسن یہ حسرت ہے بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو

بلبل کو مول لیکے حوالہ کرون چمن
کوچہ مین یار کے جو مرا اختیار ہو

دست جنون سے زلف کے سودے مین چاک ہے
پیراہن حیات مرا تار تار ہو

کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

چنگاریان جھڑین عوض قطرہ ہاے آب
برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو

ورد زبان ہو نام ترا جس کو اے حبیب
حاصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہو

دھوکا جو تیرے آتش رخسار کا کھاے
سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو

اُس رشک گل کی چین جبین مین نہو کمی
شبنم کی طرح سے کوئی گریان ہزار ہو

گلگشت کا خیال جو آجاے آپ کو
تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو

سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو

بیزار زندگی سے ہون یہ شوق مرگ مین
ڈھونڈھون چراغ لیکے جو بیمار مار ہو

لازم نہین ہے وصل کی شب مین نہین بھلی
ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو

آتش ہو دل و دیدہ سخن چین اگر سنے
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہے انسانکو
لحد مین پاس رکھدیتے ہین دور افتادہ دندانکو

بلادیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیابان کو
کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خار مغیلان کو

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو
گریبان پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دامانکو

نہ اُٹھکر دربدر ہو کنج عزلت مین جو بیٹھا ہے
دہن سے چھوٹ کر بیقدر دیکھا ہمنے دندان کو

روا ہے عاشقون کی اپنے معشوقون کو دلداری
محبت سے محبت ہوتی ہے انسانسے انسانکو

مٹھائی کھائی تو شکر لب شیرین کیا پھرون
پیا پانی تو دی ہمنے دعا چاہ زنخدان کو

فراق دوست کا صدمہ نہو دشمن کے دلکو بھی
محبت ہو اُسے بھی جس سے الفت ہووے انسانکو

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھوڑی مین ڈالا ہے
کہا ہے توڑ تو لوگے نہ تم سیب زنخدان کو

ترا منھ دیکھ کر پڑھتا ہون سورہ قل ہو اللہ کا
مسلمان ہون بجا لاتا ہون مین تعظیم قرآن کو

ہر ایک حلقہ مین ہو سو سو دل عاشق کی گنجائش
خدا جمعیت خاطر دے اُس زلفِ پریشان کو
نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی
سکندر تشنہ رہ جائے پیئے خضر آبِ حیوان کو
تری درگاہ کے ذرون سے بھی جب سامنا ہوتا
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہرِ تابان کو
دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفون مین
دکھایا خانۂ زنجیر مین مجنون سے مہمان کو
نگاہونکا اُن آنکھونکے سبب سے ترچھا پن وہی تک کا
وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہے مژگانکو
فغان کرتا ہون جب ندام مین رعشہ سا ہوتا ہے
دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخارِ دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرین گے جمع معنی فہم اجزا سے پریشانکو
شکنجے مین بہت کھینچین گے صحاف اپنے دیوانکو
فقیری سلطنت ہے خاکسارِ کوے جانان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
مذاق اُسکو ہے جو چوسے لب شیرین جانانکو
دماغ اُسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو
خمِ ابروے قاتل پھر گیا ہے اپنی آنکھون مین
لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغ عریان کو
تمہارے چہرۂ پُرنور کے بے داغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھون سے گرایا ماہ تابان کو
ہوا ہے یار جو سیر چمن مین ساتھ ساتھ اپنے
کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روے خندانکو
غم اُلفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمانکو
انھین سے جوہری فریاد کرنے اُنکی آتے ہین
ہیرے پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندانکو
محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو
جنون کے جوش مین کرتا ہون کار سیل مین مجنون
نکل جاتا ہون صحرا کو توڑ کر دیوار زندان کو
کئے ہین کافر و دیندار اُن زلفون نے سودائی
ہوے ہین جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو
کبھی دل کھول کر رویا جو ہون شوق شہادت مین
کیا ہے ملتِ بسمل خونِ دل سے چشم گریان کو
جنون کے جوش مین ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہے
حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریبان کو
شب وصلت مین بوسے لیکے اُس روے کتابی کے
جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو
خیال آتا ہے صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین
بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے
مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو
منور کر جمال و حسن کے نظارہ سے آنکھین
الٰہی بھیجدے گھر مین مرے یوسف سے مہماں کو
ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو
تمھارا حسن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر
شفا بیمار پائین سونگھکر سیب زنخدان کو

رہے اقبال سیم و زر رہے عز و شرف آتش
تمام آرائشون مین سے چُنا اُس رخ نے افشان کو

ہنسنا ہی جو تجھے آیا نہ تو رونا مرے دل کو
میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دلکو
اکسیر سے بہتر ہے درِ یار کی مٹی
منظور نہ چاندی ہے نہ سونا مرے دلکو
تا صبح تجھے یاد کیا مجکو جگا کر
بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دلکو
بیوجہ رلانا نہین دکھلا کے رخ یار
آنکھونکو ہے ساتھ اپنے ڈبونا مرے دلکو
بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکلجائے
رکھتا ہے بہت تنگ یہ کونا مرے دلکو
یوسف سے حسین ہوئے کوئی طفل تو جانون
کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دلکو
بازیچہ ہستی مین وہ مجنون پری ہون
اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دلکو
پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لالہ
داغ اوڑھنا ہے داغ بچھونا مرے دلکو
نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
رسوائی ہے اُس دکھڑے کا رونا مرے دلکو
نظارہ کیا لیکن وہ یہ دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھونکا رونا مرے دلکو
کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہے آتا
بالے مین ترا پھول پرونا مرے دل کو
خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہے
اچھا نہین اس تخم کا بونا مرے دل کو
انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا
مومن ہون مین کافر نہین ہونا مرے دلکو
تر گریہ شادی سے رہونگا مین شب وصل
بے فصل کے منہ مین ہے بھگونا مرے دلکو
گل سے جو شجر قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے
یاد آتا ہے منہ کا ترے دھونا مرے دلکو

کچھ خاک اُڑا لے سے نہین ملنے کا آتش
بیکار یہ مٹی کا ہے ڈھونا مرے دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نو بہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر مین سے یہ آواز آتی ہے
مسیحا ہو جو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر پڑے جاتے ہین صاحب کے
ستم رفتار مین کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملین وہ راہ مین ناگہ تو کہتا ہون جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے پھر پھیر کر دیکھتے جاؤ

کوئی اُن سے کہے مُنہ پھیر کر جو قتل کرتے ہو
تڑپتا ہے تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا شائق ہے تحت فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی بل جاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہے مژگان کو
دکھاتے ہو ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اکدن الٹ کر تم نے یہ مُنہ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے منہ آتش جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

ہے نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ
چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے ازبسکہ کیا عرصہ تنگ
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

بیش تر سب سے کیا طالع بد نے بیدار
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ

تنگ دستی نے زمانہ مین یہ پایا ہے رواج
یوسف اس عہد مین تکتا ہے خریدار کی راہ

نہین مجھ سا کوئی دنیا مین سکندر طالع
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُن کو جو مسیحا عاشق
تار سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہے
کج ادائی سے ہے اُلٹی ترے رخسار کی راہ

زلف مشکین کے جو سودے مین ہے دل گم ہوتا
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے تاتار کی راہ

حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ

کھینچی ہے تو لگا نہین تامل نہ کرو
کھوٹی ہوتی ہے میان آپ کی تلوار کی راہ

عید ہوگی رمضان جائیگا اے بادہ کشو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہے دو یار کی راہ

دیکھا ہے سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ
یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین
دیوانگی ہو جاتے ہین ادبر کے تلے ہاتھ

دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب
دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ

گرمی نہ ہماری سی ہوئی آتش گل سے
گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ

یاد آتا ہے وہ قد کشیدہ جو چمن مین
ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ

تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی
بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ

عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین
مژگان جو چھوئین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ

مستی مین طلب گار تو ساقی سے ہے مے کا
کاٹون گا مین کانپنے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ

صحرا پہ چلو چاک گریبان کرو آتش
لنگر مین نہ ہو پانون نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو نکرا سے بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ

میل تزئین جو تری نرگس فتان کو ہوا
طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا
دل کافر سے ہے چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیا اس کا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس
سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانۂ گیسو نہ تو دستار کا گل
بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا اُدھر آنکھوں سے اُدھر غائب تھا
اسپ مشکین ہے ترا آہوئے چالاک سیاہ

کون سے باغ مین لاتی ہے مجھے شامت بخت
گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے بچے دیکھے تو اے عالم نور
کوئلے سے ہو سوا روئے ہوسناک سیاہ

کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے لوئن
کوسون تک ہو گئے جل کر خس و خاشاک سیاہ

سُرخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ
دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ

بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمین
بکتے ہین کوڑیون کے مول خریدار کے ہاتھ

نیم جان دل ہے طلبگار سلوک شمشیر
آبرو اپنی ہے اب ابروئے خمدار کے ہاتھ

حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہمنے
جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ

پاؤن کو اُنکے چھوا مین نے تو ہنسکر بولے
کاٹے جاتے ہین تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ

نہین بیوجہ یہ ابرو سے اشارے اُن کے
عشقبازونکو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ

زر سا محبوب ستمگار نہین اُس کے لئے
بیچئے سر کو جو امرد ہین سردار کے ہاتھ

روئے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ
قدر اُس شے کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ

توڑ لے اے شجر حسن لبون کے عناب
ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ

کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا
پاؤن کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ

وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا
قتل کر ہاتھ پڑا اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ

نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئینہ
نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ

جب نہ تب دیکھتا ہے اُس قاتل کے ستمگر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئینہ

چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپانا قہر ہے
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤن کیونکر آئینہ

چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت نگاہ
ہم تو دیکھین لیکے یوسف کے برابر آئینہ
دیکھکر حال زبونون کو میرے حیران رہگیا
یار کے دل سے بھی تھا ہر چند بہتر آئینہ
ہوکے اُس شمشیر ابرو کے مقابل بچ چکا
ایسا کیا پہنے ہوے ہے خود و بکتر آئینہ
آنکھ بھر کر ایک دن دیکھا نہ روئے صاف یار
مین وہ مفلس ہون نہین جسکو میسر آئینہ
مورد حسرت کوئی مجسا نہین حیران ہون
مجھسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئینہ
روبروے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند
کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئینہ
اب زمین پر پانون بھی رکھکر نہین چلتا ہے یار
کرچکا آراستہ اُس کو مقرر آئینہ
یہ نہین بیوجہ اسے قمری اکڑنا سرو کا
آب جو اُس کو دکھاتی ہے مقرر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ
کیا کہئے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے
ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ
کملی مری پشمینہ سے رکھتی ہے مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہے یہ قاقم سے زیادہ
سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین
ان چشمون مین بھی جوش ہے قلزم سے زیادہ
فنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہے سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ
اندھیر سے دل لیتے ہین سرمہ کیطرح سے
آنکھین نہ لڑایا کرو مردم سے زیادہ
میخانۂ الفت مین نہین جائے تنک ظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ
منظور نظر ہے دل بلبل کا دُکھانا
شوق اندلون اُس گل کو ہے گلدم سے زیادہ
صوفی جو سُنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنی کے ترنم سے زیادہ
ٹھوکر ہے تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہے قم سے زیادہ
آئینہ مین دیکھا ہے جو منھ چاند سا اپنا
خود گم ہے وہ بت عاشق خود گم سے زیادہ
قائل ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی
اجلس جو وہ دلارام کہے قم سے زیادہ
دشمن ہین مرے خرد و کلان عشق مین آتش
موذی ہوئے ہین افعی و کژدم سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہے میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلا دینگے وہ لب دانت دکھا کر
شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ

کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

مرد آلودہ نہ ہون دنیائے بازیگر کیساتھ
کب وفاداری زنِ فحبہ نے کی شوہر کیساتھ

منزلِ مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ
گردِ رہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کیساتھ

چل سکینگے کبک کیا اُس فتنۂ محشر کے ساتھ
کو مثلِ کاہ اُڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کیساتھ

حلقۂ دیوانگان ہے اُس پری پیکر کیساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کیساتھ

دیکھتا ہون حُسن کے عالم کو مین زیور کیساتھ
مجکو بھاتی ہے بناگوشِ صنم گوہر کیساتھ

سیکشِ عاشق مزاج اے ساقی دہر ہو نہین
بوسۂ لب کی اگر نک بھی دے مجھے ساغر کیساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھین
حشر اُن لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کیساتھ

پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرتِ پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کیساتھ

جوہر اُس کے اِکدن اے سفاک اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کیساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حُسنِ شباب
آتشِ افروختہ یکسان ہے خشک و تر کیساتھ

اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کیساتھ

جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھکو کل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کیساتھ

یہ اشارہ جنبشِ مژگان سے اُس گلرو کی ہے
دم نکلجاتا ہے سودائی کا اس نشتر کیساتھ

قدرِ دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہئیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حُسن کا شیدا ہو
صندل اس بت خانہ مین ملتا ہے دردِ سر کیساتھ

جب رولاتا ہے تصور تیرے دانتون کا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کیساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مرا مر کیساتھ

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ
رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہ گذر بحر یار مین
رہتا ہے میرے اشکون سے تیراک پار ہاتھ

دامن چھڑا کے جیب سے گیا ہے وہ بیوفا
دانتونسے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

دو کو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا
دیتا جو اے صنم مجھے اللہ چار ہاتھ

دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر
رازِ جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ

دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے
کپڑونکے پھاڑنے کے ہین امیدوار ہاتھ

رخسارۂ صنم سے الٹ کر نقاب کو
دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ

چپی شب وصال سحر تک کیا کئے
پائے حبیب کے رہے خدمتگذار ہاتھ

صید افگنی کا لطف دکھاتا ہے دام فکر
مضمون کو جانتے ہین ہم آیا شکار ہاتھ

چھلّے جڑاؤ رکھتے ہین وہ پور پور مین
دکھلا رہے ہین ہمکو جواہر نگار ہاتھ

کہتا ہون دست قاتل بیرحم چوم کر
وقت عطائے رحمت پروردگار ہاتھ

نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہے بیحساب
خالی نکر سکین جسے ہژدہ ہزار ہاتھ

کھجلائی پیٹھ اسکی تو بولا وہ گلبدن
ہو جائے خشک ہوکے ترا پشت خار ہاتھ

کیفیت حیات ہے پیری مین میہمان
لبریز جام روح ہے تن رعشہ دار ہاتھ

زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
گردنسے اور پانؤنسے ہے شرمسار ہاتھ

منہ ہی لگا کے قتل جو مجکو نہین کیا
غیرت کے مارے ملتا ہے حسرت سے یار ہاتھ

چاہے جو ہمنشینی کے حق کو ادا کرے
آتش ہو بار توڑکے گلچین کا خار ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

خدا یاد آگیا مجکو بتون کی بے نیازی سے
ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے

رسائی مصر تک اس کی تو اسکی عرش تک حد ہے
مہ کنعان کو کیا نسبت ہے خورشید حجازی سے

طرحداری کریگی عاشقو تنگ جامہ سے باہر
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے

برنگ سبزہ روندتا ہون رہ محبوب گلرو مین
یہ پامالی ہے بہتر دو جہان کی سرفرازی سے

صفائے قلب سے زیر نگین ہین بحر و بر دونون
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائو نسے اے بت تیرے کوچہ کو بھرا رکھے
نہ دکھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے

بُھلایا اسم اعظم کو فسونِ حُسنِ لولی نے
فرشتون کی حقیقت کھل گئی عشق مجازی سے

پناہ اے پُر فریبو قہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہے حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزارون کشتیِ تن پار اُترے گھاٹ سے اُسکے
رہے دریائے خون جاری تری تیغ حجازی سے

تنِ محرور کا سیرے پڑے اُس پر جو پرچھانوان
یقین ہے موم شرما جائے آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کانِ ملاحت کے تصور مین
مزا لوٹا ہے آنکھون نے مری نظّارہ بازی سے

شب آدینہ بھی آتا نہین گورِ غریبان پر
ہنوز آگہ نہین وہ شمعِ مسکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم مین آگے ترکی سے رہا سرپٹ مین تازیسے

گیسوِ مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوارِ چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرّانے لگے

نیلے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشقِ خرامِ یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو لے شعلہ رو اک شب اُلٹ منہ سے نقاب
گردِ شمعون کے بہت رہتے ہین پروانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ لے طاؤس کافر کو تو چلانے لگے

گاہ مسّی کی دھڑی ہے گہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

نام جس نے عشق کا روئے کتابی سے لیا
اُس کو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تونے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مُردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلفِ یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشقِ جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آسکے گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

صبر ہر چند ہو سینہ کیلئے سل بھاری
نہ سبک ہو نہ ہو جو سمجھے اُسے غافل بھاری

بوسۂ خال کے سودے مین بکا ہون یہ زار
تو لیے مجھ سے ترازو مین تو ہون تل بھاری

بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا
یاالٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری

حاملِ جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا
کوہ ناقہ ہو تو اٹھے پر ہے یہ محمل بھاری

نہ پھرا در بدر اے دیدۂ معشوق طلب
دست ہمت کو ہے اب کاسۂ سائل بھاری

صورتین سدِّ رہِ معنی ہین باز آان سے
پھیر کھا کھا کے نہ کر پاؤن سے منزل بھاری

اُسکے بھی کوچۂ جلاد سے الفت مجکو
ہوگیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری

فوق مجنون سے رہی عشق و جنون مین مجکو
اُسکی زنجیرونسے ہون میری سلاسل بھاری

زور کر توڑ کے جان دل کو اٹھا دینا ہے
یہ وہ پتھر ہے نہین جس سے کوئی سل بھاری

نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان لے دل
نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری

خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رو نے مرے الٹا سر محفل جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہے مجھے منزل بھاری

بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے
زندگانی مین نہ ہو مردہ سے غافل بھاری

مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اُٹھواتا ہے
گردن یار مین شاید ہے حمائل بھاری

ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہوگیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش اِن سے نہین نظارہ کا لیکا چھٹتا
میری آنکھون کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو مضمون غم ہے
صفحہ ہر اک مرے دیوانکا صفِ ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ مرا
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے

دل مین آتا ہے کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر اک ورق برہم ہے
کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اُن کو
صفِ مژگان ہے تلے زلف سیہ برہم ہے
دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
نہ سمجھتے تھے ہم اُس کو کہ نمک بھی سم ہے
کیا کہون مین کمرِ یار ہے کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے
زندگانی سے جو تنگ آ کے ہے دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہے
کھینچ لاتا ہے جو جل جاتی ہے جذب دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جب تک دم ہے
زلف و رخ کو ہین حیا سے وہ چھپائے رکھتے
شانۂ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہے
بام پر جب سے ہے اک رشک پری کو دیکھا
روح دیوانۂ سیرِ فلکِ اعظم ہے
وعدۂ شربتِ دیدار ہے بیمارون سے
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہے
دردمندانِ محبت کا ہے تو تسکین بخش
زخمِ فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہے
دلِ عاشق کو نگینہ کے عوض جڑوا دُ
دستِ معشوق کو زیبا ہے تو یہ خاتم ہے
کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا
شوقِ گلزار مین آنسو نہین ہے شبنم ہے
عاشقون سے یہ اشارہ ہے تری مژگان کا
اس صفِ جنگ مین جو جیت رہا رستم ہے

وصلت حور کی حسرت نہ رہیگی آتش
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری
یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آ کے گردن مین
سُنا ہے جا ہے قریبِ رگِ گلو تیری
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری
پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری
میری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتے بھی تجھے کہتے ہین بشر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہے خو تیری

یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت
قویٰ ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب شرم و حیا و حجاب کھووے گی
دکھائے گا ہمین کیفیتین سبو تیری

رہا نہ شبہ ہمین ہو اُس کے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ ناف نے کھولا کہ ہے ہو تیری

ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک
حنا بھولائے گا شوخی مرا لہو تیری

شبِ فراق مین اے روز وصل تا دمِ صبح
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

جو ابر گریہ زنان ہے تو برق خندان زنان
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہے
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہِ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

چمن مین صبح کو جا کر نہ منھ دکھانا تھا
برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری

زمانہ مین کوئی سمجھا نہین ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ مین **آتش** آبرو تیری

کوچۂ دلبر مین مین بلبل چمن مین مست ہے
ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہے

نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہے
مردِ مفلس حالتِ رنج و محن مین مست ہے

دور گردون ہے خداوندا کہ یہ دور شراب
دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہے

آج تک دیکھا نہین یان آنکھون نے روزِ خمار
کون سمجھا گنبدِ چرخِ کہن مین مست ہے

گردشِ چشمِ غزالان گردشِ ساغر ہے یان
خوش رہین اہلِ وطن دیوانہ بن مین مست ہے

ہے جو حیران صفائے رُخ حلب مین آئینہ
بوئے زلفِ یار سے آہوئے ختن مین مست ہے

غافل و ہشیار ہین اُس چشمِ میگون سے خراب
زندہ زیرِ پیرہن مردہ کفن مین مست ہے

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہے

وحشتِ مجنون و **آتش** مین ہے بس اتنا ہی فرق
کوئی بن مین مست ہے کوئی وطن مین مست ہے

شوق وصلت مین ہے شغلِ اشک افشانی مجھے
ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے

یاد مین آئینہ رُخ کے ہے حیرانی مجھے
زلف کے سودے مین رہتی ہے پریشانی مجھے
فی الحقیقت تو ہے اے دلبر سزاوار سجود
کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے
تنگ کرتا ہے گریبان کٹنے لگتا ہے گلا
موسم گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے
ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلئے
اک پری نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے
ایک حرف اُس کی عبارت کا پڑھا جاتا نہین
لکھدیا کس خط مین ہے یہ خط پیشانی مجھے
چشمہاے چشم مین گریہ سے ہے دریا کا جوش
غوطے کھلواتا ہے سیل اشک کا پانی مجھے
خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے
ایسی اے آنکھون دکھاؤ صبح نورانی مجھے
ذبح ہی کرتے گلے لگنے جو دیتی تھی نہ شرم
عید قربان تھی سمجھتے آپ قربانی مجھے
عشق میرا مہربان ہے حسن بندہ یار کا
آئینہ سا رُخ ملا ہے اُنکو حیرانی مجھے
بوسہ لیتا ہون دہان ناپدید یار کے
آشکارا ہو گیا ہے گنج پنہانی مجھے
کونسے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین
یار کے کوچہ مین زیبا ہے غزلخوانی مجھے
ساقیان ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم
میکدہ مین عالم مستی ہے سلطانی مجھے
خشک رہتا ہے بہت شوق شہادت سے گلا
ہو سکے تو ہمدمون خنجر کا دو پانی مجھے
خاک مین ملوا رہا سودائے زلف یار ہے
مثل گرد راہ رہتی ہے پریشانی مجھے
اے خیال یار کرتا ہون ریاضت سے صفا
خانۂ دل مین ہے کرنی تیری مہمانی مجھے
حسن کے جلوہ سے اُس رخ کا شیدا ہوا
کافری زلفون کو زیبا ہے مسلمانی مجھے
شہر خوبان مین نہین **آتش** مروت کا رواج
تشنہ لب مر جاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

عشق اُسکا جان کھوتا ہے برناؤ پیر کی
اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی
بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی
صحرا سے لیچلا ہے ہمین شہر کیطرف
گم ہو گئی ہے عقل جنون سے مشیر کی
بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجئے
مولے مرے سوال ہے صورت فقیر کی
پیدا کرے گا یوسف گم گشتہ جذب عشق
تاثیر ایکدن بھی ہے دعائے امیر کی

غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی

زنجیر ہو گئین ہین بدن کو مری رگین
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل
زنجیر مین ہماری صدا ہے فقیر کی

اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی

خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
رنگ اس مین ہے گلال کا بو ہے عبیر کی

دم بند اُسکا زمزمون نے میرے کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا
سودے مین جس کے بکتی ہے گدڑی فقیر کی

دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
اُس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی

چھیڑا ہے مینے جا کے برہمن کو دیر مین
لی ہے قسم بتون سے خدائے کبیر کی

جس تودے مین شریک ہوئی اپنی خاک آہ
حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی

جیسا کہ شادمان ہون مین روز دمالین
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عید غدیر کی

اُس طفل شوخ کا جو لیا ہے زبان نے نام
بو آتی ہے ہمارے دہن مین سے شیر کی

آئے نکلے تھے کدھر سے کہان یان سے جائینگے
اوّل کی نہ کچھ خبر ہے نہ ہمکو اخیر کی

تیری زیادتی مین نہ ہوگی کبھی کمی
اے عشق خیر چاہیے حسن شریر کی

اُس ماہِ چاردہ کو ہے حاصل کمال حسن
رخ مین صفا ہے سینۂ روشن ضمیر کی

تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
طفلی مین تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی

دیکھے اگر مرا دلِ سودازدہ وہ زلف
ہر مو سے ہو بلند صدا دار و گیر کی

اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان
کودک مزاجی مجکو خوش آتی ہے پیر کی

سودائے راہِ یار کا اللہ رے اثر
جادہ بنی جو ہم نے زمین پر لکیر کی

اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہے نے سنا
آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی

کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے
کٹتی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے

بیمار عشق مرتے ہین اس اشتیاق مین
پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے

رغبت کی آنکھ ڈالیئے ذرّون کی طرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے

دل کو بغل مین مار کے لے تو چلین بیچ کر
کہتی ہے کیا نگاہِ خریدار دیکھیے

بے موت روز مرتے ہین عاشق مگر نہین
اے شاہِ حسن پرچۂ اخبار دیکھیے

جاتے ہین کوئے یار سے ہم ایسے ہوکے تنگ
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے

آہستہ پانوٗن رکھیئے قیامت نہ کیجیے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیے

طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے

بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولتِ دیدار دیکھیے

جن جن کے قتل کیجئے انصاف شرط ہے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی ہمین کہتے ہین مہربان
حال اُس کا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبشِ ابروئے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین سے چلئے سرائے حبیب مین
حسرت سے تا کجا پسِ دیوار دیکھیے

سودے مین ابروون کے ہون وہ ماہ ڈھونڈھتا
جس مین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجئے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری
جس کو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک
مو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری

جس کے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
دیکھی اے روحِ روان ہمنے روانی تیری

شیشۂ مے سے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہے یہ پنبہ دہانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہون اے عفو کریم
آس رکھتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہے اے گنجِ نہانی تیری

عین احسان ہے مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہے زبان فکر جہان
نیند آتی ہے کسے سُن کے کہانی تیری

ثل گل ہنسکے کسی روز تو دل کو خوش کر
خون رلاتی ہے ہمین غنچہ دہانی تیری

تازہ انداز و ادا مین ہے ترقی دہ چند
فتنہ طفلی تھی قیامت ہے جوانی تیری

کون سے غلّہ کا دانہ ہے تو اے دانۂ خال
ہمنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری

گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری

جان کی طرح سے رکھتا ہے عزیز اسے گلرو
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

مصرع تیغ ہے ہر مصرع موزون **آتش**
دیکھ لی یار مری سیف زبانی تیری

مہندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب دست کھائے
چوٹی کے فتح پیچ سے سنبل شکست کھائے

لبریز کر پیالہ کو ساقی اس ابر مین
افیون نہ تنگ ہو کے کوئی مے پرست کھائے

شیر و پلنگ و گرگ سے باہر نہین ہین
جو چاہے ران کھائے جو چاہے سو دست کھائے

دل کو برشتگی سے ہو حاصل شگفتگی
دھوکا کباب مرغ کا وہ چشم مست کھائے

ظالم کو کجی سے نہین بجز جہان مین نفع
ممکن نہین کباب جو مچھلی کا شست کھائے

پھر خوشے اترین پھر کھنچے انگور کی شراب
پھر شاخ تاک پیچ سر دار بست کھائے

طے کر چکون کہین مین نشیب و فراز دہر
تا چند ٹھوکرین یہ بلند اور پست کھائے

اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو
چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے

دھوکا نہ دے مجھے تری شوخی کی چال کا
بل تو کمر نہ چیتے کی ہنگام جست کھائے

برخاست ہو ہماری جو جب بیٹھتے ہین آپ
غم کون دیکھکر یہ تمھاری نشست کھائے

جڑ سے اکھیڑ کر مین جلاؤن تمام تاک
میرے چمن مین دھوپ اگر دار بست کھائے

اس لالہ رو کے حسن کا جیسے ہوا ہے عشق
کھاتا ہون داغ یون مین گزک جیسے مست کھائے

کہنا ملے وہ چھوٹے نہ اے ساقی ازل
لغزش نہ پائے **آتش** مست الست کھائے

پیمبر مین نہین عاشق ہون جانی
رہے موسیٰ ہی سے یہ لن ترانی

سلیمان ہم ہین اے محبوب جانی
سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی

کھلا سودے میں اُن زلفوں کے مر کر پریشان خواب تھی یہ زندگانی
یہ کیوں آتا ہے اُن سے قد کشی کو گھڑی جاتی ہے سرو بوستانی
وہی دے گا کباب نرگسی بھی جو دیتا ہے شراب ارغوانی
رنگا ہے عشق نے کس درد سر سے ہمارا جامۂ تن زعفرانی
مسافر کی طرح رہ خانہ بردوش نہیں جائے اقامت دار فانی
ترے کوچہ کے مشتاق نکلے آگے جہنم سے ہے بہشت آسمانی
وہ میکش ہوں دیا ہے قابلہ نے مجھے غسل شراب ارغوانی
یقین ہے دیدۂ باریک بین کو کرے عینک طلب یہ ناتوانی
وہ خط ہے یادگار حسن رفتہ وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی
نکلتی منہ سے قاصد کے نہیں بات مگر لایا ہے پیغام زبانی
یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ صبا کی چاہتا ہوں مہربانی
لئے ہیں بوسۂ رخسارۂ صاف پیا ہے ہمنے آئینہ کا پانی
سفیدی مو کی ہو کافور ہر چند کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی
نہ خوش ہو فربہی تن سے غافل سبک کرتی ہے مردے کو گرانی
سوئے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ کفن سمجھے قبائے زندگانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشین کی لن ترانی

دورہ

وہ افسون ہے ہماری شعر خوانی جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی
مبارک ابر کو دریا کا پانی ہمین دُردِ شراب ارغوانی
لہو سے اپنے لکھوں گر خط شوق قلم بھولے سیاہی کی روانی
دلِ عالم ہو عشق حسن سے داغ رہے ہر فرد پر تیری نشانی
فراق یار کو دل نوش جان ہو یہ یوسف گرگ کی ہے مہمانی
وہ ترک آیا لگا اے آتش گل کبابِ طائرانِ بوستانی

کرین گے یار کو عریان شب وصل
عیان ہو جائے گا رازِ نہانی
ہوا کوئی نہ حالِ دل سے آگاہ
رہی مشتاقِ گوش اپنی کہانی
بہین گے مثلِ دریا دیدۂ تر
پیئین گے ابر ان چشمون کا پانی
اُڑا دے گی صبا مثلِ پرِ کاہ
سلامت ہے جو اپنی ناتوانی
ہماری قبر پر وہ شمع رو آئے
رہے روشن چراغِ مہربانی
رولاتا ہے وصالِ یار کا شوق
فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی
خدا کے حکم سے ہے قوتِ نطق
کلام اپنا ہے ہاتف کی زبانی
کہون ہرجائی تو بولے وہ کافر
نہین مومن کو لازم بدگمانی
بڑھی ایڑی سے چوٹی اُس پری کی
زمین پکڑے بلائے آسمانی
نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
گہر کانے تلونکی ہے گرانی
نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے
خدا کے واسطے ہے غیب دانی
رولاتی ہے مثالِ ابر پیری
دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مرا دیوان ہے اے آتش خزانہ
ہر اک بیت اس مین ہے گنج معانی

صدمہ ہے دوش پر سرِ گردنکے بوجھ سے
ہر ایک تخم بھاری ہے سوسن کے بوجھ سے
ہوش و خرد ہے باعثِ تکلیف آدمی
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان
آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے
سار مغز کبھی نہ ہوا بار دوش یان
سمجھا مین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے
سختی بخت و عشقِ بتان دونون قہر ہین
کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے
رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین
واقف نہین مین شیخ و برہمن کے بوجھ سے
غماز اپنا ذکر نہ لا دے حضورِ دوست
گردن جھکے نہ منتِ دشمن کے بوجھ سے
عاشق ملالِ خاطرِ اہلِ جہان نہون
خم ہو نہ شاخ بلبلِ گلشن کے بوجھ سے
آتش یہ سارے رنج ہین اس زندگی کیساتھ
مُردے کو کیا خبر گلِ مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو جو کچھ کہ چاہین لائین بن مین آبلے
پائے بوسی کر رتے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتا ہے گلچین میرے ساتھ
ڈھونڈھتے آئے ہین کانٹونکو چمن مین آبلے

کون سرگردان نہین ہے جستجوئے یار مین
پڑ گئے ہین پائے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہے طلب راحت کی یان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پاؤن کے چھالے تو ندر خار صحرا کر چلے
پھوڑئیے اب جلکے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان مین نہین
کیا شریک حال ہووین گے کفن مین آبلے

اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے برخلاف
کیا عجب بوئے حنا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانہ مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہین پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش پھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پائے کوہکن مین آبلے

رہ گیا چاک سے وحشت مین گریبان خالی
لیجئے خار سے ہم گوشۂ دامان خالی

ایک بوسہ دہن یار سے حاصل نہ ہوا
اپنی تقدیر کا تھا چشمۂ حیوان خالی

وقت فرصت کو غنیمت سمجھ آتا ہے تو آ
اے اجل عالم تنہائی ہے میدان خالی

کوچۂ یار مین مشتاق رخ و قد آئے
ہوگئے بلبل و قمری سے گلستان خالی

دل عاشق سے اشارہ سے ہے یہ اُن ترکانکا
قلعہ کر لیتے ہین یہ دستۂ ترکان خالی

چشم پروانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن
جا تری دل مین ہے اے شمع شبستان خالی

مرغ دل سینہ کو کھوئے ہین نشانے کیطرح
ترک چشم اُن کے کرین ترکش مژگان خالی

باغ عالم مین نہین کوئی کسی کی سنتا
نہ دماغ اپنا کرا اے مرغ خوش الحان خالی

قید مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے
ہو نہ دیوانہ تو ہے عقل سے انسان خالی

عہد پیری مین کہان اب وہ جوانی کے رفیق
صاف پہلوئے زبان کر گئے دندان خالی

تیری یاد رکھے فقیرون کے لئے اے محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہین سلطان خالی

خال مشکین سے شکار اہل قلم کو کیجئے
گل چلے تیر سے کرتے ہیں نیستان خالی
بت کافر نہیں ہوتے جو ہم آغوش نہ ہوں
بغل گور میں ہے جائے مسلمان خالی
ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگاروں کو
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دل بے کینہ کدورت نہیں رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بند نقاب عارض دلدار توڑیے
باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے
وہ درد دوست ہیں جو خدا ہمکو زخم دے
سو بار ٹانکے کھائیے سو بار توڑیے
دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے
بت کو سلام کیجے زنار توڑیے
بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے بال مرغ گرفتار توڑیے
مرغ ترانہ سنج ہوں اس بوستان کا میں
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑیے
اپنا کچھ اختیار شفا میں نہیں طبیب
کیا بس ہے نہ خاطر بیمار توڑیے
فتراک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
ٹوٹیں ہزار دل اگر اک تار توڑیے
گردن ہی اپنی دوش پہ اپنے وبال ہے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑیے
عاشق کی بیقراری سے اے بت پناہ مانگ
ٹکرائیے جو سر کو تو کہسار توڑیے
بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے
انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے
شیشہ شراب کا بھی نہ زنہار توڑیے
یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھوں کو اشتیاق
بند نقاب کو سر بازار توڑیے
سودائے دل نہ کیجیے گو لاکھ سر کا ہو
جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے

نامرد آسمان سے گوارا ہے کسکو جنگ
آتش سپر کو چیریے تلوار توڑیے

حسرت جلوۂ دیدار لئے پھرتی ہے
پیش روزن پس دیوار لئے پھرتی ہے
اس مشقت سے اسے خاک نہ ہوگا حاصل
جان عبث جسم کی بیکار لئے پھرتی ہے
دیکھنے دیتی نہیں اسکو مجھے بیہوشی
ساتھ کیا اپنے یہ دیوار لئے پھرتی ہے

کسی فاسق کے تو منہ کو نکرے گی کالا ز
کیون سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہے

تو نکلتا نہین شمشیر بکف لے قاتل
موت میرے لئے تلوار لیے پھرتی ہے

مال مفلس مجھے سمجھا ہے جنون نے شاید
وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے

کعبہ و دیر مین وہ خانہ بر انداز کہان ز
گردش کافر و دیندار لیے پھرتی ہے

رنج لکھا ہے نصیبون مین مرے راحت سے
خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہے

چال مین اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید
کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہے

در یار آئے ٹھکانے لگے مٹی میری
دوش پر اپنے صبا بار لیے پھرتی ہے

ہنستے ہین دیکھ کے مجنون کو گل صحرائی
پا برہنہ طلب خار لیے پھرتی ہے

سایہ سا تن کے ہمراہ ہے عشق بیباک
ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہے

کسی صورت سے نہین جان کو قرار اے آتش
طپش دل مجھے لاچار لیے پھرتی ہے

رفتگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجئے
عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجئے

حالت غم کو نہ بھولا چاہئے شادی مین بھی
خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجئے

حب الفت روز اول سے مری طینت مین ہے
داغ لالہ کے لئے کیا فکر مرہم کیجئے

اپنی راحت کے لئے کسکو گوارا ہے یہ رنج
گھر بنا کر گردن محراب کو خم کیجئے

عشق کہتا ہے مجھے رام اس بت وحشی کو کر
حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے رم کیجئے

رات صحبت گل سے دن کو ہم بغل خورشید سے
رشک اگر کیجئے تو رشک بخت شبنم کیجئے

دیدہ و دل کو دکھایا چاہئے دیدار یار
حسن کے عالم سے آئینون کو محرم کیجئے

شکل گل ہنس ہنس کے روز وصل کاٹے ہین بہت
ہجر کی شب صبح رو رو کر مثل شبنم کیجئے

تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا
ہجر مین کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجئے

آپکی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت
بڑھ چلے ہین حد سے گیسو کچھ انھین کم کیجئے

اٹھ گئی ہین سامنے سے کیسی کیسی صورتین
روئیے کسکے لئے کس کس کا ماتم کیجئے

روز مردم شب کئے دیتا ہے سرمہ پوچھئے
خون ہوتے ہین بہت شوق حنا کم کیجئے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجئے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجئے

اثر رکھتی ہے گلگونکی کیفیت کا ہستی ہے
ابھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہے
دکھائی دیتے ہین ہندو ہی ہندو مجکو خالون سے
رخ محبوب ہے یا نا مسلمانون کی بستی ہے
پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
نظر مین کب کسی کے چڑھتی ہے جو چیز سستی ہے
وہ دہقان غریب سرزمین عشقبازی ہون
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہے
فرومایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
بھلا تیغ مجلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہے
غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے
نہین معلوم لذت کون سی رکھتا ہے زخم ایسی
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہے
غنیمت جان یار آوے بحد پر جان کھونے سے
مراد دل ملے کونین تک دیکر تو سستی ہے
نہین رہتا مزاج سفلہ ہرگز ایک حالت پر
بلندی کا بگولے کی مآل کار پستی ہے
نہین منظور بعد از مرگ پتھر اُس کی چھاتی پر
برہمن اس لئے مصروف کار بت پرستی ہے

ستارہ اپنا گردش مین ہے آتش اس کی گردش سے
فلک کی تنگ چشمی سے ہماری تنگ دستی ہے

کام ہمت سے جوان مرد اگر لیتا ہے
سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے
ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان
زہر پیکر مزۂ شیر و شکر لیتا ہے
ہالہ مین ماہ کا ہوتا ہے جلوہ دنکو یقین
کبھی انگڑائی جو وہ رشک قمر لیتا ہے
وہ زبون بخت شجر ہون مین کہ دہقان میرا
پیچھے بوتا ہے مجھے پہلے تبر لیتا ہے
منزل فقر و فنا جائے ادب ہے غافل
بادشاہ تخت سے یان اپنے اُتر لیتا ہے
گنج پنہان ہے تصرف مین بنی آدم کے
کان سے لعل یہ دریا سے گہر لیتا ہے
ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت مین
زخم پہلو مین نمک پیس کے بھر لیتا ہے
نظر آتا ہے اے گل جسے رخسار ترا
پھولسے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے
رہِ پرخوف محبت مین جو رکھتا ہے قدم
گور مین گام نخستین کو وہ دھر لیتا ہے

پیش کش گل سے طلب کرتے ہین رنگین مضمون
سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے

عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت زائل
موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے

نگہ لطف کی حسرت سے ہمین وائے نصیب
کسطرح سرمہ گھر اون آنکھومین کرلیتا ہے

یاد رکھتا ہے عدم مین کوئی ساغر کش سے
ہچکیان شیشہ مے شام و سحر لیتا ہے

روح و قالب کی جدائی ہے جدائی تیری
دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے

ہجر مین وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہے

عزت نالہ و فریاد نہ کھوا ے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چند روز نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
اک رنگ پر ہوا نہین رہتی ہے باغ کی

بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہے منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہے گرمی اوجاغ کی

رُخ کیا ملائیگا رُخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہے چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز
مہندی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

مشاعر ہون بوئے سیب زنخدان مین نگھتا
اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پائے نہ جائینگے
کھو دے گی فکر تمکو تمہارے سراغ کی

جلتی ہے شوق آتش رخسار یار مین
ہے شمع سوختہ اُسی چشم و چراغ کی

پاتے نہین زمانہ مین آتش خوشی کا نام
عنقا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

حسن امرد کا بہت مائل دل بیباک ہے
گرد راہِ نے سواران آخر اپنی خاک ہے

خط روئے یار حجت بہر حسن پاک ہے
جانتے ہین سب کہ کعبہ کی سیہ پوشاک ہے
سرخ شادی سے رخ ساغر کش بیباک ہے
زرد روئے محتسب سے سبز شاخ تاک ہے
بالش کا رتبہ ہے بیش قد موزون سرو کو
گل کو تیرے روبرو حکم خس و خاشاک ہے
خنجر قاتل سے کار روح کا طالب ہون مین
روح مدت سے گرفتار طلسم خاک ہے
قلب ماہیت سے جائے نفرت پاکان نہو
جوش کھا کر مے ہوا انگور رجب ناپاک ہے
مومن و کافر جگہ دیتے ہین آنکھون مین اسے
طور کا سرمہ کسی نقش قدم کی خاک ہے
جوش گریہ سے روان رہتا ہے دریا گرد پیش
آب پہونچا ہے وہ مجھ تک جو کوئی تیراک ہے
صحبت یاور نے دیا انگور سا فرزند اسے
خاندان کا فخر اپنے سلسلہ مین تاک ہے
دست وحشت پنجۂ مژگان اشک افشان ہے یہان
آستین میری گریبان کی طرح سے چاک ہے
کلفت ایام سے پردہ نہین کچھ حسن کو
خوبرویون کو مزیب ملکجی پوشاک ہے
وہ گریبان گیر ہے تیرا مین دامن گیر یار
عشق یان گستاخ ہے وان حسن گو بیباک ہے
بہرہ ور دیدار سے یہ وصل کی حسرت اسے
شاد ہین آنکھین ہماری دل گر غمناک ہے
دور ساغر سے دگرگون رنگ ہو جاتا ہے یان
میکدہ مین لطف دیکھتی گردش افلاک ہے
ڈھونڈھ لون گا چار دہن قاتل اپنے واسطے
دیکھتا ہون آسمان کو کس قدر سفاک ہے
نارسائی طالع بد کی بیان کیا کیجئے
پاؤن شل ہو جائین قاصد کے اگر چالاک ہے
کون سے صیاد نے تصید افگنی کی اختیار
حلقہ گوش غزالان حلقۂ فتراک ہے

مرد سے بہتر ہے نام مرد ہیچ ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سوے رستم کی آتش مشت خاک ہے

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے
نقاب الٹتا ہے دیدار عام ہوتا ہے
وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہے
مہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہے
بلائے بزم جہان ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے
اٹھاؤن کس لئے احسان یار گردن پر
مرا تو اس کے تغافل سے کام ہوتا ہے
خدا کی یاد جوانی مین غافلو کر لو
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے

الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اُسکا
یہ دل تو شرطِ وفا پر غلام ہوتا ہے
کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل مین کرنے دے
نگین سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے
فرشتے سنتے ہین آوازِ دورباش کا شور
کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہے
زیارت اُن کی جو کرتے ہین مومنین آ کے
زبان حور مین اُن سے کلام ہوتا ہے
ہزار لال ہوئے اخگرون سے داغ جنون
ہنوز پختہ ہے سودائے خام ہوتا ہے
کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی ہے آتا
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے
پھنسا جو زلف مین اُس گل کے مُرغ دل بولا
نہ تھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے
ہمارے حلقہ مین کرتا ہے شیشۂ دل خالی
ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہے
کمندِ شوق ہو درگاہِ عشق کی رہبر
یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہے
وہ کون ہے جو نہین اُن کو دیکھنے آتا
نظارہ بازون سے ایک اژدہام ہوتا ہے

ملازمون مین ہین سلطانِ عشق کے ہم بھی
کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہے

جمالِ حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی سُرخ و سفید بن مٹی
قدم پڑے جو ترا اُس پہ اے گل رعنا
زمین شور کی ہو قابلِ چمن مٹی
خدا کے واسطے اے آسمان حوالہ کر
دھرے دھرے نہ کہین ہو مرا کفن مٹی
یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سُنتا
کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن مٹی
جلا رقیب سیہ رو حسد سے مین سمجھا
ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زن مٹی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
نہین سمجھتے کہ ہے زیرِ پیرہن مٹی
زمانہ مین کوئی غربت زدہ نہین ہم سا
اُڑی نہ اپنی کبھی جانبِ وطن مٹی
قبول خاطرِ مردم ہو توتیا کی طرح
عزیز تیری کرین شیخ و برہمن مٹی
ہوائے تند سے رہتا ہے بیم بربادی
تپ درون نے کیا ہے زبس بدن مٹی
نہ ہووے قالب خاکی غبار خاطر روح
قبول سینہ کے اوپر ہزار من مٹی
نظارہ باز یہ در پردہ کون ہے اِسکا
دکھاتی ہے کسے چشم و لب و دہن مٹی

زمین سے ہوویگا اک آسمان نو پیدا
پس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی
کسی کا یار برے وقت مین نہین کوئی
نہ دیکھا روح کو ہوتے شریک تن مٹی
گڑے ہین اسمین صباحت کے سیکڑون گنجنے
عجب نہین ہے جو ہووے بوئے یاسمن مٹی
مآل کار کا اپنے نہین خیال آتا
ملایا کرتے ہین مٹی مین گورکن مٹی
کسی نے اف بھی نہ کی شمع جل کے خاک ہوئی
نہ ہووے گی مگر آتش با ہمن مٹی

آبلون سے خار صحرا ابھی نہین سر کھینچتے
بید کے پتے بھی مجنون پر ہین خنجر کھینچتے
کیمیا گر روغن گوگرد احمر کھینچتے
ہم تری زلفون کو دھو کر عطر عنبر کھینچتے
ناتوانی کا برا ہو گر اثر ہوتا نہ کچھ
آہ ملنے کو تو نالے ہم مقرر کھینچتے
ٹھوکرین کھائین ہین جو ہمنے تو نکلے عشق مین
آب ہو جاتے جو یہ آزار پتھر کھینچتے
شاعرون نے تیرے قد سے دی ہے جو تشبیہ یار
قمریون کو سرو بھی سولی کے اوپر کھینچتے
دیکھکر وہ خال رخ ملتے ہین روغن ساز ہاتھ
ان تلون کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچتے
فکر معنی خیز صفحہ کو بناتی صید گاہ
دام ہو کر مرغ مضمون تار مسطر کھینچتے
عشرت پیری ہے وہ جوش جوانی کا عوض
یہی بدمستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچتے
بو الہوس عاشق کے جیتے جی نہین پاتا یان قبول
دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خنجر کھینچتے
جنبش مژگان سے چل جاتے ہین آرے جان پر
دل شکنجے مین ہین گیسوئے معنبر کھینچتے
یاد کرتے ہین تجھے تنہائی مین اے نازنین
معتکف رہتے ہین ہم چلے ہین اکثر کھینچتے
ہجر کی شب مین ہے روز وصل کا آنکھون کو شوق
دسترس ہوتا تو ہم دامان محشر کھینچتے
جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھون نے اے بالا بلند
قد کے سودے مین ہین تصویر صنوبر کھینچتے
زندگی مین سیر جنت کا جو ہوتا دل کو شوق
ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر کھینچتے
مین اڑا دیتا ہون انکو دیکے اک اک خط شوق
دام مین صیاد ہین جو جو کبوتر کھینچتے
قبر بھی صورت آئینہ کرتا جو اس محبوب سے
قبر سے مردہ ترا ہم اے سکندر کھینچتے
بددستی عرض کرتے آتش اپنی گور پر
شمع رویون کو شب آدینہ مر کر کھینچتے

بے رخ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہوگیا امید شفا میں آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

کیا مزا کالبد خاک میں لے روح ملا
یا نکلتی ہی نہیں یا تو وہ بیزاری تھی

یان مرے پاؤن مین زنجیر تھی وان گردن مین
یار سے مینے بدی شرط وفاداری تھی

نہ موا مین تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو جلادو
ضبط فریاد بس اب آگے دل آزاری تھی

وائے قسمت کبھی پہونچے بھی جو ہم کم طالع
میلے سے میدنی کے بھرنے کی تیاری تھی

بوسۂ لعل لب یار کی حسرت ہی رہی
مرد مفلس کو جواھر کی خریداری تھی

طور جب برق تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتش کدۂ حسن کی چنگاری تھی

گاہ روتا کبھی ہنستا تھا نصیبون پر مین
خواب بد میرے لئے حالت بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہون تنگ اے آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

ایڑیون تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی

روز ہجران شب تاریک جدائی ہوتی
مرض عشق و طبیعت سے لڑائی ہوتی

قد موزون رخ رنگین جو دکھاتا تو ہمین
سرو قمری گل و بلبل مین جدائی ہوتی

دست محبوب کا مرجان نے دیا تھا دھوکا
پنجہ جیسا تھا جو ویسی ہی کلائی ہوتی

چھین کر دل کو لیا خوب کیا اے شہ حسن
مانگ کر ہمسے جو لیتا تو گدائی ہوتی

دولت اللہ سے کرتے جو طلب دیوانے
نقرئی طوق تو زنجیر طلائی ہوتی

بزم رنگین مین تری سبز قدم رہنے دیا مین
گھاس اکھڑتی جو چمن سے تو صفائی ہوتی

ذات باری کو لیا ظلم بتان نے ثابت
عدل کرتے یہ اگر اُن کی خدائی ہوتی

چھوٹتے بند محبت سے گرفتار اگر
طوق سے گردن قمری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا مجھے اگر غم کدۂ دنیا مین
روح قالب مین خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرایا جو مرا سیل حوادث نے تو کیا
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلے دیوانۂ دست رنگین
خار پر تہمت انگشت حنائی ہوتی

غیر گھورے نگہ بد سے تجھے حیف ہے یار
آنکھ ہم سے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

اُن غداروں کی جو پاتی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ میں پھولے نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدوں کے گلستان ہوگئے
زخم خندان غیرت گلہائے خندان ہوگئے

آرزوئے دل رہی ناآشنائے گوش یار
حرف مطلب اپنے منہ تک آکے زندان ہوگئے

حسن وہ شے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر
چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہوگئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجئے
کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہوگئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کئے زندان عشق
شیعہ سنی ہوگئے ہندو مسلمان ہوگئے

عاشقوں سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موئے مژگان ہوگئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ میں ہوا
سیکڑوں مجموعۂ صحبت پریشان ہوگئے

آہ بر لب داغ بر دل بسکہ عبرت نے کیا
شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہوگئے

موسم گل کردیا اُن کی قبائے سرخ نے
چاک تا دامن ہزاروں ہی گریبان ہوگئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملے گا وقت قتل
ابرو قاتل بھی جو دو تیغ عریان ہوگئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگان
یوسف اپنی آنکھ میں داغ عزیزان ہوگئے

جو چلن چاہیں چلیں آتش تلون ہوچکا
عشق جب پیدا ہو سب عیب پنہان ہوگئے

کوئے جانان چمن سے بہتر ہے
اُس کا لٹنا ہرن سے بہتر ہے

گل قبا ہو جو جامہ سے باہر
کب ترے پیرہن سے بہتر ہے

گور میں بھاگ اہل دنیا سے
خلوت اس انجمن سے بہتر ہے

چمن دہر کا ہے ہر گل خوب
نسترن یاسمن سے بہتر ہے

جینے والا نہیں ہے روتے پر
ہمکو غربت وطن سے بہتر ہے

ترک دنیا سمجھ جوان مردی
نفرت اس پیرزن سے بہتر ہے

بازو اُس کا مکان شکم اُس کا
دعکدکی بوز تن سے بہتر ہے

نہین کھلتا کسی طرح سے پھر
عیب پوشی کفن سے بہتر ہے

سیب ہے یہ تو پھر بھی ہے وہ
غبغب اے دل ذقن سے بہتر ہے

مانگئے کیا خدا سے چشمۂ خضر
کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے

دشمن جان اجل کو جان آتش
دوستی گورکن سے بہتر ہے

کون سی شب ہے جو رو رو کے نہین کٹتی ہے
شام ہوتی ہے ادھر چھاتی ادھر پھٹتی ہے

صورت شمع ہون ہر چند فروغ محفل
بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہے

دردِ دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون مین
آسمان چرخ مین آتا ہے زمین پھٹتی ہے

کس کی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون
میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہے

لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچہ مین
کیا تماشہ ہے کہ کبھی بھیڑ نہین چھٹتی ہے

بینیٔ یار سے دعوی ہے گل زنبق کو
بے حیائی ہے مگر ناک نہین کٹتی ہے

حسن سے اپنے وہ نادان ہولہے آگاہ
آرسی سامنے سے اسکے نہین ہٹتی ہے

بوسہ کا اُس لبِ شیرین کے زبان نام نہ لے
جان جاتی ہے مٹھائی نہین کچھ بٹتی ہے

عشق محبوب مین غم ہے کسے مرجانے کا
جان جاتی نہین عاشق کی بلا کٹتی ہے

طلب آرام کی بیجا ہے گرفتاری مین
کب بھلا خانۂ زنجیر مین چھت پٹتی ہے

شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجئے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے

گوش وہ ہے جو سنا کرتا ہے افسانۂ عشق
وہ زبان ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائل دولت دنیا ہو نہین اے آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہے

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوئے سبقت لیگئے

خاک چھانی ہم سبکروحون نے مثل گردباد
وادیٔ پرخار سے تلوے سلامت لیگئے

زہر کھا کر اک شکر لب پہ موا اہون دیکھنا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالمِ اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نہ تھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوّے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجکو فرشتے سوئے جنت لیگئے

باغ عالم مین ہے نافہمونکو بےبرگی کا غم
سبز پتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ گل ور گلِ الٰہی بعد مرگ
وائے برحال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردشِ چشمِ غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

مصحفِ رخسار کے مضمون سوا مضمون ہین
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے

ہے یہ اُمید قوی زُلف رسائے یار سے
گنج چھینے مہرہ اُگلائے دہان مار سے

سامنا جب اُس مسیحا کا ہوا بیمار سے
بھر دیے آنکھونکے کاسے شربت دیدار سے

نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے
بدّھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے

ظلم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلف یار سے
یہ بلائے بد زیادہ ہے شب بیمار سے

چاہئے لیکر جوابِ نامہ قاصد ہو پھرا
بالِ ہدہد کی ہوا آتی ہے کوئے یار سے

بعدِ مردن بھی رہیگا دل کو شوقِ صیر یار
سایہ بنکر روح لپٹے گی مری دیوار سے

عاشقونکے دل کو پیسا کرتی ہے مشقِ خرام
رہتی ہے پازیب نالان یار کی رفتار سے

وجدِ اہلِ حال سے یہ منکشف ہمکو ہوا
پردے کی آواز سُن لیتے ہین موسیقار سے

بادشاہِ حُسن نے خلعت دیا ہے عشق کا
یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے

مشتریِ حُسن مجھسا دوسرا عاشق نہین
بوئے یوسف آتی ہے گھر مین مرے بازار سے

کر دیا ہے عشقِ زلفِ یار نے خوش ذائقہ
شہد کا ہمکو مزا ملتا ہے زہر مار سے

جان سودین تمھارے خالِ رُخ کے جائیگی
رکھتی ہے پرہیز یہ حب شفا بیمار سے

دامن نظارہ لبریز جواہر کیجئے
ہنسکے دکھلا دیجئے دندان دُرِ شہوار سے

شب کی شب مین ہو گئی اس مرتبہ دل بستگی
صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے
دم فنا ہوتے ہین دیکھے سے تمھارا بانکپن
قتل کرتی ہے یہ شملے کی لٹک دستار سے
غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبانِ خار سے
دل کو داغ عشق حسن آیا زمانہ مین پسند
یہ شگوفہ پھلے آکر ہم اس گلزار سے
بے سبب مشق خرام ناز صاحب کی نہین
کبک کو سیدھا کرو گے پائے کج رفتار سے
حسن سے ساقی کے حاصل ہو گی کیفیات عشق
مست ہو کر جائینگے ہم خانۂ خمار سے
آرزومندِ شہادت ہون ارادہ ہے یہی
بھیک مانگون زخم لے قاتل تری تلوار سے
کی ہے جن آنکھون نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ
ہمنے یہ جانا کہ نابینا گئین گلزار سے
لوٹ لینے کا ارادہ مردم دیدہ کا ہے
سامنا تو ہونگہ کا دولتِ دیدار سے
حشر کی گرمی مین تو یاد آئیگا اے قصر یار
دھوپ بچ جاتی ہے تیرے سایۂ دیوار سے
خار خارِ دل سے جاتی ہے ہماری جانِ زار
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گل رخسار سے
آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا
پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے **آتش** فراقِ یار مین
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچہ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے **گلستان** چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لئے گھر مین مرے مہمان چلیے
پاؤن مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان. چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے،
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے،
دم فنا کیجئے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین،
کس سے کہتا ہے وہ غارتگر ایمان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
ہتہ رہتا ہے یہی پاؤن کو یان وان چلیے
رہنما جوش جنون سا ہے بہار گل مین،
طوق و زنجیر پہن لیجئے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیئے

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدھی
موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی

زمین پہ پاؤن رکھکر آسمان پہ ناز کرتا ہے
مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی

سر مغرور کو جمعیت دنیا جھکاتی ہے
نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخ بارور سیدھی

نہ پستی و بلندی ہے نہ ایسے پھیر کے رستے
عدم کی راہ سب راہون سے ہے اے بیخبر سیدھی

نہین زور آوری مین بازوے قاتل کی شک ہرگز
کرے گی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار اگر سیدھی

پس از مردن بھی حسرت باقی رہتی ہے جوانی کی
لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی

اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو
ادھر ٹیڑھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف ادھر سیدھی

کریگی صاف چین اُن ابروؤن کی گرمی صہبا
کمان ٹرخ کر گئی جب پھر وہ ہوگی آگ پر سیدھی

محبت ہے ہمیشہ کاملونکو راست بازون سے
کمر مین رکھتے ہین تلوار ارادت بشتر سیدھی

غریب آزار کا انجام کار اچھا نہین ہوتا
بس اب اے آہ چرخ پیر پر بھی نہ کر سیدھی

جو منھ مین یار کی آتا ہے بک جاتا ہے اے آتش
نہ اُلٹی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نہ رشک قمر سیدھی

کوچہ تیرا ایلیس باغ اے یار بے تاویل ہے
چشم اشک آلود عاشق اُس مین موتی جھیل ہے

آفت جان سامنا اُس کا ہے انسان کیلئے
خوبصورت جس کو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے

معنی توریت موسائی سمجھتے ہین تجھے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے

بلبل و قمری ہین نالان راہ کوئے یار مین
گل جو ہے سنگ نشان ہے سرو جو ہے میل ہے

گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
ماہ تابان کون سے دروازے کی قندیل ہے

جلوۂ قربانیان عشق کس دن وان نہین
روز اُس یوسف کی کو مین عید اسمعیل ہے

کیا سمجھ کر بلبلون کو حسن سے اُس کے ہے عشق
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے

عشقبازی مین ہمین فرہاد و مجنون سے ہے فوق
لیلی و شیرین سے تمکو حسن مین تفضیل ہے

بے سر و پائی نے پایا ہے یہ عالم مین رواج
پا جو ہے بے کفش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

بادشاہ وقت اُس کے شیفتہ ہین اے صنم
گیسوؤن کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے

شعر الہامی یہ پہونچاتی ہے وہ لاتا تھا وحی
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبریل ہے

راہ پر لاتے ہین جب گمرہ ہوا ہے آسمان
بیشتر ہم نے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے

جو کہ دیوانہ ہے حاضر ہووے بازیگاہ مین
لڑکون کو چھٹی ہے روز جمعہ ہی تعطیل ہے

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذت شناس
نوش کیجے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے

منتظر ہے چشم روز وعدۂ دیدار کی
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بستۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہو تو
شیر کے مانند آتش تجھ مین زور فیل ہے

کیف مے نے سُرخ وہ رُخ کر دیا عناب سے
آتش گل کس مزے کیا ٹھنڈی کی آب سے

تیرے سودے مین کھلونا بن گیا ہے اے پری
کھیلنے آتے ہین طفل اپنے دل بیتاب سے

باغ عالم مین ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو
اک زنخدان سیب سا دو لب ہین عناب سے

سامنا ہوتا ہے بے تیرے جو اے آرام جان
مردم دیدہ چُرا لیتے ہین آنکھین خواب سے

دیکھتے ہین زرد اپنے ہاتھ کا وہ آج گل
خون عاشق ملکے پنجہ کرتے ہین قصاب سے

تم اندھیری رات مین اُلٹو جو چہرے سے نقاب
روئے رشک مہر ذرون کو جگا دے خواب سے

رعشۂ پیری تھا تن کو گریۂ طفلی سے قہر
زلزلہ سے ڈھے گیا بچ کر یہ گھر سیلاب سے

چاہتا ہون یار کو پیش نظر آٹھون پہر
مانگتا ہون رات پروانے سے دن سرخاب سے

کیمیا گر دیکھکر کہتے ہین خط سبز یار
کشتہ اس بوٹی سے ہونگے سیکڑون سیماب سے

حلقے اُن آنکھون کے ہین یون ابروؤن سے توأما
خوبصورت جیسے ہو جاتا ہے در محراب سے

جسم خاکی ہو گیا داخل گڑھے مین گور کے
کھنچ گئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب سے

حسن اگر چلنے لگے عاشق نوازی کا چلن
کبک مردہ کا کفن ہو چادر مہتاب سے

جان بھی عشق بازی مین نظر آتی نہین
دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن احباب سے

بوسہ دینے کا نہین ہرگز زنخدان کا شوخ
تشنہ لب محروم پھرتا ہے چہ بے آب سے

یار کے رخسار روشن پر ہے افشان کا عجب
کیونکر انجم پیش آئے مہر عالمتاب سے

دل نے اے آتش کیا داغ محبت کو پسند
ساتھ جاویگی یہ شے اس عالم اسباب سے

گل سے سوا فزون مری آنکھون مین ہین یہ جو کانٹے
پھول رکھتا ہے تری بو تو تری خو کانٹے

شگفتہ سبزۂ خط کا نہ ہوا ے دل ہرگز
بے شعور اپنے لیئے آپ نہ بولو کانٹے

ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہے
جی مین آتا ہے بھر دون چیر کے پہلو کانٹے

نہ تو بلبل نظر آتا ہے چمن مین نہ تو گل
اک طرف برگ خزان ڈھیر ہین یکسو کانٹے

کام اک آبلہ کا ان سے نہین ہوتا ہے
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے

بد سرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز
صحبت گل سے نہ ہو دین کبھی خوشبو کانٹے

گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے
پانؤن سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے

زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے

پاخراشی ہے مری کوہکنی سے افزون
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے

باغ عالم مین جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے
تلے گل ہین تو یان تا سر زانو کانٹے

ایک دن دعوت جنازۂ لیلی ہوگی
اس لئے بیج مین مجنون نے یہ ہر سو کانٹے

دیکھتے ہی انھین تلوے مرے کھجلاتے ہین
اے جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے

خار خار غم الفت کا اثر کیا کہیئے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

کیا سمجھ کر انھین خوش چشمون سے نسبت دیجے
پھول یہ سونگھتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے

جو نہ دے رنج کسی کو اسے ہوتا نہین رنج
پانؤن پر میرے نہین پانے کے قابو کانٹے

یار و اغیار کو ر دوستی ہے مجھ سے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بر رو کانٹے

وہم سا اک اے بت مغرور پیراہن مین ہے
نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہے

شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہے
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہے

جسم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہے زندان تنگ
سخت دیوانہ ہے جو مسرور پیراہن مین ہے

موج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر یار کے
ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن مین ہے

نیش سی لگتی ہے ٹھنڈی سانس ہجر یار مین
روح قالب مین نہین زنبور پیراہن مین ہے

عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ایک دن
بوئے آب سدرو کافور پیراہن مین ہے

یار کی تصویر کھنچواؤن تو کہتا ہے وہ شوخ
قالب بیجان کسے منظور پیراہن مین ہے

چار دیوار چمن ہے یان لباس خستہ تن
داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن مین ہے

شبہ ہو جاتا ہے مجکو شمع کا فانوس مین
نور کا عالم ترا اے حور پیراہن مین ہے

ناتوانی سے ہے یکسان ظاہر و باطن مرا
تار پیراہن تن رنجور پیراہن مین ہے

عالم یکرنگ ہے دنیا طبائع مختلف
تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن مین ہے

مصرع رقت کو پڑھیئے کپڑے آتش پھاڑیئے
ہے قبا مین عقرب اور زنبور پیراہن مین ہے

پیری مین آئے وہ رخ روشن نظر مجھے
دکھلائے آفتاب کی صورت سحر مجھے

خال رخ صبیح ہے مد نظر مجھے
یوسف سے بھی عزیز ہے زنگی پسر مجھے

اے نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی
دکھلا رہے ہین اپنے شگوفے شجر مجھے

جاتا ہون اڑ کے شہر سے صحرا بہار مین
جوش جنون پری کے لگاتا ہے پر مجھے

بے قصر یار مین گئے آیا نہین قرار
دیوار پھاندی بند ملا ہے جو در مجھے

گم ہون خیال مین دہن ناپدید کے
رکھتی ہے پیچ و تاب مین نازک کمر مجھے

قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید تھی
ہونا تھا خط شوق کا خود نامہ بر مجھے

کانون نے میرے یار مرے ہوش اڑا دیئے
تیری خبر سنا کے کیا بے خبر مجھے

رسوا جو ہو رہے ہون سوا اسکے عشق مین
پہچانتا ہے خوب وہ رشک قمر مجھے

لب بند ہو گئے لب شیرین کے صوم مین
میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کا خیال ہون حیران یار ما
عینک کی طرح رکھتے ہین پیش نظر مجھے

پیری مین جب بتیسی جو بندھی تو آئی یاد
دانتون سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے

برسون سے مین حباب ہون دلکی تلاش مین
رکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے

سودے مین تیغ ابروئے خمدار یار کے
گردن وبال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بے خبر مجھے

واماندگی سے میری نہ نالان ہوا ہے جرس
منزل مین سب سے دیکھیو تو پیشتر مجھے

معشوق تھے غرور سزاوار تھا تمھین
شکوہ نہین ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقون سے زلفِ یار کے ڈرتا رہا ہون مین
پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہی ڈر مجھے

ملتا نہین ہے دل سے بھی میرے مرا مزاج
صحبت کا تیری یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہین ہے دولتِ دنیا کا دل مرا
اُس سیم تن کا وصل ہے تحصیل زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا
ڈوبون گا مین ڈبوئے گا آبِ گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہونیکی کارگر
حُبِ علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہے
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہے

شب تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے
دمِ آخر ہمارا عاشقی کا روز اول ہے

ہزارون حسرتون کے روز و شب ہوتی ہین خون یہین
نہین معلوم دل ہے یا مرے پہلو مین مقتل ہے

بدن سے یار کے نرمی مین کچھ نسبت نہین اسکو
جو مخمل وہ شکم تا ناف ہے تو ٹاٹ مخمل ہے

قدم رکھے تو گل در گلِ رقیب روسیہ ہووے
گلی مین یار کی ایسی مرے اشکونسے دلدل ہے

سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون
دوئی جس دل مین ہے وہ دل نہین ہے چشم احول ہے

بنایا ہے اُسے شاید کہ دودہ روغن گل سے
ہزارون گل پھلاتا یار کی آنکھون کا کاجل ہے

جو عالم حسن رکھتا ہے تو حالت عشق غارت گر
کہین زلفِ مسلسل ہے کہین اشک مسلسل ہے

جو روتا ہون تو دو دو دن مرے آنسو نہین تھمتے
ہجوم یاس سے ابر مژہ ساون کا بادل ہے

فروغ ظاہری کرتا ہے کیا باطن کو روشن گر
طلائی گو کہ ہو مطلب سے خارج خطِ جدول ہے

سیہ بختی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی
توکل آدمی کیواسطے گویا موکل ہے

وہی عالم ہے اتبک خاکساران محبت کا
وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے

ہوا ہے آج مجنون عشق مین لیلیٰ کے دیوانہ
یہ زنجیر اُس کی گردن مین مری طفلی کی ہیکل ہے

اندھیری رات مین دیتی ہے دھوکا روشنی مجکو
فروغ حسن سے کس کا رخ پر نور مشعل ہے

بہار آئی ہے ہنگام جنون ہے کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہون مین دیوانہ در زندان مقفل ہے
تفاوت ہے بڑا آئینہ و آئینہ رو مین
یہ صیقل کا نہین محتاج وہ محتاج صیقل ہے
فقیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی
جسے ظلِ ہما کہتے ہین درویشون کا کمبل ہے
کتابی چہرہ پر زلف پریشان ہے وہ مجموعہ
کہ جس کے سامنے اک مختصر نسخہ مطول ہے

لب نانِ جوین جبتک رکھتا ہے دہن شیرین
قناعت شہد ہے آتش ہوائے حرص حنظل ہے

ہاتھ مشتاقِ گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پر مرے گرمی مین بالاپوش ہے
دور رہون یکجائی پر بھی صورتِ فانوس و شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے
کشورِ خوبان مین مرگ و زیست دونون ہین خراب
بارِ خاطر زندہ ہے مردہ وبالِ دوش ہے
جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
ناقۂ لیلیٰ روان ہے پر جرس خاموش ہے
کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے
عاقل اتنے تو بکار خویش ہم دیوانے ہین
موسم گل تک گریبان پھاڑنے کا ہوش ہے
حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لبِ خاموش ہے
روتے روتے پانی ہو کر بہہ گیا آخر کو مین
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب دل کا جوش ہے
ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انسان کا خم
توڑتی آخر کمر کو حسرتِ آغوش ہے
دردِ دل کہنے کی خو مجکو نہ سننے کی اُسے
عہد مین میری زبان نایاب عنقا گوش ہے
ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جس کو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے
موت کا سامان ہے بے یار سامانِ نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے
گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
رات اندھیری ہے چراغ خانہ تک خاموش ہے

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اُتری ہوئی پاپوش ہے

فصل گل ہے خون حیض دختر رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہے
یار سے دست و بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حالِ دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان
میری اُس کی گفتگو مین اب زبان خاموش ہے

پشت بر دیوار حیرت ہین ہزارون صورتین
صاحب آئینہ خانہ آج تک رو پوش ہے

جامۂ ہستی جنون مین مثل گل پرزے اُڑا
سنگ یان بہر شکست شیشہ مے کا جوش ہے

موسم سرما مین رُلواتا ہے پہلوئے تہی
اب کف دریا بدن پر میرے بالاپوش ہے

وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہو کر جان زار
تنگ مردے پر ہماری گور کا آغوش ہے

غرط الفت کا مآل کار ہے عاشق کو موت
جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیہوش ہے

مردہ کس بیکس کا دریا مین بہایا جائیگا
جس حباب بحر کو دیکھا سراپا دوش ہے

گفتگوے اہل غفلت کی حقیقت کچھ نہین ۔
خواب مین چلائے ہر چند آدمی خاموش ہے

اہل دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہون مطلع
مجلس تصویر مین کس کو کسی کا ہوش ہے

یار سر گرم خرام ناز مین محو جمال
گوہر جان گرامی صدقۂ پاپوش ہے

کنج تنہائی مین بھی چلا کے رو سکتا نہین
لوگ کہتے ہین در و دیوار کے بھی گوش ہے

گل ہر اک باغ نکہت بلبل ہر اک نغمہ طراز
سیر باغ آتش مجھے بالاے ناؤ نوش ہے

پاس رسوائی سے دل پر مردے کا سا جبر ہے
ضبط نالہ ہجر کی شب مین فشار قبر ہے

صاف میرے آنسوؤن کا تار ہے اسکی جھڑی
دیدۂ تر کا کسی عاشق کے دوال ابر ہے

پہلے پروانہ سے مغز شمع مین لگتی ہے آگ
بے تامل حسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے

کوچہ محبوب مین مین خانہ کعبہ مین شیخ
بتکدہ مین برہمن آتش کدہ مین گبر ہے

مصحف رخ کی تلاوت مین ہوا ہے دم فنا
نور سے ایمان کے روشن ہماری قبر ہے

کان کھولے رکھتے ہین سُن رکھ اے صیاد
اختیار آگئے تو اب ہجر ہمکو جبر ہے

شغل مے خواری چمن مین چل کے آتش کیجیے
فرش سبزے کا لب جو ہے ہوا ہے ابر ہے

خون تیغ ابرون کے دم شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے ترا طفل سکے مانند
دیکھے سے جسے رال لب پیر سے ٹپکے

دیوان مین ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے زبس چاند سی تصویر سے ٹپکے
شب باش ہون سایہ تلے جسکے مین بلاکش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے
بیرنگی رہی مدِّ نظر گو سحر و شام
رنگ شفق اس سقف زمین گیر سے ٹپکے
گڑوائی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے
وصف لب شیرین وہ کرے اپنی زبان سے
یون شیرۂ جان جس کی کہ تقریر سے ٹپکے
آہن کو کیا آب تپ عار جنون نے
قطرے ہوے دانے مری زنجیر سے ٹپکے
غصہ سے بھی کر لیجے سرخ آنکھوں کو صاحب
خون بھی مژۂ عاشق دلگیر سے ٹپکے
پونچھے نہ بھوؤن پر سے جو رومال پسینا
آب ابروِ خمدار کی شمشیر سے ٹپکے
جس نے کہ لکھا اُسکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے
گڑوائے جو بشاشی سے سر سیر لب شمع
نادم ہو پسینہ رخ گلگیر سے ٹپکے
دیکھے نگہِ بد سے جو جلے نفسون کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے
ے ہم سے غریبون نے پی سیکڑون جھیلے
اس تابش خورشید کی تاثیر سے جھلکے
اُس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
ے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے
اش شفق چرخ وہ پھر آئے لب بام
رنگ اڑتا اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے
گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو بہ سے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے
بیرنگ زمین ہو تو اسے کیا کرے شاعر
رنگینی ہو تو رنگریز کی تدبیر سے ٹپکے

مضمون کہو **آتش** اٹھین یا آم اٹھین سمجھو
ہاتھ آگئے ہین دو چار یہ تقدیر سے ٹپکے

تیرۂ و تار جہان ہو دل روشن ٹوٹے
خاطر دوست نہ یان خاطر دشمن ٹوٹے
آہ کھینچون جو پیالہ کو کبھی ٹھیس لگے
سر کو پھوڑون مین صراحی کی جو گردن ٹوٹے
مصحف روے ترے کفر کی بنیاد مٹی
مسجدین بننے لگین دیر برہمن ٹوٹے
اثر سنگ کیا باد خزان نے پیدا
شیشۂ رنگ گل و لالہ و سوسن ٹوٹے
فکر درمان جو کرون درد کہ پیدا ہو
مستحق خار سے ہو پاؤن مین سوزن ٹوٹے

ہون مین وہ کشت بچے برق سے باران اگر
شکر ہو رہے غارتِ خرمن ٹوٹے

شاہدِ حسن کی بیدادگری سے ہے یقین
پائے بت کو جو چھوے دست برہمن ٹوٹے

حائلِ منزلِ مقصود سیہ بختی ہے
یا الٰہی کمر افعیِ رہزن ٹوٹے

اُڑ چکے پرزے جو آڑسنے تھے گریبان کے بہم
بس نہ اب سلسلۂ جنبشِ دامن ٹوٹے

سایہ سان لگ چلی دیوار سے تیری جو نگاہ
بجلی بن بن کے ہر اک ذرۂ روزن ٹوٹے

پشت پا سنگ کو لگجائے تو تھرّا جاوے
سر پٹکیے تو درِ قلعۂ آہن ٹوٹے

جلوۂ یار سے داغِ دلِ بیتاب ہون دور
کشت پر یاس کے برقِ شرر افگن ٹوٹے

کوچۂ یار کی زینت ہے مری چشمِ پُر آب
رونقِ باغ کہان جب چہ گلشن ٹوٹے

اہلِ دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر مجکو
نظر آئے جو کہین گنبدِ مدفن ٹوٹے

اُس رہِ سخت مین لائی ہے پیادہ قسمت
گر سوار آئے یقین ہے سمِ توسن ٹوٹے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے لے دوست
تیری پاپوش سے اک دن سرِ دشمن ٹوٹے

چلی ہے ایسی زمانہ مین کچھ ہوا اُلٹی
کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا اُلٹی

بیان حالتِ دل پیش یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دمِ عرضِ مدعا اُلٹی

نہ روزِ ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شامِ فراق
گلیمِ بخت سیہ سیدھی ہووے یا اُلٹی

نگاہِ ناز ہے ترچھی کچھ اُس ستم کی نہین
خلافِ عشوہ و انداز ہے ادا اُلٹی

ہمارے خون سے ہووے دست و پائے قاتل سرخ
نصیب اپنے پھرے قسمتِ حنا اُلٹی

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسمِ حسرت و یاس
درِ قبول سے ٹکرا کے سر دعا اُلٹی

خلافِ وضع ہے انسان کیواسطے معیوب
بدن کی زیب نہ ہووے کبھی قبا اُلٹی

شبِ فراق مین مین نے جو منھ لپیٹا ہے
خیالِ وصل مین پھر دون نہین ردا اُلٹی

گلہ ہے حشر کے دن ہم کو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آن کر قضا اُلٹی

نگاہ یار کی پھرتے ہی ہم سے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی

سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے

معشوق کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریے

برہم نہ ہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریے

بیوجہ رنگ زرد نے دی تہمت طلا
اک عمر میری خاک کو چھانین گے نیاریے

نرگس کو صدقہ کیجیے بیمار چشم کے
زلف سیاہ پر تری سنبل کو واریے

تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خار ہے
کون آشنائے حال ہے کس کو پکاریے

اے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو
چین جبین کو قتل جہان پر ابھاریے

تبدیل روز وصل سے فرقت کی شب ہوئی
آئی ہوئی بلا ٹلی صدقہ اُتاریے

تم فاتحہ بھی پڑھ چکے ہم دفن بھی ہوئے
بس خاک مین ملا چکے چلیے سدھاریے

دکھلائی دے جو آنکھون کو وسعت امکان
چلائیے جرس کی طرح سے پکاریے

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار
شیشہ خدا جو دے تو پری کو اتاریے

یار قاتل ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے
سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہے

طول عمر خضر دے تم کو خدا اے مے کشو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے

روئیے جس جا یقین ہے وان سے پیدا ہو چناب
آتش پنہان اس آب اشک مین آمیز ہے

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہے نالہ بلا انگیز ہے

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھو کوچۂ قاتل مین پاؤن
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہے

افعی رہزن ہے سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اِس بوستان کا سبزہ نوخیز ہے

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دست آویز ہے

پرزے اُڑتے ہین ہمارے خط کے کوئے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہے

یار بن ساقی قیامت ہے مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہے شور رستاخیز ہے

زہر کھانا ہے نہ پینا اب شراب شوق کا
وصل کی شب ہے پیالہ ہجر کا لبریز ہے

عذر رسوائی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہے مجکو حسن سے پرہیز ہے

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمیں
وقت شب ہے ابر ہے صحرا ہے آفت خیز ہے

عشق کی نیرنگ سازی کا بیاں کیا کیجئے
کوہکن اٹھ پر مرے جو کشتۂ پرویز ہے

ظلم کرتے ہیں بتان سنگدل بہر نمود
شہرۂ آفاق جوں خلق سے چنگیز ہے

فکر کی دقت سے یاں طبع رواں آگہ نہیں
توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے

بلبل بستاں کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا
گوش گل نا آشنائے حرف شوق آمیز ہے

اشک کے شامل ہے خوناب دل پر داغ بھی
الحذر اے آستیں یہ آب آتش بیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہے حال دل آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفاں خیز ہے

کوچۂ یار کے نظارہ میں اغیار الجھے
سیر گلزار میں دامن سے مرے خار الجھے

پائے قاتل پہ آہی سر مغرور جھکے
رگ گردن سے مری خنجر خونخوار الجھے

چیں جبیں پہ نہ ہو سر چند وہ ابرو کج ہوں
بھوں نہ ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار الجھے

فرصت وقت ہے تدبیر کے خاطر لازم
پھر سلجھتے نہیں جب آنسوؤں کے تار الجھے

باغبانوں سے ترے شیفتۂ زلف اے گل
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار الجھے

جوش اشکوں کا یہی ہے تو یقیں ہے دلکو
دامن سیل سے خارہ سر دیوار الجھے

ناتوانی نے یہ دم بند کیا تار نفس
سینہ میں صورت موئے سر بیمار الجھے

کفر و اسلام سے آزاد ہوں بے قید ہوں میں
مجھ سے کافر ہی نہ جھگڑے نہ تو دیندار الجھے

روئے رنگیں سے ترے باغ میں وا ہو جو نقاب
صحبت گل سے دل بلبل گلزار الجھے

کوچۂ یار میں ہنگامہ رہا غیروں سے
دن کو دو چار سے رات کو دو چار الجھے

حسن کو ایک طرح پر نہیں اک لحظہ قرار
صاف سو بار وہ گیسو ہوئے سو بار الجھے

شیشہ گر کرتے ہیں بند اپنی دکانیں آتش
کس کے دیوانہ سے لڑکے سر بازار الجھے

منزلِ گور اب مجھے اے آسمان درکار ہے
مردمِ بیمار کو نقلِ مکان درکار ہے
ہجر کی شب مین کہانی سے کوئی آتی ہے نیند
قصہ خوان کے بدلے یان یٰسین خوان درکار ہے
ساحلِ دریائے ہستی ہے کنارہ گور کا
کشتیِ تن کے لئے بھی بادبان درکار ہے
دیکھئے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوب جائے
یار کو پیراہن آبِ روان درکار ہے
کچھ علاجِ وحشتِ عاشق نہین جز خوابِ گ
ایسے دیوانے کو زنجیرِ گران درکار ہے
آدمی کیواسطے کچھ اور ہووے یا نہ ہو
ساقی دے سبزہ و آبِ روان درکار ہے
سیرِ بامِ عرش کی دکھلاتی ہے دل کی تڑپ
صاحبِ تاثیر کو کیا نردبان درکار ہے
قیمتِ دل ان بتون سے کیا سمجھکر مانگئے
رہزنون کو مفت مالِ کاروان درکار ہے
خالی ہاتھ آئے ہین خالی ہاتھ عاشق جائینگے
وان نہ کچھ منظور تھا ہمکو نہ یان درکار ہے
ابرو و مژگان مدعا ہے جو تو سمجھے اسے
ترکِ حسنِ یار کو تیر و کمان درکار ہے
شہر و صحرا مین پھرا کرتا ہون اس امید پر
دو جگہ دیکھون مری مٹی جہان درکار ہے
میری پامالی اگر مقصود ہے اے آسمان
کہہ خدا سے مجکو اک سرو روان درکار ہے
سبزۂ خط کے تماشے سے مجھے ظاہر ہوا
حسن کو رشکِ بہارِ گل خزان درکار ہے
چاہے سگ کو دے اسے چاہے ہما کو دے اسے
آسمان لے لے جو مشتِ استخوان درکار ہے
بیشتر بندھتے ہین مضمونِ ہم آغوشیِ یار
بہرِ فکرِ شعر اک تنہا مکان درکار ہے

نالۂ بلبل کو سن کر اُف نہین کرتا کبھی
گوشِ گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شبِ برات جو زلفِ سیاہِ یار ہوئی
جبین سے صبحِ مہِ عید آشکار ہوئی
یہ سرخ نشہ مین چشمِ سیاہِ یار ہوئی
زیادہ تر شفقِ شام سے بہار ہوئی
تپِ درون نے نہ رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارتِ قلب آتشِ چنار ہوئی
گذر ہوا جو کبھی مرقدِ غریبان پر
گھٹائین پھوٹ بہین برق بیقرار ہوئی
شبِ فراق کی ظلمت جو آئی گور مین یاد
سفیدۂ صبح کا تاریکیِ مزار ہوئی
پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے سے کے ادیکہ خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی و جانکاہی سے اسے کاٹا
شبِ فراق مجھے فیل کا شکار ہوئی
زمین کو زلزلہ آئے گا چرخ کو چکر
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی
شبِ فراق کے صدمون سے جان بچ جاتی
عنانِ مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی
وہ کوہ ہون مین پرِ کاہ ہے گران جسکو
وہ کاہ ہون کمرِ کوہ پہ جو بار ہوئی
بھری ہے دل مین زبس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی
یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے اِسے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی
وفا سرشت ہون شیوہ ہے دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سنا ہے قصۂ مجنون و وامق فرہاد
کسیکو عاشقی **آتش** نہ سازوار ہوئی

غم نہین کوئے بتان مین جو نہین جا خالی
باغ فردوس مین ہے پہلو حورا خالی
اے صنم مہر و وفا سے نہین دنیا خالی
کون سا دل ہے نہین جسمین تری جا خالی
نیچی نظرون سے ہوا اُسکی زمانہ پامال
آنکھ اُٹھائی تو کیا عالمِ بالا خالی
شبِ تنہائی مین کیا گرم ہو پہلو اِس سے
ناز و انداز سے ہے صورتِ زیبا خالی
دیکھکر جان نکلتے ہوے بھاگے اغیار
مین نے مر کر بھی کیا یارون کا پالا خالی
گردشِ چشم کہان گردشِ ساغر بھی نہین
نظر آیا یہ مجھے گنبدِ مینا خالی
نکلے پہلو مین ہر اک نام کے ستر ستر
نہ ملی بعد فنا گور مین بھی جا خالی
سر بکف کوچۂ جلاد مین حاضر ہون مین
فتنہ سمجھے نہ مرے عہد مین دنیا خالی
پیاس بجھتی نہین مستسقی الفت کی ترے
سوکھ جاتے ہین کنوئین ہوتے ہین دریا خالی
گردشِ چشم نہین گردشِ افلاک سے کم
گھر کے گھر کرتی ہے وہ نرگسِ شہلا خالی
شکر کس منھ سے کرون گوشۂ تنہائی کا
مجکو دل کھول کے رونیکو ملی جا خالی
جوش کھایا جو مرے خون نے نہین رہنے کی
پائے محبوب مین جائے کفِ پا خالی

سمجھے **آتش** نہ کوئی آدمِ خاکی کو حقیر
نہین اسرار سے یہ خاک کا پتلا خالی

موت مانگون تو رہے آرزوے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے
میری ایذا کیلیئے مردے مین جان آتی ہے
کاٹنے دوڑتی ہے ماہی بے آب مجھے
دہن گرگ سے جیتا جو بچون صحرا مین
ذبح کرنے کیلیئے مول لے قصاب مجھے
ہون تصور مین صفائے بدن یار کے غرق
حلقۂ ناف ہوا حلقۂ گرداب مجھے
مردم دیدۂ قربانی ہون مین دیوانہ
آئے دروازہ کھلے بن نہ کبھی خواب مجھے
اے فلک ہے دس عریانی ہی پس از مرگ بھی تو
سونپتا کیا ہے کفن دزد کا اسباب مجھے
نہین رکھتے ہین امیری کی ہوس مرد فقیر
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے
جوش سے اشکونکے بھر جائے گا سیر پانی
کھینچ لیجائے گا دریا مین یہ سیلاب مجھے
دیر و کعبہ مین اُن آنکھونسے نہین حلقۂ در
کوئی ابروسے دکھاتا نہین محراب مجھے
فرقت یار مین کرتی ہے قیامت برپا
روز محشر سے نہین کم شب مہتاب مجھے
مرض عشق سے بچ جاؤن جو تم دلوا دو
صدقہ اپنے لب جان بخش کا عناب مجھے
چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
کب مین سویا کہ جگایا نہین بدخواب مجھے
نہین بھولا ہے جنون مین وہ حواس اُڑجانا
یاد ہے برہمی صحبت احباب مجھے
نام کو میرے بھی احباب مین اپنے لکھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہر جہان تاب مجھے

دل غنی چاہیے گو ہون مین فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے
ایک عالم ہے صنم بس کہ ترا فریادی
عرصۂ حشر جلوخانۂ سلطانی ہے
دل کے خون ہونے سے اے جان خدا نا گھبرا
ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہے
یار جلادی مین یکتا ہے زمانہ ہے اگر
واجب القتل نہین کوئی مرا ثانی ہے
حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
ہے پھر اندر عادہ کنون جبین نہین پانی ہے
صورت غنچۂ گل ہے دل بستہ میرا
مجکو واشد کی طلب فکر پریشانی ہے
سرنگون خاک مین ملو کے ہوا مجکو فلک
کار بد کردہ کا انجام پشیمانی ہے

بے تمیزی سے ہے اپنی مجھے امید نجات
باعث بیگنہی طفل کی نادانی ہے

ہونٹھ چٹوا کیے تا حال محبت کا مزا
زخم دل پر وہی ابتک نمک افشانی ہے

زندگانی مین ہون مین مردہ سے بدتر آتش
نقش تعویذ لحد کا خطِ پیشانی ہے

روئے خورشید سے روشن رخ نورانی ہے
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے

تاب نظارہ کہان اور کہان دیدۂ شوق
صورت یار مین آئینہ کو حیرانی ہے

شام ہوتے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل
عمر کوتہ سے وفا چاہنی نادانی ہے

ٹھوکرین رہگذر یار مین کھاتا ہون مین
عاشق نقشِ کف پا مری پیشانی ہے

تا دم مرگ رہا منتظرِ قاتل مین
شاہد حال مرا دیدۂ قربانی ہے

صورتِ یار مین اٹھیگا دم بازپسین
حالت نزع سے مشکل مری آسانی ہے

نیم جان چھوڑ کے نادم ہوا ہوگا یار
سر جھکا کر جو ہوئی مجکو پشیمانی ہے

آئینہ دیکھ ہوا یار غریق حیرت
منزل خوف شناور کو بندھا پانی ہے

دل سا دشمن ہے شب و روز عزیز پہلو
اپنے قاتل سے مجھے الفتِ روحانی ہے

وعدہ ہوتا نہین تا چند برابر میرا
اے اجل دیکھون تو کب تک نگہبانی ہے

نوجوانی مین غم عشق نہ بڑھنا معلوم
شب کوتاہ ہے افسانہ طولانی ہے

دشمنی ہے عوضِ دوستی یان اے آتش
درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لا چکے
مستون کو جوش صوفیون کو حال آ چکے

ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے
عاشق نقاب شاہد مقصود اٹھا چکے

کعبے سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دو راہے مین ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوقِ کمر یار کے ہوئے
حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لیگئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چکے

پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم
نقاہت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن مین روح پیام اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہین
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہین ترا ہوشیار ہین
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اڑا چکے

بیوجہ ہر دم آئینہ پیش نظر نہین
سمجھے ہم آپ آنکھون مین اپنی سما چکے

اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو
یوسف کو مول لے چکے قیمت چکا چکے

اُٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اُسکو ڈھا چکے

زیر زمین بھی تڑپین گے اے آسمان حسن
بیتاب تیرے گور مین بھی تاب لا چکے

آرائش جمال بلا کا نزول ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مسّی لگا چکے

دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے
زندون کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے

صیدون نے عشق و حسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہِ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گہے چشمۂ خون جاری ہے
گور پر بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے

دور اتنا بھی بس اے منزلِ مقصود نہ کھینچ
تھک گیا لاکھ مین ہمت تو نہین ہاری ہے

شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری
کون ہے وہ کہ جسے جان نہین پیاری ہے

غم کو مین فراموش ہوا الفت مین
لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے

رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے
زندگانی دو روزہ مجھے بھاری ہے

نکر اے باد بہاری مجھے تکلیف شراب
آگے ہی گٹھری گناہون کی مری بھاری ہے

وصل مین ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو
چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے

سایۂ دامنِ جلاد مین ٹھنڈا ہو لون
منزلِ سخت ہے پشتارہ بہت بھاری ہے

نسبت اے پردہ نشین تجھسے نہین یوسف کو
قدر اُس کی نہین جو حسن کہ بازاری ہے

دل کا گاہک وہ بلا کو ہے خدا خیر کرے
ہر بلا حاکم ظالم کی خریداری ہے

نہین معشوق جو آتش نہین میرا مطلوب
سکۂ عشق مرے نام پر اب جاری ہے

دیدۂ مشتاق کو منظور تو عالم میں ہے
دم ترا بھرتے ہیں وہ جبتک کہ اپنے دم میں ہے
خوش قدی کا تجسے دعوے کرکے اس تقصیر پر
سرو دن بھر دھوپ میں ہے رات بھر شبنم میں ہے
اک نہ اک دن یار ہوگا مہربان کام آئیگا
سو ہنر سے بہتر اک عیب محبت ہم میں ہے
خندہ زن دشمن نہ گریان دوست میرے حال پر
رتبۂ موتائے بے وارث مجھے عالم میں ہے
اس قدر پیٹے حنائی ہوگئے یارون کے ہاتھ
صرف سینہ پنجۂ مرجان مرے ماتم میں ہے
آئینہ دل کا ریاضت سے اگر ہوجائے صاف
پھر تماشہ ہے وہی ممکن جو جام جم میں ہے
آنکھ رغبت کی نہیں بیوجہ ذرے ڈالتے
روشنی اُس رخ کی کچھ کچھ نیر اعظم میں ہے
توڑتا ہے کس طرح دست جنون زنجیر و طوق
دیکھتا ہون میں بھی کتنا زور اس رستم میں ہے
گرد پھرتا تیرے اے بت عاشقون کو ہے طواف
عالم محراب کعبہ ابروؤن کے خم میں ہے
دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا
چکھ کے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم میں ہے
ایک بوسہ بھی غنیمت ہے لب جان بخش کا
وہ کرے تکرار حجت جسکو بیش و کم میں ہے
غیر عاشق دیکھ سکتا ہے تجھے کون اے حسین
ایسی یارآئی نظر کب چشم نامحرم میں ہے
قید عفت میں ہے وہ محبوب عاشق جان بلب
نزع میں بیمار عیسےٰ دامن مریم میں ہے
کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق
وہ اثر ہو جذب دل میں جو اثر مرہم میں ہے

قالب خاکی کو تو سنتے ہیں آتش زیر خاک
کچھ نہیں معلوم ہم کو روح کس عالم میں ہے

الٰہی افعی گیسوئے دلستان کاٹے
اجل کہیں مرے پاؤن کی بیڑیان کاٹے
برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے
شگفتہ ہوکے نہ وو دن بھی ہم نے یان کاٹے
لگا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پہ کاش
بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے
کہے گا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد
جو ذکر سے مرے غمّاز کی زبان کاٹے
منھ آئینہ میں جو دیکھے وہ غیرت یوسف
ادھر یہ اور اُدھر عکس انگلیان کاٹے
ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے
تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے
نکل چلا ہے حسینون کے قد موزون سے
درخت سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہان تک یہ نیم جان کاٹے
تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین
شہید ناز جو یاد آئے ارغوان کاٹے
قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کو
زمین کی طرح عزیزی سے آسمان کاٹے
بناتا ہے خط گل چہرہ یار یون حجام
چمن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے
زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار
یقین ہے بات کو پیر دن کی وہ جوان کاٹے
سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے
وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے
ملاؤن خاک مین اہل سخن کے دشمن کو
اکھیڑ دن جڑ سے مین وہ دانت جو زبان کاٹے

کسی کا ہو رہے **آتش** کسی کو کر رکھے
دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

مردم دیدہ رہے سایۂ مژگان کے تلے
زیست کا لطف ملا خنجر بران کے تلے
عیب لگتا ہے کسے جامۂ عریانی سے
اے جنون داغ نہین اپنے گریبان کے تلے
وست یاران وطن سے نہین مٹی درکار
دب مرونگا مین کہین ریگ بیابان کے تلے
شجر خشک ہون رہتا ہون گرفتار بلا
اژدہ کے نیچے سے جاتا ہون مین سوہان کے تلے
لیچلے وحشت دل اب کی جو صحرا کی طرف
فرش آنکھون کو کرون پائے غزالانکے تلے
نیند آتی نہین اک دم اُسے بے گل تکیہ
تکیہ دیکھا تھا مرے یار نے قرآن کے تلے
اسقدر دانت مرے قتل پہ لے یار نہیں
سودہ الماس کا آجائیگا دندان کے تلے
آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے
روند ڈالے قدم گبر و مسلمان کے تلے
رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد
جائے آرام نہین گنبد گردان کے تلے
حسرت بوسہ سے ہونٹھونکو چباتا ہون مین
زہر بنتی ہے مٹھائی مرے دندان کے تلے
دستخط فرد تو قسمت کی ہوئی ہے لیکن
بھولے سے رہگئی ہے مسند سلطان کے تلے
بوجھ شانے کا نہ اُسپر پڑے لے شاطہ
کمر یار دبی ہے زلف پریشان کے تلے
بد بلا لعل لب یار رہے اوپر مستی
سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین
ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دندانکے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا گنبد گردان کے تلے

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے
مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے
شعلۂ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اُٹھے جو پردہ بھی در تک پہونچے
حسرت بوسہ سے پانی مرے منھ مین بھر آئے
دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے
دم آخر ہی وہ کاش آئے گلہ کچھ نہین پھر
دست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے
منت سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالی جاہ
اژدہے کا نور کہان داغ قمر تک پہونچے
گرم جوشی نکرے یار کسی سے یہ نہ ہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے
موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب
دامن خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے
صورت آئینہ حیرت سے ہوئے ہین بیخود
سامنے سے ترے پھر کر ہین جو گھر تک پہونچے
دل خونخوار سے ہوتی ہے کدورت کوئی دور
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے
آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو توڑین اُس کو
تم سے منھ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے
جان بچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے
رگ گل کہتے ہین شاعر کبھی تار سنبل
دست فکر اُن کے نہین تیری کمر تک پہونچے
خدمت یار مین ہو ایسی رسائی یارب
مہر تک ذرہ جو پر اُڑ کے قمر تک پہونچے
حسن و خوبی کا ہو انصف جہان سودائی
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے
تیغ ابرو کی محبت مین گل اُس پر کھائے
پھول بارے مرے سینہ کی سپر تک پہونچے
وائے قسمت ہمین حسرت رہی سرگوشی کی
کان تک یار کے یاقوت و گہر تک پہونچے
جسم خاکی کی تمنا ہے یہی بعد فنا
مشت خاک اپنی تری راہ گذر تک پہونچے
آب شمشیر جو یہ تا کمر قاتل ہے
جوش مین آکے ابھی مرے سر تک پہونچے

عشق طفلان ہے خط شوق ہمارا آتش
پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

ابلیس حسد سے رہے تدبیر مین میری
تدبیر کو کیا دخل ہے تقدیر مین میری

خال رخ محبوب کے مضمون میں اک نکتہ
نقطہ کی جگہ اب نہیں تحریر میں میری
معشوق بھی کوئی نظر آتا ہے تو ڈھونڈا
اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری
دنیا میں محبت کا کہیں نام نہیں ہے
گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری
ہر لحظہ ہے یاں ورد زبان ذکر الٰہی
دم مارنے کی جا نہیں تقریر میں میری
دل کو نہیں اس گوشۂ ابرو کے سوا چین
آسودگی ہے سایۂ شمشیر میں میری
ہر غنچہ دگرگون ہے مرا حال پریشان
صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری
اس رعشۂ پیری سے تو موت آنی ہے بہتر
دن رات ہے اک زلزلہ تعمیر میں میری
پھر بھی چلے شمشیر گلے پر نہیں آتش
جلاد کو شک آتا ہے تقصیر میں میری

زاہد فریفتہ ہیں مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہیں اس خردسال کے
ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے
مضمون رفتگان سے طبیعت کو اپنی ننگ
گاہک نہو وین ہم کبھی مردے کے مال کے
شان و شکوہ نے ہمیں برباد کر دیا
مثل حباب اڑ گئے خیمہ نکال کے
رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
پیتا ہوں میں شراب میں بھی لون ڈال کے
بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہ چہار دہ
سنگ مقر ہوئے ہیں تمھارے کمال کے
اس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
تودے لگائے خاک سے ہیں ان کلال کے
سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی
ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے
شام شب فراق سے پہلے موئے جو لوگ
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے
اس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف
اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھال کے
دنی ہے زلف خال ہے انگلی کی مردمک
عقدے کھلے یہ فکر سے اس زلف و خال کے
آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں اہل نظر انھیں
سرمہ ہوئے ہیں پسے ہوئے تیری چال کے
اخوان دہر سے عجب اسکا نجا نے
یوسف کی فکر میں جو پھریں گرگ پال کے
معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر
تصویر شعر بنگئے پتلے خیال کے

سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو اے صنم
پنجہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جس وقت خیال آتا ہے
عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہے
آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر
دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہے
اے ہما مغز نہ لگا تو مری ہڈیون کو
سگ دیوانہ مجھے کاٹ کے مرجاتا ہے
ذرے اس کوچہ مین جا سکتے نہین روزن تک
سایہ دیوار سے لگ چلنے نہین پاتا ہے
گوش زد یار کے ہوتی نہین فریاد دلا
عالم خواب مین گویا کہ تو بڑّاتا ہے
خار سے خشک ہون گو ہجر مین اس گلرو کے
پردہ کانٹا ہون جو دامن نہین الجھاتا ہے
خس و خاشاک کا رتبہ ہے مجھے عالم مین
پہلے پھنکتا ہون مین جو آگ کو سلگاتا ہے
امتحان عاشق صادق کا سزاوار نہین
زر خالص کو بھی اے یار کوئی تاتا ہے
مشت خاک اپنی ہون گردونکے حوالہ کرتا
دامن گر وہ مرے سامنے پھیلاتا ہے

جان کھوتا ہے عبث عشق بتا مین آتش
سر کو نادان کوئی کہسار سے ٹکراتا ہے

میری قسمت مین لکھی موت جو تلوار کی تھی
شیر دایہ مین حلاوت نئی ہر دھار کی تھی
آب شمشیر دوا عشق کے بیمار کی تھی
چاشنی اس مین مگر شربت دیدار کی تھی
چلے ہر موئے تن ایسے کاوش مین گردن رکھتا
آب ابرو کی ہر اک بال مین تلوار کی تھی
آرزو رہ گئی اس کوچہ مین پامالی کی
دھوم ہی دھوم فقط چرخ جفاکار کی تھی
دل دیوانہ زبس عشق صنم رکھتا تھا
ہر نفس کاٹنی منزل مجھے کہسار کی تھی
کیا بناتا ہے شکستہ نفسون کو صیاد
فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی
گرم جوشی سے تپ عشق کی کیونکر بچتا
نبض اول ہی سے دودی ترے بیمار کی تھی
پا بہ گل بیخودی شوق سے مین رہتا تھا
کوچہ یار مین حالت مری دیوار کی تھی

حسنِ یوسف ہے وہی رونقِ بازار ابتک
وہی کثرت ہے جو کثرت کہ خریدار کی تھی

ایڑیان راہ مین رگڑا کیے ہم واماندے
پہونچے منزل مین وہ طاقت جنھین رفتار کی تھی

چہچہے کنجِ قفس مین بھی وہی باغ کے ہین
سر بلبل مین ہوا تھی وہ جو گلزار کی تھی

تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہِ صحرا مین جنون کیون نہ رکھے سرگشتہ
جستجو آبلہ پایون کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی پیش نظر صورت زیبائے حبیب
روشنی گھر مین مرے چاند سے رخسار کی تھی

طرہ سمجھا کیے مضمون کو اُس کے شاعر
چست اسطرح کی بندش تری دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تھے خریدار اے یار
پھونک دیتی اُنھین گرمی ترے بازار کی تھی

طور پر بھیجو **آتش** کو عزیزو تم دفن
آرزو اُسکو بہت جلوۂ دیدار کی تھی

ہر دم تفِ درون سے ہم آفت طلب رہے
ہے دشمنِ حیات جگر مین جو تب رہے

جا کی ہے تو نے منزلِ دل مین تو اے صنم
آنکھون کا بھی حجاب یہ ہے نہ اب رہے

دامان دوست کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہین بے سبب رہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آفرین
دل سے قریب ہوکے کوئی دور جب رہے

معدوم جوش گریہ سے کیا ہو بخار دل
کچھ گرد تو نہین جو یہ باران سے دب رہے

مانع تھا عرض حال کا از بسکہ رعب حسن
منھ دیکھتے ہی یار کا محفل مین سب رہے

روپوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیے
مردہ بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے

عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بد نما ہے نہ جو زیر لب رہے

آتش ظہور مہدی دین ہو خدا کرے
تا چند بے چراغ یہ معمورہ اب رہے

عاشق روے کتابی اگر انسان ہووے
اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظ قرآن ہووے

میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم
دوست گریان نہ تو دشمن کوئی خندان ہووے

نفس سرد سے یہ صبح کو آتی ہے صدا
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ سدھارے کہ جو مہمان ہووے

قدرت اللہ کی لے بت ہے ترا حسن و جمال
کافر عشق عجب کیا جو مسلمان ہووے

کون سا بال ہے اس زلف کا بکھرا جو نہین
کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہووے

دوربین دل ہو صفا سے تو تماشہ دکھلائے
آشکارا ہو وہ آنکھون سے جو پنہان ہووے

چاندنی چھٹکے اندھیرے مین تم الٹو جو نقاب
حسن کی جوت سے کار مہ تابان ہووے

جی مین آتا ہے کہ لیلین سنون چلے سے
دل بیمار کی مشکل کہین آسان ہووے

جان بھی جائے تو نکلے نہ زبان سے کبھی آہ
چاہیے سینہ ترا گور غریبان ہووے

بے حجابی ہے حیا سے بھی تمھاری قاتل
تشنۂ خون ہے وہ شمشیر جو عریان ہووے

رخ رنگین رہے منظور نظر اے آنکھو
دیکھیے اس کا تماشہ جو گلستان ہووے

عاشقون کا تجھے لازم ہے خیال اے شہ حسن
بیخبر ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہووے

موسم گل مین اڑاوے گی ہوا صحرا کی
باغ ہر چند کہ دیوانون کا زندان ہووے

حسن بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو
مدعی ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہووے

کفر و اسلام کی کچھ قید نہین اے آتش
شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پہ انسان ہووے

رشک پنجۂ مرجان پنجۂ حنائی ہے
صاف ہیرے کی ترشی یار کی کلائی ہے

کیا چمن شگفتہ ہے کیا بہار آئی ہے
کیا دماغ بلبل مین بوئے گل سمائی ہے

اشتیاق وصلت مین جان لب تک آئی ہے
عشق نے ستایا ہے حسن کی دہائی ہے

دیر سے نہین واقف بے خبر ہین کعبے سے
قصر یار کے در پہ شوق جبہہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذر نارسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پردہ شوخ آوے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہے

پھر رہا ہے آنکھون مین حسن پردہ سوز اسکا
بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے

جسقدر بڑھین انکو چند روز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفونکی کس قدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے
مژدہ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے ہے رنگ مدعی اُڑتا
ماہتاب کے منھ پر چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہین رکھتے اس پری کے دیوانے
سر برہنگی ہے یان یا برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے
صورت قفس چھوڑا جب اِسے رہائی ہے

جان زار باقی ہے لطفِ یار سے تسکین
دلِ شکستہ عاشق کے حق مین مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حُسن اے صنم تیرا
دم تیری محبت کا بھر رہی خدائی ہے

روسیاہ زاہد ہے سجدۂ ریائی سے
اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہین وہ آتش اُن سے ہم لپٹتے ہین
وان وہی کدورت ہے یان وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کا ہے رکھتی ہوا مجھے
زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

ہوتا ہے لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر
کم بختی نے کیا ہے سفال گدا مجھے

ظاہر مین گرچہ کاہ ہون باطن مین کوہ ہون
اپنی طرف نہ کھینچ سکے کہربا مجھے

ہے اتحاد میرے سے تیرے موج و آب کا
اے بحر حسن اپنا سمجھ آشنا مجھے

نازک حباب جو سے بھی میرا مزاج تھا
راس آئی اس چمن کی نہ آب و ہوا مجھے

کافر سے بھی نہ ہو سکے کرتا جو کچھ کہ فعل
بندہ جو ان بتون کا بناتا خدا مجھے

کب سے ہون اشتیاق مین قاتل کے جان بلب
یادش بخیر بھول گئی ہے قضا مجھے

پیتا ہون مین ہنوز چھپا کر شراب کو
تا حال رند جانتے ہین پارسا مجھے

ناز و نیاز کی ہے ترقی وہی ہنوز
صد آفرین ہے یار تجھے مرحبا مجھے

دل مثل غنچہ خون نہ کیا مجھ برہنہ نے
کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے

دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے
ہے کام مور بھی دہنِ آسیا مجھے

افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھا دیا
ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے

صورت حزین نصیب گلوئے بریدہ ہے
آتش حلال کرتی ہے بانگ درا مجھے

گوش گل کو نالۂ مرغ خوش الحان چاہیے
ناقۂ لیلی کو مجنون سا حدی خوان چاہیے

روح کو تن مین خیال باغ رضوان چاہیے
تا قفس مین بند ہے شوق گلستان چاہیے

چہرۂ محبوب پھیکا ہے جو خال اُس مین نہ ہو
خوان نعمت پر مقرر اک نمکدان چاہیے

روز محشر تو بھلا سر کو جھکا کر مین چلون
تیغ قاتل کا مری گردن پر احسان چاہیے

چاہتا ہون اس پری پیکر سے دستاویز وصل
عہد نامہ پر مگر مہر سلیمان چاہیے

عشق مین اللہ رے ہون ہو گیا دیوانہ مین
کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنون کا زندان چاہیے

دشنۂ قصاب سے ہے تیز ہر موئے مژہ
روز مرہ تم کو شغل عید قربان چاہیے

اے جنون دیوانۂ دست حنائی ہون مجھے
پنجۂ مرجان پئے چاک گریبان چاہیے

کچھ سوا اس کے علاج وحشت عاشق نہین
موت سی زنجیر یا مرقد سا زندان چاہیے

گل چراغ زندگی کرنیکا ہے دل کو خیال
جامہ زیبون کی قبا سے باد دامان چاہیے

بادشاہ حسن بھی کہتے ہین عاشق پیار سے
چین جبین پر آپکی مانند سلطان چاہیے

کہتے ہین بیمار عشق اُس نونہال حسن سے
سونگھ لینے کے لئے سیب زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہے خیال چہرۂ پُر نور یار
چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے

زلف کا اُس غیرت لیلی کے سودا ہو جسے
بید مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے

موسم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندرون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابے کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہووے آتش گنج پنہان چاہیے

تری ابروئے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کسی اُستاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے

کفن دوز دو دن مین قبر اہل دولت کا فسانہ ہے
تمامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میرے سایہ سے
سوار شیر مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے

گریبان پھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اس مین جنون کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون سے
مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے

کہا مجنون نے دنیا سے گذرنا سنکے لیلےٰ کا
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

نظر آتی نہین آنکھونکو باریکی کے باعث سے
کمر سے یار کی ہمکو محبت غائبانہ ہے

صفا کا اُس رُخِ زیبا کی ہے حیران آئینہ
لٹک پر گیسوؤن کی پیتا دانت اپنے شانہ ہے

سمندِ حُسن کو وہ ترک اُڑا دے جسقدر چاہے
مژہ مہمیز ہے گیسوئے مشکین تازیانہ ہے

پھراتا ہے عبث واعظ سر اپنا بک کے رندونسے
تکلف برطرف یان لااُبالی کارخانہ ہے

سیاہی دور کر دل کی تو پیدا نورِ عرفان ہو
سر افعی کو کچلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے

بلند اختر بلند اقبال قصرِ یار کو کہیئے
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے

چمن کی سیر مین لطفِ شکار آنکھونکو اُٹھیگا
ترے تیرِ نگہ کا بلبل اے گلرو نشانہ ہے

گلے مین اپنے باہین ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے

وبالِ جان ہوا ہے جسم خاکی ضعفِ پیری سے
قفس سے تنگ بلبل کو خزان مین آشیانہ ہے

نہین معلوم اُن آنکھون نے انکھو مین کیا پھونکا
دمِ بیگانگی بھرتا مرے دل سا یگانہ ہے

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض آتش
سمجھ لے اپنے منھ مین مور جو قسمت کا دانہ ہے

اے جنون ہوتے ہین صحرا پر اتارے شہر سے
فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے

خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سنکے حال
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے

جان دونگا مین اسیر اے دوستو چپکے رہو
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے

موسم گل مین رہا زندان مین اور آئی نہ موت
سامنے ہوتی نہین ہے آنکھ سارے شہر سے

جوشِ وحشت مین جو لی زندان سے مینے راہِ دشت
کودکان مجکو خدا حافظ پکارے شہر سے

پانون مین مجنون کے تو طاقت نہین اے کودکو
موسم گل کی ہوا انکو اُبھارے شہر سے

اک نظر للہ ہم کو صورتِ زیبا دکھا دُو
تشنۂ دیدار جاتے ہین تمھارے شہر سے

دشت گردی کی نہین دیوانہ کو کچھ احتیاج
جامہ سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے

چوٹ سی لگتی ہے دل جنگل سے ہوتا ہے اُچاٹ
سنگِ طفلان کرتے ہین مجکو اشارے شہر سے

جوشِ وحشت سے نہین پہونچا مین صحرا تک ہنوز
جانیوالے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسم گل آئی غنیمت سیرِ دیوانون کی ہو
میوۂ صحرائی پر ہین منھ پسارے شہر سے

اب تو آزردہ ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ پھر
جس گھڑی آتش نکلجاوے گا یار کے شہر سے

دل کو گھر اُس گل کی الفت کا بنایا چاہیے
بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیے
نرگس جادو کو اُس گل کی دکھایا چاہیے
سامری کافر کو گو سالہ بنایا چاہیے
روزن دیوار چشمون کو بنایا چاہیے
خانگی معشوق سے آنکھین لڑایا چاہیے
اُس کے کوچہ کے تصور مین غش آیا ہے مجھے
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے
وعدۂ دیدار آتا ہے الٹتا ہے نقاب
ٹکٹکی باندھین یہ آنکھون کو سجھایا چاہیے
کوچۂ گیسو کے سودے مین فنا ہوتی ہے رُوح
خانۂ زنجیر مین اے دل در آیا چاہیے
بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار
پھر گلستان چند روز اُس کو پڑھایا چاہیے
برہمن کہتے ہین تیرا مصحف رو دیکھکر
کفر سے باز آئیے ایمان لایا چاہیے
گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم
ہم کو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے
ساعد زیبا تو ہین الماس کے ترشے ہوے
اک نظر ساق بلورین بھی دکھایا چاہیے
دل کڑھاتی ہے نہایت نرگس بیمار یار
صدقے کر کے مرغ روح اُس پر اُڑایا چاہیے
اک راہ اتحاد اے دل یہ ہے جو ہو سکے
یاد مین اُسکی دو عالم بھول جایا چاہیے
عاشق بیخود کو بوسہ دیجیے مولا مرے
بندۂ مسکین کے اوپر رحم کھایا چاہیے
آسمان شمس و قمر پر اپنے نازان ہے کمال
تاج زرین کجکلاہون کے دکھایا چاہیے
سیر دریا نشہ کے عالم مین دیکھیگا وہ شوخ
کشتی مے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیے
سر پھرا میرا نہ مین بیدار ہون لے نفخ صور
بے خبر سوتے جو ہون اُنکو جگایا چاہیے

گیسوئے مشکین کی دکھلا کر لٹک کہتا ہے دل
آتش اس افعی کے اوپر زہر کھایا چاہیے

عاشق ہون مین نفرت ہے مرے رنگ کو بو سے
پیوند نہین چاک گریبان کو رفو سے
دامن مرے قاتل کا نہ رنگین ہو لہو سے
ہر چند کہ نزدیک ہو رگہائے گلو سے
گلزار جہان پر نہ پڑی آنکھ ہماری
کوتا ہی عمر اپنی حباب لب جو سے

پیشانی بت پر آکے ملتا ہے برہمن
آتی ہے جو خاک اُڑ کے مری یار کے کو سے

کرتا ہے وہ سفاک خطا شوق کے پرزے
مہندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے

مُنھ پھیرتے ہی یار کو صورت بھی گئی بھول
ہم چشمِ وفا رکھتے تھے اُس آئینہ رو سے

عاشق ہون مگر کرتے ہین معشوق خوشامد
نازک ہے طبیعت مری بیمار کی خو سے

زلفون سے پھنسایا دلِ نالان کو صنم نے
طوطی کو گرفتار کیا حلقۂ مو سے

دیوانہ شرابی ہون خراباتِ مغان مین
ہے ننگ سے الفت تو مجھے عشق سبو سے

تھی اُس مین زبس کاکلِ مشکین کی سیاہی
نیند آگئی مجکو بغلِ گور کی بو سے

آرہتا ہے خود یار بغل مین مری ہر شب
دربان سے نہ جھگڑا نہ خلش پاسِ سگِ کو سے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانبِ مصحف
زلفِ سیہ یار پھری رہتی ہے رو سے

ہون نزع کی حالت مین جو ہین منتظر یار
رگ رگ کے مری جان نکلتی ہے گلو سے

عاشق ہون برابر مجھے اندیشۂ جان ہے
بل کھائے ہوئے سانپ سے بکھرے ہوئے گیسو سے

ازبسکہ سمجھتا ہون اُسے دشمنِ جان مین
ہوتا ہے مجھے مرتبۂ عشق عدو سے

کشتہ ہون مین بیزاریِ جلاد کا آتش
تلوار نہین رنگ پکڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسۂ سر کو خمِ بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالمِ عریانیِ خوبان ہون فلک
ہے سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردشِ چشمِ بتان سے نہ ہو کیونکر دلِ غش
ٹھگ مسافر کو یقین ہے یہ کہ بیہوش کرے

صورتِ قطرۂ شبنم ہون عزیزِ ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجکو درِ گوش کرے

عاشقون سے ہے اشارہ یہی اُن مژگان کا
نشترون سے ہمین بھرے کنج لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اسے مدہوش کرے

اُس گذرگاہ مین لازم ہے گنہ سے پرہیز
راہرو چاہیے اپنا نہ گران گوش کرے

داغ دل ہو وین چراغون کی طرح سے معدوم
جلوہ فرمائی جو وہ صبحِ بناگوش کرے

اس تماشہ کی ہین مشتاق ہماری آنکھین
کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمنِ جان بھی تغافل کا نہووے کشتہ یار
خاطرِ دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا اے زاہد
تجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہین آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہین جستجو کرتے

ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے
سفید رنگ ہین آخر سیاہ مو کرتے

لٹاتے دولت دنیا کو میکدے مین ہم
طلائی ساغرِ مے نقرئی سبو کرتے

ہمیشہ مین نے گریبان کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفوگر رہے رفو کرتے

جو دیکھتے تری زنجیر زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے

بیاضِ گردنِ جانان کو صبح کہتے جو ہم
ستارۂ سحری تکمۂ گلو کرتے

یہ کعبہ سے نہین بے وجہ نسبتِ رخ یار
یہ بے سبب نہین مردے کو قبلہ رو کرتے

سکھاتے نالۂ شبگیر کو در اندازی
غمِ فراق کا اس چرخ کو عدو کرتے

وہ جان جان نہین آتا تو موت ہی آتی
دل و جگر کو کہان تک بھلا لہو کرتے

نہ پوچھ عالمِ برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے

خاک ہونے سے درِ دلدار نے جا دی مجھے
ہو گئی اقبال آخر میری بربادی مجھے

ایک دن مین منزلِ ہستی سے جا پہنچا عدم
راہ زن سنتا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے

کم نصیب ایسا ہون گر ہو خرمی کو اذن عام
ہو نہ شادی مرگ ہونیکے سوا شادی مجھے

ترک کرنا جامۂ تن کا ہے یان ترکِ لباس
روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے

یاد دلوا کر لڑکپن یار کا بسمل کیا
تیغ چوبین بھی ہوئی شمشیر فولادی مجھے

تلخ کامی شہد ہے سودائے زلفِ یار مین
عشق افعی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے

پابہ گل جب فرقۂ آزاد پایا شکل سرو
ہو گئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرغانِ مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہے کارِ صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی دلبستگی حوا کے ساتھ
حُسنِ عالم گیر سے ہے عشق بنیادی مجھے

یہ عروسِ فاحشہ آتی نہین دلکو پسند
زالِ دنیا کی نہین منظور دامادی مجھے

ے بتو تیغِ تغافل سے نہ چھوڑو نیم جان
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

حُسنِ قاتل سے ازل سے دلکو عشقِ پاک ہے
خوبصورت کی پسند آتی ہے جلادی مجھے

دل گذرگاہِ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اُس ویرانہ کی آتی ہے آبادی مجھے

مین نے فنِ شعر اے آتش پڑھایا ہے جسے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغِ دل کو ہدفِ ناوکِ مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دلِ پُر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ مین اس گنج کو پنہان کرتے

کنجِ تنہائی مین رہتا ہے نہایت دل تنگ
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہین
مجھپہ احسان جو نکرتے تو یہ احسان کرتے

بے وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین
ے بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامتِ یار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم
منکرِ روزِ قیامت کو پشیمان کرتے

یار سے وعدۂ فردا ہے جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاکِ گریبان کرتے

موج زن رہتے جو دریا نہ مرے اشکون کے
سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

اُس پری رو نے سُنی ایک نہ دیوانون کی
غل رہے خانۂ زنجیر کے مہمان کرتے

دل مین رکھتے ہین محبت جو تری پوشیدہ
حُسنِ یوسف سے ہین روشن وہی زندان کرتے

مرغِ دل سیکڑون ہی لٹکے ہوے پاتا ہون مین
پیچشِ دام مین وہ گیسوے پیچان کرتے

شربتِ وصل تو ناممکن و ناپیدا ہے
زہر ملتا تو علاج تپِ ہجران کرتے

دلِ یوسف سے نہ کیون داغِ محبت ہو عزیز
صاحب خانہ مین کیا خاطرِ مہمان کرتے

گیسوؤن کو نہ ہوا سے اُنھین الجھانا تھا
اپنے سودائیون کے دل نہ پریشان کرتے

دمِ فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش
کارِ الماس وہ الماس سے دندان کرتے

ظاہر ہے یہ اے یار تری کم سخنی سے
لب بند ہوئے جاتے ہین شیرین دہنی سے

اخوان کی عداوت سے ہوا شہرۂ یوسف
کچھ پیش نہین جاتی ہے قسمت کے دھنی سے

بوسہ سے لبِ یار کے کھونی ہے تپ غم
یہ آگ بجھانی ہے عقیق یمنی سے

افسانہ سے بدتر ہے جو ہو راز ہویدا
اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے

روتا ہے اِدھر ابر اُدھر ہنس رہی ہے برق
گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے

طفلی مین اشارہ تھا یہ اس چشم سیہ کا
ہم آنکھ لڑا دینگے غزال ختنی سے

وہ صدمے اُٹھائے ہین تپ عشق سے جیتے
اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے

گردون سے نہ ہو دولتِ دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے

افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر پھوڑ کے مر جائیے اس تیشہ زنی سے

اللہ رے غرور زمین پر نہ رکھا پانون
پھولے نہ سمائے کبھی گل پیرہنی سے

کیا چیز ہے اے آہ ترے سامنے گردون
فولادی سپر ٹوٹی ہے برچھی کی انی سے

کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دمِ شمشیر کی موج نفس مین یان روانی ہے
گلے تک حسرت جلّاد مین لوہے کا پانی ہے

چمن مین جاکے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
یہ میرا داغِ دل ہی داغ لالہ کی نشانی ہے

دلِ نازک نہین تابِ جمال یار لائے گا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلائے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورون کا
سُنی مین نے بہت تریا چرتر کی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصرِ تن کو گور کی منزل اُٹھانی ہے

شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچھانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لاکے تانی ہے

الٰہی طول عمر خضر دے بادِ بہاری کو
مزار بیکسان پر پھول کی چادر چڑھانی ہے

نہین یہ بے جہت سوباف چوٹی مین تمامی کا
تجھے ابرِ سیہ سے اے پری بجلی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہِ صبحگاہی کو
درِ فریادرس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان روکے
گرز رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے

عرصۂ روئے زمین صحن گلستان روکے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان روکے

تہمتِ گل ہون مین کیا مجکو گلستان روکے
بوئے پیراہن یوسف کو نہ زندان روکے

برق رفتار ہون منزل ہے مرے زیر قدم
ابر گھیرے مجھے ہر چند کہ باران روکے

جو خلش آبلون سے ہو نا ہو صحرا ہی مین ہو
راستے مین نہ مجھے خار مغیلان روکے

حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن زدنی
ڈھال پر تیری سروہی کو جو انسان روکے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سرِ میدان روکے

بلبلون کے لئے ہے دام رگِ گل کافی
جال پھیلا کے نہ صیاد گلستان روکے

لذّت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انسان روکے

انگلیان پانچون ترا دست نگارین توڑے
ایک زور باش کا اگر پنجۂ مرجان روکے

شوق سے ٹنکے کمر پر ہین کچھ کام نہین
سامنا رُخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے

دوڑا آتا ہون جلو مین اُنھین مین دیوانہ
زعم مین اپنے مجھے لشکر طفلان روکے

غیرتِ عشق عطا شمشیر توفیق کرے
اے چکور اُڑ کے تو راہِ مہ تابان روکے

دھجیان کر کے رہِ دامنِ صحرا لون گا
تنگ مجکو نہ کرے دم نہ گریبان روکے

حافظ اللہ ہے ہم بے سر و سامانون کا
اوس جس کملی سے چھنتی ہے وہ باران روکے

شوق صحرا ہے نہین پاؤن زمین پر پڑتے
کس کو ٹھہرائے اُلجھکر کسے دامان روکے

دل مین اُس بت کے الٰہی ہو گھر ایسا
بر طرف اُسکو کرے مجکو جو دربان روکے

چار دن موسم گل مین تو ہون دشت نورد
راہ کھوٹی نکرے مجکو نہ زندان روکے

ہنستے ہین گل کی طرح اہل جہان کیا آتش
مثل شبنم گئے اس باغ سے مہمان رو کے

پو جنا بت کا نمازِ زاہدِ سالوس ہے
نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے

زلف و رُخ سے تیرے وابستہ جو ہی پابوس ہے
چشم حیرت آئینہ تا شانہ کفِ افسوس ہے

قدرِ نعمت بعدِ نعمت کے ہو کرتا آدمی
عہدِ پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے

زلف کے سودے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ
یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہے

یہ صدا دیتی ہے خلخالِ اُنکی ہنگامِ خرام
خاک مین ملجائے جس کو حسرتِ پابوس ہے

حسنِ بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ہوتے ہین قتل
شمع بھی شمشیرِ عریان ہے جو بے فانوس ہے

خوشنما ہے یار کے اندام پر یون پیرہن
روح کو جیسے مزیب جسم کا ملبوس ہے

آہ سرد و اشکِ گرم و رنگ زرد و دردِ عشق
دے جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہے

بخشے جاوینگے گنہگارِ محبت اے صنم
رحمتِ اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے

دیکھیئے آغازِ الفت کا ہو کیا انجامِ کار
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہے

باغ مین دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار
کثرتِ گل سے جو بوٹا ہے دمِ طاؤس ہے

بادشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہین
غلغلۂ زنجیرِ مجنون کا صدائے کوس ہے

محوِ حیرت کر دیا ہے اُس صنم کے حسن نے
ون خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے

عاشقِ بیخود کو اندیشہ ملامت کا نہین
مرد دیوانہ جو ہے بے ننگ و بے ناموس ہے

ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے

عاشقون سے اُس پری رخسار کا یہ ہے کلام
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہے

خطِ گلنار روے رنگین پر ہے پیغامِ خزان
اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جب سے ہے سودائے پابوسیِ یار
ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمالِ افسوس ہے

تصویر کھینچی اُس کے رُخِ سُرخ فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

اللہ رے تکلف ساقی بہار مین
مے کی گلابیان ہین مرصّع کے کام کی

ناساز ہے یہ انجمن دہر کی ہوا
مُطرب نے راہ بھولی ہے اپنے مقام کی

کیا اپنی انجمن مین صبا کو مین راہ دون
کلیون مین بوئے خلوتِ خاص اسنے عام کی

خطِ سیہ ہوا رُخِ پُر نور رشکِ باغ
صبحِ بہار سبزۂ نورس نے شام کی

اصلاح لینے آتے ہین رنگین خیال لوگ
خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی

اس پہ چلین گے مثل قلم پائے خوشخطان
تربت ہماری تختی ہے مشق خرام کی

سر توڑنے محتسب کا جو اس میکدہ مین آئے
جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی

بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہے
حالت وہی ہے نکہت گل سے مشام کی

صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا
پتلا بنا سکے نہ منی احتلام کی

حجت ہے بہر مذہب عشق ایک داغ
سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی

اللہ رے پھڑکنا اسیران تازہ کا
صیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی

نظارہ کرے قلزم حسن و جمال کا ئے
مثل حباب ہے تجھے فرصت قیام کی

استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو
آزادی پہ بھی تو نہین بدلی غلام کی

ملتا ہون متصل کف افسوس روز و شب
حسرت ہے میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی

مضمون کا چور ہوتا ہے رسوا جہان مین
جلکھی خراب کرتی ہے مال حرام کی

آتش کمال مہدی دین کا ہے اشتیاق
آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

فرقت کی شب مین گرمی ہے روز قیام کی
مردون کی نیند نالون نے میرے حرام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سامنا تھا جو ابجد تمام کی

سرخی پان ہو لعل سی زیب یار پر
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی

بلبل موا پھڑک کے تو کیا دے گا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

ہو سجادہ عرش پر جو در دل تلک گیا
رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی

پیش از سوال دون مین نکیرین کا جواب
ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہے جائے رشک
عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حورین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

بیجا ناحق کو چاردہ معصوم کے طفیل
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی
بیمار عشق ہون مجھے عیسےٰ جواب دے
کالون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی
موئے سیاہ ہوگئے دو روز مین سفید
ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی
صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی
پیدا نہ ہوگا دوسرا مجھسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی
بیماری فراق سے ہے تلخ ہو گئی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی
اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہے زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی
آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شب فرقت مین یار جانی کی
درد پہلو نے مہربانی کی
منہ دکھاؤ بہت رہی تکرار
ارنی اور لن ترانی کی
جس کو کہتے ہین چودھوین کا چاند
تیری تصویر ہے جوانی کی
کمر یار ہو گئی غائب
سن کے دھوم اپنی ناتوانی کی
صورت حال پہ ہمارے مہر
داغ نے زخم نے نشانی کی
سیر نعمت سے دو جہان کی کیا
دے کے شبنم کو بوند پانی کی
ہوگیا عشق حسن سے ناگاہ
پوچھتے کیا ہو ناگہانی کی
دل برشتہ ہوا جو شل کباب
مین نے ترکون کی مہمانی کی
لب جان بخش کے قریب وہ خط
شرح ہے متن زندگانی کی
گوش زد ہوتے ہی ہوئی دشمن
نیند تیری مری کہانی کی
کھنچتے اس غزال کی صورت
چوکڑی بھولتی ہے مانی کی
مجکو بٹھلا کے یار سوتا ہے
عاشقی کی کہ پاسبانی کی
رہ گیا شوق منزل مقصود
پائے خفتہ نے سرگرانی کی
مثل شبنم ہون صاف دل قانع
مجکو دریا ہے بوند پانی کی

برق چمکی تو سر فرار کیا
ابر آیا تو مہربانی کی

راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش
نہ رہی قدر زندگانی کی

واقف ہوئی خزان نہ ہماری بہار سے
بدلا نہ رنگ نشہ نے اپنے خمار سے
بعدِ فنا وصال ہوا ہم کو یار سے
توڑا طلسم ہجر کو لوح مزار سے
بے روئے یار گل نظر آتے ہین خار سے
صوت ہزار کم نہین صوتِ حمار سے
توڑون وہ گل جو سُرخ ہوئے نگار سے
کاٹون مین سرو کو جو بڑھے قدِ یار سے
سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا
مارا پڑا مین زنگی ابلق سوار سے
چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغِ دل اسیر
صیاد مطلع ہے کمین شکار سے
افسردہ دل وہ ہون جو مری قبر پر نصب
مانند خشت سنگ تہی ہو شرار سے
اُس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہین
بھاگین گے دور شمع و گل اپنے مزار سے
جولان مین ہے سمند یہ کس رشکِ ماہ کا
ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے
خاموش دیکھتا ہون گل و سرو کی بہار
حیرت مین ہون زمانہ کے نقش و نگار سے
عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ
زخمونکی بدھی ملتی ہے پھولونکے ہار سے
کوچہ مین تیرے کشتون کا رہے ہجوم
خالی یہ صید گاہ نہ ہووے شکار سے
اوروں سے کیجے وعدۂ دیدار حشر پر
مرنا نہین قبول ہمین انتظار سے
بعد فنا قبول نہین ذکرِ نیک و بد
مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے
سمجھے تو رنج و راحت بلبل ہے مدعا
اس مطلع دو لخت خزان و بہار سے
خط وار عارضون سے ہون ناقص پسند ش
رغبت نہین مجھے ثمرِ داغ دار سے
بیہودہ خاک اُڑانے سے کیا حاصل اے صبا
ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے
ممکن ہوا نہ خون شہیدان کو دست رس
نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے
کٹتے ہین میری اُس کی محبت سے مدعی
دو دم ہوے جو ایک ہوے ذوالفقار سے
رکھدین برہنہ گور مین اہل جہان مجھے
دین اگر کفن قبول نہین روزگار سے

نیرنگ روزگار سے آتش عجب نہین
چھلا اُتارے دزد حنا دست یار سے

بہار آئی چھلکا ساقی شراب روح پرور سے
خزان کا غم بھلا دے بادۂ گلگون کے ساغر سے

صفائے قلب کو حاصل کیا مین نے مقدر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے

نگاہ ناز کا سائل ہون خوبان ستمگر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے

جدائی دل کو پیش آئی ہے کس پاکیزہ گوہر سے
قوی ہے رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے

کیا ہے عشق پیدا گردش چشم فسونگر سے
یہ کیفیت ہمین حاصل ہوئی ہے دور ساغر سے

نہ خط لیجائے میرا تا کوئی پھر جان کے ڈر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے

لکھے ہین سیکڑون یک لخت مضمون لب شیرین
گلوئے خامہ کو بھر بھر دیا ہے مین نے شکر سے

کمال عشق و حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
صبا دو پھول اڑا لائی تھی اکدن تیرے بستر سے

شگفتہ خاطر افسردہ کئے خالون کے بوسے نے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے

پھنسایا چاہتا ہے باغبان بلبل کو پھندے مین
کمر بندھوائی ہے صیاد کی چھولنگی چادر سے

صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
نمود گرد کی بنیاد ہے تحریک لشکر سے

کسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا
قیامت ہوگی ہم پر گرمی خورشید محشر سے

خریدار اک نہین اس کا ہزارون اسکے گاہک ہین
دل وحشی مرا بے قدر ہے جنگلی کبوتر سے

ملے گا وہ پری رو مجکو مین دیوانہ ہون جس کا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہے شکر سے

جفائے حسن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے

قفس مین بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہے
چمن کی سیر کر لیتا ہون مین دل کے صنوبر سے

خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبۂ رہ مین
پھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے

عداوت بے شعورون کی ضرر پہونچا نہین سکتی
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے

خدائے حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
جو اُس کو باز سے ہے شوق تو مجکو کبوتر سے

پریزادون کے کوچے مین ہوئے ہین گرد آلودہ
ہمارے پانون کو دھو دین گے آب حوض کوثر سے

ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کو کی جاتی ہے
کسی نے شہد کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دلِ مشتاق پہ سیرِ گلستان نے
اکو کی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہون رو دیا گیا ہون رات بھر آتش
چراغ گور اگر گل ہوگیا ہے بادِ صرصر سے

وہی جنون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گورِ غریبان پر
ہوائے تیغ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا
وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رواجِ عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل مین
رہ و رسم وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا
وہ اُس کی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

فراق یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا
یہ شب بیمار بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانون سے اپنے
وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

عارف ہے وہ جو حسن کا جویا جہان مین ہے
باہر نہین ہے یوسف اسی کاروان مین ہے

پیری مین شغل مے ہے جوانانہ روز و شب
بوئے بہار آتی ہماری خزان مین ہے

ہوتا ہے گل کے سونگھنے سے دو تا گرفتہ دل
مجسا بھی بد دماغ کم اس بوستان مین ہے

پشت خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہون نعرہ زن
کرتا ہون صرف تیر جو زور اس کمان مین ہے

دکھلا رہی ہے دل کی صفا دو جہان کی سیر
کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان مین ہے

دیوانہ جو نہ عشق سے ہو آدمی نہین
حسن پری کا جلوہ طلسم جہان مین ہے

پروانون کی طرح ہے ہجوم قدح کشان
روشن چراغِ بادہ جو مغ کی دکان مین ہے

اس دلربا کے کوچہ مین آگے ہوا سے جائے
اتنی تو جان اب بھی تن ناتوان مین ہے

دنیا سے کوچ کرتا ہے اک روز ہر رہرو
بانگ جرس سے شور ہی کاروان مین ہے

پڑھ سکتا سرنوشت کا مطلب کوئی نہین
معلوم کچھ نہین کہ یہ خط کس زبان مین ہے

آیندہ و روندہ کی چلتی ہین ٹھوکرین
جادہ جو اپنا تھا اُسی خواب گران مین ہے

کشتے ہین بلخ مین بھی تری تیغ ناز کے
بوئے شہید لالہ مین بادہ ارغوان مین ہے

عاشق کے رنگ زرد کو دیکھو تو ہنس پڑو
تاثیر اسمین بھی ہے وہ جو زعفران مین ہے

معدوم وہ کمر ہے نہ موہوم وہ دہن
کہتے ہین شاعران کے جو کچھ گمان مین ہے

گل توڑتے ہین ہوتے ہین بلبل اسیر دام
صیاد مستعد مدد باغبان مین ہے

سرکش کی منزلت ہے سبک مثل خاکسار
وہ تمکنت زمین کی کہان آسمان مین ہے

سنبل سے حال گل ہون مین یہ کیسے پوچھتا
کس سلسلہ مین تو ہے یہ کس خاندان مین ہے

دل مین خیال گیسوئے مشکین ہے بدبلا
یہ مرغ روح کے لئے سانپ آشیان مین ہے

حکمت سے ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا
نور آنکھ مین ہے اسکے تو مغز استخوان مین ہے

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہے

طفلی مین بھی شادی متوحش رہی ہم سے
چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے

ہاتھ آنا تعجب نہین اس رشک پری کا
جل جائے تو کیا داغ جنون کم ہے درم سے

ہو گرم رہ بادیہ عشق جنون ہون
جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے

دکھلاتے نہین دانت وہ ہنسکر ہین دکھلتے
چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے

ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن کے
زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے

ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر
مضمون کمر یار کے لاتی ہے عدم سے

آنکھون کو رہے مدنظر مشتری دل
دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے

کعبہ مین بھی بت خانہ کی تکلون کو نہ بھولا
یاد آگئی ابرو مجھے محراب حرم سے

وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا
کہتی ہے صبا آکے سلیمان کی قسم سے

گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے
یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے

میراث سمجھتا ہے جو فردوس بریں کو
فرزند وہ آدم کا ہے حوا کے شکم سے

اے چرخ نہیں زندے ہی بیداد سے نالاں
فریادی ہیں مردے بھی ترے ظلم و ستم سے

دیوانہ کو اطفال نہ گھیرے رہیں کیونکر
خالی کوئی لشکر نہیں دیکھا ہے علم سے

ہوتا ہے خط پشت لب یار سے ظاہر
کاتب کوئی بہتر نہیں یاقوت رقم سے

جان بخشی بلبل ہو بہار آئے خزان جائے
کانٹا ہوا ہے سوکھ کے گلزار کے غم سے

دیکھا ہے تماشائے جہان آنکھوں سے برسون
کیفیت اٹھائی ہے بہت ساغر جم سے

ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے فلک کی
وہ لوگ زیادہ ہون جو جھک جاتے ہین کم سے

برچھی سے سوا توڑ ہے اُس موئے مژہ مین
ابرو کی کجی تیز ہے تلوار کے خم سے

تا چند کرے گا رقم سوز دل آتش
رکھ ہاتھ نکلتا ہے دھوان مغز قلم سے

قاتل عاشق ہر اِک اُس ترک کا انداز ہے
تیغ گویائی خموشی تیر بے آواز ہے

گرم جوشیِ محبت کا وہی انداز ہے
داغ دل سے ربط ہے سوز جگر سے ساز ہے

خانہ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے
روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے

مرد میدان وجد کرتے ہین جو سنتے ہین کبھی
نے گلو اپنا ہے نالہ شیر کی آواز ہے

سونگھنا گیسوئے مشکین کا کرے گا دم فنا
کونسا سودا نہین سر کے لئے ناساز ہے

اُڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمراہ صبا
بے پر و بالی مین بھی اپنی وہی پرواز ہے

بادشاہ وقت ہے دیوانہ تیرا اے پری
نالۂ زنجیر نوبت خانہ کی آواز ہے

صید گاہ عشق سے مایوس پھر نکلا نہین
عاشق تیر نگہ ہے مرغ دل جانباز ہے

صورتِ محبوب کو آنکھوں نے تو دیکھا نہین
گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے

حُسن نے خطِ غلامی لکھ دیا ہے یار کو
گل سے گالون پر نہین یہ سبزہ کا آغاز ہے

اُنگلیان کانون مین دیتے ہین وہ میرے ذکر سے
کاٹتا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے

بے مئے گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین
منکم بیچا دے جو تو اسکو تو اے دل راز ہے

لپٹے جاتے ہین ہم اُن سے ہم سے ہین وہ بھاگتے
اس طرف سے بے نیاز اور اُسطرف سے ناز ہے

روے روشن کم ید بیضاے موسیٰ سے نہین
ساحری وقت وہ چشم فسون پرداز ہے
باندھتے ہین شعر مین مضمونِ چشم و لب شریک
ایک مصرع ہے فسون اپنا تو اک اعجاز ہے
محو رہتا ہون مین یادِ حُسنِ عالمگیر مین
ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے
دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کمانداروں مین ہم
اس نشانہ کو اڑا دے جو وہ تیر انداز ہے
رمز کی تقریر ہم سے پیش جانے کی نہین
بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طنّاز ہے
ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین
صیدگاہِ عشق مین قحط شکار انداز ہے
مُرغِ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین
تیز پر شاہین سے بھی اُس کی نگہ کا باز ہے
فصلِ گل ہے شیشۂ و پیمانہ کا ہے دور دور
خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہے مضمون باندھنا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھٹکے نگہ الجھی رُخ جانان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے
الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
درہم اک خلق ہے برہم زدن مژگان سے
روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال
بوئے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
وحشت آباد جہان مین نہو آرام طلب
کب مسافر کو ملا چین دہ ویران سے
زمہریر اور جہنم ہے مجھے بے محبوب
استراحت ہے زمستان سے نہ تابستان سے
صحبت یار و رقیب آنکھون پھر جاتی ہے
داغ ہوتا ہے مجھے لالۂ نافرمان سے
آخرکار جہان سے ہو اگر آگاہی
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
پست فطرت کو نہو رتبۂ اعلیٰ حاصل
ایک تہ خانہ کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے

بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

خام کو شادی ہے غم پختہ کو ہے احسان سے
کشت کو نفع ہے خرمن کو ضرر باران سے

کرم حق سے ہون ایمن ستم دوران سے
پارے کا ڈر نہین رہتا اثر باران سے

آستین ہون وہ کہ مربوط گریبان سے نہین
وہ گریبان ہون جسے قرب نہین دامان سے

تیغ قاتل سے اُڑا یون سر شوریدہ مرا
جس طرح سے حرکت گوے کو ہو چوگان سے

خط نورس نے جگہ کی رخ رشک گل پہ
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے

عشق آنکھون کو ترازو کے بنائے پلے
حسن انصاف طلب ہوے اگر میزان سے

آسمان سے ہے توقع کسے سرسبزی کی
ہون وہ افتادہ زمین جو نہ اُٹھے دہقان سے

رنج دنیا مین زیادہ ہے تو راحت کم ہے
وصل کا روز ہے کوتاہ شب ہجران سے

سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے

شمع کافوری کی حاجت نہین کچھ مدفن پہ
دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے

نالہ کش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہوے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے

بخت خفتہ کو جگا کر اُسے نوکر رکھون
خواب کا روکنا ممکن ہوا گر دربان سے

کون سا لطف ترے روئے کتابی مین نہین
رطب و یابس کوئی باہر نہین ہے قرآن سے

شیر ہم اور نیستان ہے حصیر اپنا آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے سر مردان سے

کام آخر نہ ہوا اپنا صف مژگان سے
حسرت تیر لئے جاتے ہین ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے
یہین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے

حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اُسکو
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے

زخم خندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہین
عشق بلبل کا سبب ہے گل خندان سے

رگین زنجیرین ہین مین روح ہون یہ قالب ہے
ملک الموت چھڑا دے گا مجھے زندان سے

کعبہ و دیر مین نافہمی سے پھرتا ہے خراب
دور سمجھا ہے جسے ہے وہ قریب انسان سے

قسمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بدی
دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے

بسکہ رکھتا ہے اُسے وحش پہ لے قاتل تو
مثل گردن ہے تری تیغ خم اس احسان سے

طرفہ گرمی مرے محبوب قبا پوش نے کی
شمع کشتہ کو فروزندہ کیا داماں سے

سائل صبر و سکوت ہوں خدا سے شب و روز
منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے

آتش و دود کا عالم نظر آیا بے یار
خفقان مجکو ہوا لالہ و نافرمان سے

خشمگیں آنکھ دکھائی جسے وہ قتل ہوا
برچھیاں چل گئیں اے ترک تری مژگاں سے

باغ میں زلف خط یار ہے یاد آجاتا
کبھی سنبل سے الجھتا ہوں کبھی ریحان سے

گردش بخت ہے یا گردش پرکار آتش
پاؤں اُٹھتا نہیں اس دائرہ دوران سے

ساغر صاف مے حب علی مشرب ہے
مرد مومن ہوں میں اثنا عشری مذہب ہے

سن انسان سے ہر اک شعر میں یاں مطلب ہے
روح معنی ہے جو ہے بیت مری قالب ہے

سرو اولیٰ ہے مری آنکھوں میں گل انسب ہے
جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے

ابلق یار کا پھرتا ہے خیال آنکھوں میں
روز نقرہ جو ہمارا ہے تو مشکی شب ہے

تو امیر اے بت سرکش تو یہ عاجز ہے فقیر
حسن جاگیر تری عشق مرا منصب ہے

مرد میدان کی حرارت ہے شجاعت کی دلیل
دائمی شیر نیستاں کے لئے ایک تب ہے

کنج تنہائی میں آگے خفقان ہوتا تھا
اپنی پرچھائیں کی صورت سے بھی نفرت اب ہے

وصل کی شب بھی وہ کافر نہیں عریاں ہوتا
مثل گل پیرہن یار بلکہ قالب ہے

عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہے مجکو
زلف زنجیر ہے زندان مجھے کنج لب ہے

ایک سے ایک کو پاتا ہوں میں یاں بالادست
زیر لب ہے جو ذقن زیر ذقن غبغب ہے

حکمت حسن ہویدا ہے رخ دلبر سے
چاہ نخشب ہے ذقن چہرہ مہ نخشب ہے

ترک خونخوار ہے یار اور میں مسکین شاعر
تیغ مقصود اُسے جوہر سے مجھے مطلب ہے

جلوۂ یار سے یاں سینہ ہوا ہے روشن
میں وہ ذرہ ہوں کہ خورشید مرا کوکب ہے

عشق کامل ہے سبب حسن سے یکرنگی کا
شمع و پروانہ کا جل جانے میں اک مذہب ہے

موذیون کا بھی ہے یہ خاک کا پتلا موذی
زیر پاپوش سر مار و سر عقرب ہے

شہسوارون کو گراتا ہے یہ پشت زین سے
کس قدر ابلق ایام برا مرکب ہے

حیف ہے سوزش دل کا نہ اشکون نے علاج
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے

دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سُنے
مدعا مہر و محبت سے وفا مطلب ہے

مرض عشق سے اک خلقِ خدا ہے رنجور
جلوہ حسن جہان سوز بھی فصلی تب ہے

کونسی شے ہے زمانہ مین نہین جو اسمین
سیر کر دل ہی مین دنیا کا تماشہ سب ہے

حشر پر وعدۂ دیدار نہ کر عاشق سے
کس کو معلوم ہے فردائے قیامت کب ہے

جسم کو جانتے ہین صنعتِ دست قدرت
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امر رب ہے

روئے انور سے مقدم ہے تری زلف سیاہ
عید کے روزے اوّل رمضان کی شب ہے

مجکو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ہل جائے
قطب تارہ جسے کہتے ہین مرا کوکب ہے

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہے

زور قوت سے ڈراتا ہے یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیر علی ہون جو عدو مرحب ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے

تیغ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور
کچھ گرانجانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے

اس قدر کس لئے یہ جنگ جدل اے گردون
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتی ایسا
خاکساری نہین دی ہے مجھے دولت دی ہے

آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
عمل حُب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے

جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دے گا
رُوح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے

فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے

یادِ محبوب فراموش نہووے اے دل
حُسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے

گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکر جمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے

لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دو جہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہے

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سی رسا فکر طبیعت دی ہے

نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے

جنت جو ایک حور کے شیرین دہن مین ہے
شہد بہشت کا مزا اپنے سخن مین ہے

دیوانہ تیرے دونون ہوے اے بہار حسن
زندہ نہ پیرہن مین نہ مردہ کفن مین ہے

عاشق کو زہر دیجیے صاحب نہ پیس کر
الماس ہے جو دانت تمھارے دہن مین ہے

کیا طفل اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس
لو دار دان گنبد چرخ کہن مین ہے

سونگھے سے زلف یار کے سودیکا کیا عجب
عنبر مین ہے یہ بو نہ تو مشک ختن مین ہے

سرمہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائین تو کہان
خوش چشمی کی یہ شاخ لگی جو ہرن مین ہے

خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے
پروانہ اور شمع ہنوز انجمن مین ہے

زلفین ہٹائیے رخ روشن سے مہربان
اختر شناس کہتے ہین سورج گہن مین ہے

دکھلائے گا بہار کو حسن اپنا باغبان
آئینہ آب جو کا لگایا چمن مین ہے

دھوکا نہ دے سکے گی مجھے رنگ یار کا
سرخی* نہین سفیدی اگر یاسمن مین ہے

حسن و جمال کا ترے شہرہ ہے دور دور
آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہے

ابرو ہر اک صنم کا ہے رشک ہلال عید
خوش دقتی ہے تو بت کدہ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہے شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہے

تازہ ہو داغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے
اس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہے

تیغی نہین چلوائی مرے نامہ نے کسپر
پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے

تجھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہے

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہے

اے نور نظر معجزہ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ رہے یار
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے

بینا ہوں جو آنکھیں تو رُخ یار کو دیکھیں
نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لا حل جو مضمون میں معما ہے تو یہ ہے

گہ یاد صنم دل مین ہے گہ یاد الٰہی
کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے

معشوق ومے وخانۂ خالی وشب ماہ
عاشق کے لئے حاصل دنیا ہے تو یہ ہے

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
سرکار جنون کا جو سراپا ہے تو یہ ہے

دل کے لئے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر
مے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے

دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سنیئے
ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہے تو یہ ہے

ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش
حجت کی جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

ایذا مین رنج ہے تن خانہ خراب سے
پائے سمند الجھا ہوا ہے رکاب سے

بیجوڑ ہے یار دولت حسن شباب سے
ہیچ ہے زیادہ نشۂ زر ہے شراب سے

افشان روئے یار وقوع محال ہے
ممکن وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے

جاتا ہے جو تو گور غریبان کی سیر کو
مردے نجات پاتے ہین اپنے عذاب سے

مضمون لب خیال رُخ یار مین ملا
پیدا کیا ہے ہم نے یہ لعل آفتاب سے

نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
خالی رہا نہین کبھی دریا حباب سے

کھاتا نہین ہون اسکو مین کھاتا ہون اپنا گوشت
دل لوٹتا ہے گریۂ چشم کباب سے

برسائین گی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب سے

سیر درون سے کنہ حقیقت کھلی مجھے
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے

بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون جسے
پریان اٹھا کے لیگئین مین فرش خواب سے

اُس سے ہرے درخت ہون اِس سے شگفتہ گل
رتبہ مین اپنی خاک برابر ہے آب سے

قاتل لہو کو دیکھ کے غش آئے گا تجھے
تلوار کھینچ منھ کو چھپا لے نقاب سے

کیا سُرخ کر دیا مرے قاتل کا پیرہن
کچھ کم نہین ہے خون شہیدان شہاب سے

نیرنگ حسن یار کا دلمین خیال ہے
شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون شراب سے
نافہمی اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل
مطعون خلق صوفی ہے حال خراب سے

آتش وہ گنج حسن ملے تجکو چاہیئے
ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے
یوسف چھپائے رکھتا تھا منھ کو نقاب سے
اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے
طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے
یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے
اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے
حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار
نکلا ہے سبزّہ بغل آفتاب سے
اے شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہے
آنکھون نے حلقہ دام لئے ہین رکاب سے
اُس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا
ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے
بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو
چکر مین چرخ ہے قدح آفتاب سے
یاد آگیا ہے بوسۂ چشم سیاہ یار
وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کے کباب سے
گلہائے زخم کے لئے خوشبو ضرور ہے
اے ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے
دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائین گے
خارج ہے سر نوشت ہماری حساب سے
گریہ سے اپنے اُس گل خندان کو آیا رحم
تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے
ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع
شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے
کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن
تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے
عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے
باتون مین بند ہو گیا غماز پوچ گو
ٹیڑھے سوال رد ہوئے سیدھے جواب سے
روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اُس کے حال پر
نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو حق نے قتل کیا اُس نے اسلئے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

کوئی اچھا نہین ہوتا ہے بری چالون سے
لب بام آکے کھڑے ہو نہ کھلے بالون سے

روز و شب کس لئے رہتا ہون الٰہی بیتاب
نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے

جوش وحشت مین جو جنگل کی طرف جا نکلا
تپ چڑھی شیر نیستان کو مرے نالون سے

وکی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ
تنگ آیا ہون مین اس قضیہ کے دلالون سے

بیشتر صبح شب وصل سے ہم گذرین گے
زور ادبار چلے گا نہ خوش اقبالون سے

ست ہاتھی ہے تری چشم سیہ مست اے یار
صف مژگان اُسے گھیرے ہوئے ہے بھالون سے

روئے خوبان سے ملے گا ہمین بوسہ کہ نہین
حال ان شکلون کا کچھ پوچھیئے رمالون سے

عارضی حسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو
رتبہ زلفون کو نہین مکڑیون کے جالون سے

خط شب گون نے نکل کر عبث اندھیر کیا
کافرستان تو وہ رُخ آگے ہی تھا خالون سے

دو جہان حشر کے دن ہووین گے باہم موجود
تعلق ہون گے اِدھر والے اُدھر والون سے

دل حسینون کے تصور سے بنایا خالی
آئینہ خانون مین کثرت رہی تمثالون سے

کچھ تو ہلکا کرین خار رہ صحرائے جنون
بوجھ لنگر کا ہوئے ہین کف پا چھالون سے

اُن کے بوسون کی تمنا ہے لبون کو آتش
آئینہ کب صفا کرتے ہین جن گالون سے

اُتارا اُتارتا ساقی جو شیشہ طاق سے ہے
لبون پہ آئی مری جان اشتیاق سے ہے

جواب دون ترے نالہ کا کیا مین اے بلبل
کراہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے

نہ سوُ ساتھ مرے رکھکے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہے

مقام شکر ہے ایذا جو درد عشق سے ہو
غنیمت اُس کو سمجھ حسن اتفاق سے ہے

ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا
مشابہت بہت اسکو کسیکی ساق سے ہے

یہ وہ بلا نہین بے جان کے لئے جو ٹلے
یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے

جمال چہرۂ خورشید بھی ہے کیا نعمت
کمر درون ذرہ ہوا اسیر الطاق سے ہے

نظارہ کے لئے ہے فقط حسن نوخیز ان
کمال تنگ دل اب اس کہن رواق سے ہے

نہ بیٹھ پھول کے تو شاخ گل پہ اے بلبل
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہے

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہونا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفونکی ہمین پر تھی مقرر
آئینہ دکھانے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودا زدہ زلفون کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم اے دوست تھے یکجان دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تجکو
مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

ہم سا نہ کوئی چاہنے والا تھا تمھارا
مرتے تھے ہمین جان سے بیزار ہمین تھے

بدنام محبت نے تری ہم کو کیا تھا
رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے

دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے

بھڑکانے سے آتش کو جلانے لگے یا تو
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

گنگ آئے لب یار سے گویا ہووے
آنکھین تلوؤن سے ملے کور تو بینا ہووے

حبذا یار کا در باب سعادت کہئے
زہے دیوار ہما سایہ سے پیدا ہووے

چھپ سکی باد سحر سے نہ تری زلف کی بو
مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے

یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا
حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشا ہووے

اس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہے قضا
شہسوارون کی جہان گرد نہ پیدا ہووے

ناف پر تیری ہو کیونکر نہ نگاہون کا ہجوم
ہالہ بے ماہ جو ہو جاوے تماشا ہووے

دل نہین داغ ہے جسمین نہین کیفیت عشق
جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے

آبرو جاے اگر معرکۂ الفت مین
کود پڑا سمین کنوان ہووے کہ دریا ہووے

روز و شب چرخ ہنڈولہ کی طرح پھرتا ہے
کس طرح سے نہ زمانہ تہ و بالا ہووے

حشر کا روز گذر جائے ملے حور و بہشت
وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہووے

لغزت آنے مین جو کی تھی عوض اُس کا یہ سمجھ
روح کو جسم کے چھٹنے مین جو ایذا ہووے

میری تکبیر کی آواز جو راہب سن پائے
درد سر نالۂ ناقوس کلیسا ہووے

روشنی سے مجھے اس کی یہ یقین ہوتا ہے
پنج شاخہ ترے در کا ید بیضا ہووے

دل کو خوش رکھتی ہے نافہمی کم عمر آتش
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہووے

سر کاٹ کے کر دیجئے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز درون سے ہے اک اخگر
جلاد کی تلوار مین پڑ جائین گے چھالے

یون دیتے ہین وہ عاشق بیصبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر سپر اے ترک نہین تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر مین رکھے
انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شرر سے ہین سراتنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہین دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کرون کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑین جان کے لالے

گرد رخ زیبا رہین کیونکر نہ وہ زلفین
دو سانپ حفاظت کو ہین اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی مین کرے مرغ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی درختون کے ہون تھالے

پیغام اجل ہوتے ہین اس عشق کے صدمے
پالا نفس سرد سے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہین ہم اُس دوست کو بدتر
مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہے تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے مین جو ڈھالے

آبلے پاؤن کے کیا تونے ہمارے توڑے
خار صحرائے جنون عرش کے تارے توڑے

ذقن و رخ مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی
ثمر و گل چمنِ حسن کے سارے توڑے

سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا
پہنی پازیب انھون نے جو اُتارے توڑے

مست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہوگا نہ حریص
پی کے دے جام کے دانتون سے کنارے توڑے

شربت وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود
تپ ہجر آ کے بدن کو نہ ہمارے توڑے

ختم وزدیدہ نگہ پر ہے تری طرّاری
دل نہین توڑے احباب کے پیارے توڑے

آگیا وہ شجرِ حُسن نظر جب ہم کو
بوسہ لیکر لب شیرین کے چھوارے توڑے

عشق بے درد سے کرنیکو کہا تھا کس نے
سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے

کنج عزلت مین بٹھایا ہے خدا نے آتش
اب جو تم یان سے ہلے پاؤن تمھارے توڑے

پاتا ہون بہرہ مہ کو ہی عدل و داد سے
خالی یہ کعبتین سے ہے نقش مراد سے

سودا ہے سر کو زلفِ گرہ گیر یار کا
دل بستگی ہے کافر خوش اعتقاد سے

زندہ نہ چھوڑے گی نگہ خشمگین یار
نیکی کی چشم داشت نہین بدنہاد سے

پار اُترین خاک بحر محبت کی کشتیان
طوفان نوح رہتا ہے باد مراد سے

شہرہ تمھارے حُسن کا پہونچا ہے دور دور
مکتوب شوق آتے ہین کسکس بلاد سے

زور آوری پہ اپنے نہ سرکش کرین غرور
عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے

مرکر ملائی سرکشی نفس خاک مین
کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے

عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر
بندہ کو بھولتا نہین اللہ یاد سے

دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حُسن عارضی
اچھا نہین ہے سابقہ بے اعتماد سے

اللہ سے مراد دلی کا ہون ملتجی
سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے

جو کچھ کہ ہون نہین خوب اُسے جانتا ہے دوست
دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے

بے درد و درد مند کا احوال کھل گیا
بیمار تندرست سے ناشاد شاد سے

ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم
فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے

مالوف یار مجھ سے مین شیدائے یار ہون
مشتاق ہم دگر ہین دو دل اتحاد سے

خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی
فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
زمین یان کی چہارم آسمان ہے

خدا پنہان ہے عالم آشکارا
نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے

دل روشن ہے روشن گر کی منزل
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے

پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا
ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہے

برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل
بغل غنچہ کی میرا آشیان ہے

شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ
قناعت بھی بہار بے خزان ہے

چمن کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا
کمر میری ہے دست باغبان ہے

بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین
خدا خوش رکھے تجکو تو جہان ہے

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے

یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے
کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہے

وطن مین اپنے اہل شوق کی طرح
سفر مین روز و شب ریگ روان ہے

سحر ہووے کہین شبنم کرے کوچ
گل و بلبل کے دریا درمیان ہے

سعادت مند قسمت پر ہین شاکر
ہما کو مغز بادام استخوان ہے

دل بیتاب جو اس مین گرے ہین
ذقن جانان کا پارہ کا کنوان ہے

جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان
مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے

نہ کہہ رندونکو عسرت سخت واعظ
درشت اہل جہنم کی زبان ہے

قد محبوب کو شاعر کہین سرو
قیامت کا یہ اے آتش نشان ہے

آتش نالۂ بلبل سے دھوان ہوتا ہے
سیر گلزار سے مجکو خفقان ہوتا ہے

روئے گل کو رخِ رنگین سے ترے کیا نسبت
قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہے

ظاہر بازیِ ایام ہے باطن سے خلاف
دانہ ہوتا ہے عیان دام نہان ہوتا ہے

وعدۂ شب نہ کرا ے مہ لقا جھوٹ نہ بول
جلوہ گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہے

باتین کرتا ہون نگاہون مین پریزادون سے
دیدۂ شوق سے یان کارِ زبان ہوتا ہے

ابروئے یار سے قوت ہے مژہ کو ساری
تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہے

فرشِ گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے
تنِ نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہے

حُسن کو داغ لگاوے گی یہ سیر گلزار
آب پر حور بہشتی کا گمان ہوتا ہے

صورت کعبہ دکھاتے ہین جو طاقِ ابرو
چاہ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہے

حسرت انجام جہانِ گذران ہے غافل
گلشن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہے

جذبۂ دل سے الٹتا ہے نقابِ رُخِ یار
پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہے

چشمِ تر عالمِ نیرنگ دکھاتی ہے مجھے
برجِ آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے

زیرِ دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے
سایہ سر پر سے دبے پاؤن روان ہوتا ہے

جائے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرعِ تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اُس افعی کاکل سے
نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے

شرابِ سُرخ کا ساغر چلے ساقی لبِ جو پر
چمن سر سبز ہے بارانِ رحمت کے تفضل سے

اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ
ہوا ہے شہرۂ آفاق لفظِ طیب سنبل سے

پری لاتی ہے صندل گھس کے مجھ دیوانے کی خاطر
جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے

اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی
بنے گرداب دور دامن اشکون کے تسلسل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے
طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا
یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر پہونچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق
پھٹے ہین پردہ ہائے گوش گل فریادِ بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا
تری آنکھون نے کیفیت اٹھائی ساغر مل سے
منغص کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے
شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سر پل سے
قیامت مین بھی کوئی حال کو انکے نہ پوچھے گا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت مشت خاک آتش بلبل کو حسرت ہے
کسی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

بالائے بام خانہ وہ عالی جناب ہے
منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے
دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے
خورشید تیرے آگے گل آفتاب ہے
فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے
قاضی و محتسب کا کلیجہ کباب ہے
زیر زمین بھی چین کی صورت نہین کوئی
آسودگان خاک کی مٹی خراب ہے
بیدار آج ہووے تو فرداے حشر کو
خواب اپنے بخت کا نہین مردہ کا خواب ہے
فصل بہار آکے خزان بار ہا ہوئی
انگور مین ہنوز ہمارے شراب ہے
دیوانگان عشق گرفتار حال ہین
تو اے پری اسیر طلسم حجاب ہے
تصویر یار دیکھی ہے فرداے حشر کو
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہے
شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا
دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے
دوزخ بہشت ہو اگر اس کو نہ چھوڑیے
سرپاٹ اپنے دامن تر کا سحاب ہے
بہلائیے شراب سے دل کو کوئی گھڑی
لہرا رہا ہے سبزہ رواں جوئے آب ہے
دریا مین ایک روز نہانے گیا تھا یار
اس دن سے اب تک آنکھون مین جان حباب ہے
چندے مین پاک صحبت طاہر سے ہو نجس
سرکہ نمک سے چار گھڑی مین شراب ہے
بیداری سے زیادہ تڑپتا ہون خواب مین
آسودگی مین برق کا یان اضطراب ہے
خاطر نہ اس کی توڑیے جام شراب سے
مہمان چند روزہ یہ عہد شباب ہے
غافل ہو آشکار رہو صورت سے حال دل
چین جبین مرد دلیل عتاب ہے
ساقی ملے گا باغ مین دیکھا ہے خواب مین
جنت ہے دست حور مین جام شراب ہے

ڈورا کھینچا ہے کون سے قاتل کی تیغ پر
گردن مین کچھ رگونکو بہت پیچ وتاب ہے

ملتے نہین ہین سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی مین ہون نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے
ماہ نو دیکھ کے دیکھا کئے ہم صورت یار
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے
سیر گلشن مین ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے
شمع بیدود یہ آئینۂ بے زنگ ہے وہ
کم نہین خوبی مین کچھ ساق صنم زانو سے
حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے
غسل کر لے یہین دریا مین نہانے کو نہ جا
مچھلیان لپٹین گی اے یار ترے بازو سے
لب جان بخش سے ہے چشم فسون گر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے
جسقدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیسو سے
نہین معلوم اُن آنکھون کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارت مین تو مژگان نے کہا ابرو سے
زخم خندان ہے بعینہ گل خندان ہر ایک
بوئے خون آتی ہے اس باغ مین آبجو سے
صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
خم گردون کو مین توڑدون گا دم یاہو سے
سونگھکر منھ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے
دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہین عرب
شتر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے
حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
مرد ہون عشق مین رکھتا ہون زن خوشرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

شہرۂ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے
ہند مین ہون پرستان مین مرا افسانہ ہے
صیدگاہ مرغ دل رخسارۂ جانانہ ہے
دام زلف عنبرین ہے خال مشکین دانہ ہے
حسن سے رتبہ ہے اپنے عشق کامل کا بلند
آستانہ پر پری ہے بام پر دیوانہ ہے
آہمین رہتا ہے صفائے روئے جانان کا خیال
دل نہین پہلو مین اپنے آئینہ کا خانہ ہے

بیچتا ہون دل کو جو محبوب چاہے مول لے
بوسہ قیمت ہے توجہ کی نظر بیعانہ ہے

پھوٹیں وہ آنکھیں نگاہ بد سے جو دیکھیں تجھے
آتشین رخسار مجمر خال کالا دانہ ہے

روز و شب اُس شمع رو کو بھیجتا ہون خط شوق
نامہ بر دن کو کبوتر رات کو پروانہ ہے

خار خار دل غنیمت جانتا ہون عشق مین
زلف دود آہ کی آراستگی کا شانہ ہے

شرح لکھا چاہیے اس کی بیاض صبح پر
مطلع خورشید بیت ابرو جانانہ ہے

حالت آئینہ رکھتا ہے صفا سے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

قتل سے مجھ سخت جان کے منکر اے قاتل نہو
حجت قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے

واسطے ہر شے کے دنیا مین مقرر ہین محل
شہر مین جب تک ہے مجنون گنج بیویرانہ ہے

باغ عالم مین نہین اُس شوخ سا کوئی حسین
گل ہے اپنا یار یوسف سبزہ بیگانہ ہے

اب نہین اے ماہ جوبن کو ترے بیم زوال
خط شکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے

حال ہے جسکا اسی کے واسطے ہے خوشنما
نقص ہے تلوار کا وصف ارہ کا دندانہ ہے

یار کھینچے تیغ تیرے قتل کرنے کے لئے
سر جھکا آتش یہ جاے سجدۂ شکرانہ ہے

سائل نجات کا ہون خداے کریم سے
رحمت بزرگ تر ہے گناہ عظیم سے

آئی تھی کس کے سنبل عنبر شمیم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے

ضامن ہے مرغ دل جو دُر گوش یار لے
اک مشت پر عزیز نہین اس یتیم سے

تو شاہ حسن حسن ہے تیرا فقیر یار
خط سیہ اشارہ سمجھ لے گلیم سے

دل دادہ جب سے ہون کہ مری جان آ گئی
آواز آشنا نہ تھی گوش کلیم سے

بیدار بخت ہون مین وہ ہوس مرے لئے
آتی ہے حور خواب مین باغ نعیم سے

یاد آئی بوے پیرہن یار باغ مین
پہرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے

اللہ سے بھی اُنکو زیادہ غرور ہے
وہ باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

کشمیر و طوس لیگئے آکر دو شالہ باف
کچھ پشم جھڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے

کھلوایا تیرا علیے سے کھائے جو اُسنے پان
بندھوائی مہندی پانون مین دست کلیم سے

خوش ہو نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار
حرف الم عیان ہے الف لام میم سے

پھندے مین عشق کے نہین بچا کہ دل پھنسا
نکلے گی جان انکی عذاب الیم سے

صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
شرمندہ بوئے گل کے نہین ہم نسیم سے

مر جاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار
واقف نہ ہو کوئی مرے حال سقیم سے

اب کی بہار مین تو مجھے پار اُتار دے
کشتی ہے دو آبہ امید و بیم سے

سائل ہین آسمان سے سب نان کے کون کو
گل کھانیکو تو آپ ہی نہ لین ہم لئیم سے

دنیا کو ٹھوکتے نہین دیوانگان عشق
یان طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر
قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے

بیقدر ہے سخن جو سخندان کوئی نہین
قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

اللہ رے ہوائے لب بام قصر یار
اُڑ کر کبوتر آگے گیا ہے نسیم سے

داغ غم فراق کی کرتا ہون گلین سیر
آنکھون کو سینکتا ہون مین نار جحیم سے

طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہمپر قدیم سے

پھر گل شگفتہ ہوتے مین لیتے ہی انتقام
غافل نہین بہار خزان سے غنیم سے

شیشہ پری سے جان لے آتش بھرا ہوا
خالی سمجھ نہ خم کو فلاطون حکیم سے

آج تک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے
سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے

پھنسکے اس مین مرغ جان چھوٹا نہ گیسونکے جال سے
اپنی دیکھی ہوئی زلف پریشان حال سے

سامنے سینہ نہ کراے دل دہن کے خال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہین بھی ڈھال سے

نشہ مے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع
کچھ خبر رہتی نہین صوفی کو اپنے حال سے

مطلب دیدار کے خاطر جو پھنکوا دون اُسے
منہ چھپا دین سعد شکلین قرعہ رمال سے

جب چھپا ہے روئے نورانی پر افشان یار نے
لڑ گیا ہے مطلع خورشید بیت المال سے

افشرے کا بوسہ بازی مین مجھے ملتا ہے لطف
قند کی ڈلیان وہ لب ہین خال لب ہین فالسے

باندھتا ہون شعر مین مضمون طلائی رنگ کے
مرغ زرین صید کرتا ہون مین اپنے جال سے

کارِ اعلیٰ گو کرے ادنیٰ وہی بیقدر ہے
دیکھ لے قیمت مین کم ہوتا ہے کمبل شال سے

ہاتھ ملکر رہگیا صیاد اُڑا کر لے گئی
ہوا نہ قسمت ہوا اسیر سے پرون کی جال سے

ناتوان ہر چند مین مجنون ہون آنے دے بہار
اے جنون زنجیر توڑ دون کا ترے اقبال سے

کسکو ہے فکر کفن پروانۂ مردہ ہون مین
شمع کشتہ ہون مجھے کیا کام ہے غسّال سے

ماہرو کیونکر کہین تجکو نہ ہم صاحب کمال
سینۂ عارف نہو گا صاف تیرے گال سے

دل اُلجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زلف سیہ آتش سفید
دون جسے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز مین شمشیر برّان کی روانی ہے
تری پاپوش اے ترک ستمگر سیف خانی ہے

ہر ایک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہے
دلیل اُسپر ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اُن پر ہماری بھی نشانی ہے

ترقی حسن کی کھنچنے نہین دیتی شبیہ اُسکی
اِدھر بہزاد عاجز ہے اُدھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہوگا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داو وخانی ہے

ہوا سے اُڑکے پہونچا اُس پری پیکر کے کوچے مین
وہ مجنون ہون جسے تخت سلیمان ناتوانی ہے

مٹالے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہے

تری فرقت مین اے یوسف خلیل وقت ہین عاشق
غم واندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہے

خیال آیا ہے ہمکو اندلون مضمون گیسو کا
زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چار وہ مطلوب ہے اُسکو
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہین بننے کا سودا ہم سے اس بازار عالم مین
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ پھرتی ہے اُس کی یک بیک دیوانہ ہو دیگا
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے اپنا اے آتش
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

بہار باغ ایام شراب ارغوانی ہے
تسلسل خواہ دور جام و دور آسمانی ہے
سخن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے
فنون پرداز کی دولت سے یہ معجز بیانی ہے
تجھے اے ترک زیبا دعوے صاحبقرانی ہے
کمر خنجر ترا لوح طلسم زندگانی ہے
کمر ہے ہاتھون کو کسکا طوق کسکا بوسہ لے عاشق
دہن وہمی کمر اُس آفت جان کی گمانی ہے
فراق یار مین رو رو کے آنکھونکو مین کھوؤنگا
مین ہون یعقوب کا ہمچشم وہ یوسف کا ثانی ہے
حذر کر میرے گریہ سے نہ رلوا آسمان مجکو
یہ وہ سیلاب ہے جو خانہ ویرانی کا بانی ہے
نصیحت کرتے کرتے اُسنے دیوانہ کیا مجکو
الٰہی بند ناصح ہے کہ پریون کی کہانی ہے
وہ مکھڑا دیکھکر بھولین گے اپنی کشت کو دہقان
خط اُس محبوب کے رخسار گندم گون کا دھانی ہے
نہ آوارہ ہو دلمین ڈھونڈھ اُسے جویا ہے تو جسکا
یہی ویرانہ ہے جسمین کہ وہ گنج نہانی ہے
غنیمت سمجھین اس وحشی کو کمسن دام مین اپنے
بھڑک کر جب اُڑا عنقا یہ طاؤس جوانی ہے

جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ ہنسکر مجھ سے اے آتش
یہ کیا آزار ہے تجکو نہین پچتا جو پانی ہے

کہان تک آنکھون مین سرخی شراب خواری سے
سفید مو ہوئے باز آ سیاہ کاری سے
رہا نہ پیچھے مین گریبان تری سواری سے
بلند گرد نہ ہونے دی اشکباری سے
سبوئے غنچہ ہے معمور و جام گل لبریز
ٹپک رہی ہے شراب ابر نوبہاری سے
جمال دوست ہو ن یٰسین کے بدلے وقت اخیر
سنونگا سورۂ یوسف زبان قاری سے
وصال شاہد مقصود ہوگا بعدِ فنا
وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے
مروڑون کان کو مجنون کے مثل طفل شریر
عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری سے
دکھاؤ ہنسکے صفا اکدن اپنے دندان کی
گہر ہین آگ کے مول اپنی آبداری سے
رقیب کو تری تلوار نیم جان رکھے
جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے
ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے
ترے دہان و کمر کا ہے ذکر ورد زبان
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے
چمک رہی ہے بہت برق کو ملاؤن گا
ترے دوپٹے کی اُتری ہوئی کناری سے

ثناے حسن مین اسکو خدا روان رکھے
قلم نے پاؤن نکالے ہین سرگزاری سے

سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے

ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
دماغ تازہ رہین نکہت بہاری سے

اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے

حقیقت چمن دہر سے جو ہو آگاہ
گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے

وصال یار نہین تو وصال گور ہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ و زاری سے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجئے
طشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجئے

وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجئے
خود بھی عریان ہوجئے اسکو بھی عریان کیجئے

اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
توڑکر آئینہ اُس خودبین کو حیران کیجئے

کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
صبح ہوجائے جو چاک اپنا گریبان کیجئے

راہ مین اکثر کنوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجئے

مُنہ تو دکھلا دے خدا تیرا گلون سے پیشتر
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجئے

یہ سیہ دل صورت گیسو نہوگا روسفید
خال وہ ہندو نہین جسکو مسلمان کیجئے

چھپکے آؤ آشکارا میرے گھر آئے تو کیا
اجر ہے اسکا بڑا جو خیر پنہان کیجئے

بلبل شیدا کے نالون سے یہ آتی ہے صدا
فصل گل ہے چار دن سیر گلستان کیجئے

اپنے کہنے سے اک آب تلخ تم پیتے نہین
آگ مین ہم کودتے ہین آپ اگر ہان کیجئے

یہ صدا ہے اُسکے مشتاقون کے گھر مین سے بلند
دیدہ و دل فرش یا انداز مہمان کیجئے

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہین آئی بہار
بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھکر گریبان کیجئے

پیری سے مرا نوع دگر حال ہوا ہے
وہ قد جو الف سا تھا سو اب دال ہوا ہے

مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے
صوفی کو غزل سُن کے مری حال ہوا ہے

اُن ہاتھون کی دولت سے کڑا مال ہوا ہے
اُن پاؤن سے آوارۂ خلخال ہوا ہے

الحمد للہ بعد مدت ادھر سے
انکار تھا جس شے کا اب قبال ہوا ہے
جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو وان سے
جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے
کس عقدہ کو اس زلف کے کھولا نہین ہمنے
سلجھایا ہے الجھایا ہوا جو بال ہوا ہے
کس سر کو نہین یار کی رفتار کا سودا
معراج وہ سمجھا ہے جو پامال ہوا ہے
بیمار رہا برسون ہی عیسیٰ نفسون مین
پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے
جاوے جو صبا کوچۂ گیسو مین تو کہنا
سودائیون کا تیرے برا حال ہوا ہے
بو مشک کی ہمین ہے تو عنبر کی بھرائین
کچھ زلف سے بھی طرہ ترا خال ہوا ہے
لڑواتا ہے آپسمین خریدارونکو تیرے
دلال ترا قضیہ کا دلال ہوا ہے
دیدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو
دولت تیری خاطر سے جو کچھ مل ہوا ہے
اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا
برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزاوار ہے آتش
خوش شعر و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہے

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے
اس نشانہ کو اڑا کر یہ کھنچین گے تیر کے
وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
فتنے ہوتے ہین مرید اس کافر بے پیر کے
آشنا معنی سے بھی ہو جائین گے صورت پرست
دیکھ لین گے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
ایک میرے قتل سے دو لطف اے قاتل ہوے
زنگ دل تیرا مٹا جوہر کھلے شمشیر کے
کھائے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پر
داغ چند اس عشق مین نکلے اپنی بھی تقدیر کے
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر
دیجئے تعزیر اسے قابل جو ہو تعزیر کے
گفتگو تو نے غرور حسن سے اے بت نہ کی
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
شہرہ ہے گیسوئے پیچان کا تمھارے ہر طرف
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے گا شکار
صید کے تودے لگا دین گے یہ دستے تیر کے
اپنے دیوانون کو صحرائے عدم پہونچا دیا
چیر ڈالا آرہ سے مانگ اس پری نے چیر کے

آج کل سے حسن پردہ نازنین نازان نہین
عاشقون پہ پیکر توڑے ہین دندان شیر کے
قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض
عاشق شیدا تمھاری چاندسی تصویر کے

دولتِ دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اُٹھ گئی تودے لگے اکسیر کے

تیغ ابرو نہیں دی جانے کی اے دل خالی
سہل اس چوٹ کا کھا لینا ہے مشکل خالی
جو ستم چاہے سو کر یار نہ بد ہوں گے
کینہ سے رکھتے ہین سینہ ترے مائل خالی
تیغ خوش آب سے تیری ہے توقع قاتل
سر سے پا تک نہ رہے زخم سے بسمل خالی
کیا پتنگے کی طرح ہم سے بھرا پھرتا ہے
کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قاتل خالی
دیتی ہے شانِ کریمی اُسے حسب دلخواہ
تیری درگاہ سے پھرتا نہیں سائل خالی
قصر تن سا بھی نہ دلچسپ کوئی گھر ہو گا
روح مہمان اسے کرتی ہے بہ مشکل خالی
دلِ بیدرد سے رہتی ہے گران خاطر روح
بوجھ ناقہ کو ہے لیلیٰ سے یہ محمل خالی
برق وش یار کی فرقت میں ہوے جب بیتاب
ابر باران کی طرح رو کے کیا دل خالی
ہفت اقلیم ترا بھرتی ہے دم اے محبوب
حُسن کے عشق سے کوئی نہین منزل خالی
فرقت یار مین جامہ سے ہون باہر رہتا
بیخودی رکھتی ہے مجھسے مری منزل خالی
تیرے دم سے ہین بجا اپنے حواس خمسہ
اٹھ گیا تو تو ہوئی یار یہ محفل خالی
جنگ جو یار کا اصلاح پہ آیا نہ مزاج
عقل سے ہوتا ہے فی الواقعی جاہل خالی
کعبہ مین ہم کو ہے مقصود بہار فردوس
دل مین جا ہے تری اے حور شمائل خالی
دل کے بہلانے کو گلزار مین آنکلا ہون
سر کو میرے نہ کرے شور عنادل خالی
روشنی حُسن کی رکھے گی زمانہ روشن
شمع رویون سے رہیگی نہ یہ محفل خالی
جام مین قطرۂ مے لب نہ مرے چھوڑینگے
مالِ کشتی کو کیا کرتے ہین ساحل خالی

قیس و فرہاد سے دل دادہ ہزارون آتش
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی

سیکھے تیشہ کھینچنا رنج و محن کیا چاہیے
جان شیرین کھو نیکو اے کوہکن کیا چاہیے

تیرے کشتون کو نہین پرواے رخت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیے
مین گداے حسن ہون صورت ہی میری ہے سوال
پھر عرض مدعا مجھکو دہن کیا چاہیے
دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیے
جامۂ عریانی ہی سے تنگ مین دیوانہ ہون
پھاڑ کھانیکو بدن کے پیرہن کیا چاہیے
تو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیے
جان کھونے کے لئے لازم نہین ہے عشق حسن
ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذقن کیا چاہیے
تیوری رہتی ہے چڑھی کچھ تم کو سودا تو نہین
اس جبین پر گیسوؤنکی سی شکن کیا چاہیے
یہ اشارہ کرتی ہے غربت مین شمشیر قضا
کہلے کہنا ہو جو کچھ اے بیوطن کیا چاہیے
فکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیے

چومتا ہون پاؤن اے **آتش** تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیے

صورت سے اسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی
آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
ہو وہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہے کوئی
یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
پی جائے گا کسی کو شربت نہین ہے کوئی
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہے کوئی
ہم کیا کہین کسی سے کیا ہے طریق اپنا
مذہب نہین ہے کوئی ملت نہین ہے کوئی
دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
حاضر جو کچھ ہے اسمین حجت نہین ہے کوئی
ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہے عارفون کا
نا آشنائے معنی صورت نہین ہے کوئی
دیوانون سے ہے اپنے یہ قول اس پری کا
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہے کوئی
ہژدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہے کوئی
نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہے چار دنکا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہے کوئی
جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجکو حسرت نہین ہے کوئی

یوں بد کہا کرو تم یوں مال کچھ نہ سمجھو
ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہین ہے کوئی
میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اُس صنم کو
مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہے کوئی
مادشما کہہ و مہ کرتا ہے ذکر تیرا
اس داستان سے خالی صحبت نہین ہے کوئی

شہر بتان ہے آتش اللہ کو کرو یاد
کس کو پکارتے ہو حضرت نہین ہے کوئی

بازار دہر مین تری منزل کہان نہ تھی
یوسف نہ جس مین ہو کوئی ایسی دُکان نہ تھی
زردی نے میرے رنگ کی مجکو رُلادیا
ہنسواے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی
ظاہر سے خوبرویون کو باطن خلاف تھا
شیرین لبون کی طرح سے اُنکی زبان نہ تھی
منزل ہی دور ہے جو یہ پہونچے نہین ہنوز
دم لینے والی راہ مین عمر روان نہ تھی
دکھلائی سیر آنکھون کو بام مراد کی
ایسی کوئی کمند کوئی نردبان نہ تھی
قوسِ قزح سے ہم نے بھی تشبیہ دی اُسے
چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی
آگاہ جذب عشق زلیخا سے تھا نہ حسن
یوسف کو چاہ مین خبر کاروان نہ تھی
یاد آگئی جو سلک گہر تیرے گوش کی
سوہانِ روح تھی مجھے شب کہکشان نہ تھی
رہ جانا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہین
کس کاروان کی گرد پسِ کاروان نہ تھی
نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی
عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودائے کوئے یار
مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے جنان نہ تھی
بانگ جرس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا
گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی
افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجئے
وہ کونسی بہار تھی جسکو خزان نہ تھی

نالون سے ایک دن نہ کئے گرم گوش یار
آتش مگر تمھارے دہن مین زبان نہ تھی

لخت جگر کو کیونکر مژگانِ تر سنبھالے
یہ شاخ وہ نہین جو بارِ ثمر سنبھالے
دیوانہ ہو کے کوئی پھاڑا کرے گریبان
ممکن نہین کہ دامن وہ بخیہ گر سنبھالے
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
مُنھ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے

اللہ ناتواں کو دے طاقت توانا
ہیکل کا بوجھ انکی نازک کمر سنبھالے
تکیہ مین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا
بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے
اکدم نہ ٹھنے دیتی اُن کی تنک مزاجی
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
وہ نخل خشک ہون مین اِس گلشن جہان مین
پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے
اُڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے اے پریرو
ممکن نہین حواس خمسہ پھر سنبھالے
حرف درشت سنکر ہین کان دل دکھاتے
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے
یا پھر کتر پر اُسکے صیاد یا چھُری پھیر
بے بال و پر نے تیرے پھر بال و پر سنبھالے
دردِ فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو
اک ہاتھ دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

وہ کاوش خار خار غم کی ہم اے گلبدن بھولے
تری بشاش صورت دیکھکر رنج و محن بھولے
جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا باغ عالم مین
برنگ بوئے گل پھرتے ہین مردم پیرہن بھولے
جو دے تکلیف تیرا مصحف رو انکو ایمان کی
کہے اللہ اکبر بت پرستی برہمن بھولے
لحد میں جاکے بزم دہر پھر ہمکو نہ یاد آئی
مزہ پایا یہ خلوت مین کہ لطف انجمن بھولے
فسون پرداز ہے شیرین زبانی میرے دلبر کی
کلام اللہ حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے
مزہ رکھتا نہین ہے مند ہم کا مجمع ہونا
الہی تلخ کوئی سُنکے وہ شیرین دہن بھولے
نہیں اسباب دنیا کونسا کشتی گردون مین
وہ اُٹھ کر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے
کسی دن تو ہوا ے یوسف لقا تازہ دماغ اپنا
کبھی تو راہ اِدھر بھی تیری بوئے پیرہن بھولے
اُٹھا پردہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے
ہوے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ما و من بھولے
گل رخسارہ صیاد سے جو عشق کامل ہو
قفس مین آشیانے کی ہوا مرغ چمن بھولے
تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہے
وطن مین ہون مگر مجکو ہین یاران وطن بھولے
یہی اللہ سے آتش دعا ہے مرد مومن ہون
حواس خمسہ زائل ہون جو یاد پنجتن بھولے

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی
التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی
اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی
غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے
چھوٹے سے مُنھ کی سزاوار بڑی بات نہ تھی
ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی
اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی
جن دنون عشق رُلاتا تھا ہمین صورت ابر
کون سی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی
کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نہ تھی
جسنے باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا پھڑکا
دلربا شے تھی مری جان تری گات نہ تھی
خاک مین ملگئے اے شاہسوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی
لب کے بوسہ کا ہے انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی
کمر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی
جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کو لطیفہ تھی تری بات نہ تھی

نازو ادا ہے تجھ سے دلارام کے لیے
یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کیلئے
وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوئے یار سے
لئے جنون نے جامۂ احرام کیلئے
عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت حضور کی نہین الزام کیلئے
کیا کیا جپے گی کیسا رٹے گی زبان اُسے
تسبیح ہمنے لی ہے ترے نام کیلئے
طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کیلئے
اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اکدن شکست فاش ہے بادام کیلئے
وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر
حاصل ہو پختگی ثمر خام کیلئے
ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہوگا سفید صبح ہے ہر شام کیلئے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے
وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر
اے قصر یار بوسے لب بام کیلئے

کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے
کیفیت نگاہ نہین جام کے لئے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل
پیدا کئے ہین کشمکش دام کیلئے

دل مین سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی
خلوت سرا ہے خاص نہین عام کیلئے

جاتا ہے بہر غسل جو اے خوش دماغ تو
جلتا ہے عود گرمی حمام کیلئے

آتش جو چاہے پائے توکل کی محکمی
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لئے

قفل در قبول نہ کھولے بعید ہے
انسان کے پاس دست دعا ہے کلید ہے

دل کو خیال یار نہ ہووے بعید ہے
جوہر ہے آئینہ مین تو صورت کی دید ہے

نقصان جان بھی راہ خدا مین مفید ہے
مارا گیا جہاد مین جو وہ شہید ہے

انگشتری کا حلقہ ہے وہ ناف حلقہ دار
خال سیاہ اُس مین نگین حدید ہے

نفر و دغا کی بو نہین کس کے دماغ مین
عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے

پاس ادب سے چلتے ہین عشاق سر کے بل
کوچہ مین اُس کے نقش قدم ناپدید ہے

آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو
مہندی ملے چمن مین تو لالہ شہید ہے

یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سے پیر کی
دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے

افطاری جام مے سحری ساغر شراب
مجھ رند کو شب رمضان روز عید ہے

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ
پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہے

گل چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن
شاید قبائے یار کی قطع و برید ہے

صانع ہے وہ یہ صورتین ہین اسکی صنعتین
اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے

ہمکو بھی قید غم سے چھڑا دو گلے لگو
زندانی چھوٹتے ہین تصدق مین عید ہے

لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کیطرح
بوسے حسین ان مین تو خوئے یزید ہے

اے بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو
قید نماز ہے نہین، قید شدید ہے

تحسین سمجھ اُسے جو یہ نفرین کرے تجھے
انصاف ان قریبون سے آتش بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مدِّ نظر ہے
ہر گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے

اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے
یہ گوئے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے

مو ہی رگِ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
مین ہیچمدان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہے

بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے

قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
پنہان یہ مسافر ہے عیان گردِ سفر ہے

گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنیِ انجم کی تجھے مدِّ نظر ہے

سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
اُس زلف کی بو مین سمِ افعی کا اثر ہے

دیدِ کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین
ہستی مین تماشائے عدم مدِّ نظر ہے

یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کیسکی
دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہے گلون کو
خورشید سے بھی گرم مرا رشکِ قمر ہے

آفت ہے کوئی ذکرِ فقیرانہ ہمارا
اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے

کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
حاضر لیئے آئینۂ خورشید سحر ہے

کس گل کے ہوا خواہ ہوئے ہین آتشِ مسکین
کس نور کے بکے کے لئے خاک بسر ہے

آسمان مر کے تو راحت ہو ہمین تھوڑی سی
پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

خوبرو دیکھ دلِ شیدا کو ہے اندوہ و ملال
کس جبین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی

مجکو حیرت ہے حسینون سے بچی ہے کیونکر
بادشاہون کے لئے چین جبین تھوڑی سی

نعمتِ فقر ہے موجود جسے رغبت ہو
آبِ شیرین مین ہے نانِ نمکین تھوڑی سی

کونسا گل نہین گلزارِ جہان مین مغرور
کسکے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سی

میہمانون مین ہین اِس خوانِ فلک کے ہم بھی
اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جوین تھوڑی سی

ہرگز اُن دانتون سے کرنا نہ صفا کا دعوی
آبرو تیری ہے اے دُرِّ ثمین تھوڑی سی

عفو ہو جائین گے ہر چند کہ لاکھون ہون گناہ — یہ عطا ہے تری رحمت کے قرین تھوڑی سی
چار دن اپنے محبون سے محبت کر لے — لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی
اے جنون تنگ نہ ہو وسعت کونین کو دیکھ — یہین تھوڑی سی جگہ ہے سو وہین تھوڑی سی
چند پریان بھی کردن مثل سلیمان تسخیر — یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی
میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین — اسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی
گوش زد ہو وہ کہ جو وہم و گمان مین بھی نہ ہو — سنین باتین بھی جو ارباب یقین تھوڑی سی
توبہ کرنی ہے گناہون سے تو کر لے غافل — ورنہ فرصت ہے دم بازپسین تھوڑی سی
مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ — کر لین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی — روح قالب مین ہے دو روز کو مہمان آئی
بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب — للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہم سے دیوانے بھی ہو دین گے پریکے سائل — اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی،
آئینہ نے رُخ انور پر اجارا باندھا — شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفا تن مین کہان کتم عدم سے باہر — جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی
ڈھونڈین اپنے لئے معشوق کوئی گرما گرم — فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی،
گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم — شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے — فارغ البال ہوا مین شب ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اُس رُخ نورانی پر — چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہین خوب — اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی — کشتی مے سے موافق ہے ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہے ہوا برسات کی
سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل ،
میکدے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی
دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سامنا ،
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی
پنجۂ مرجان بنین گے تیرے ہاتھ اے بحر حسن
لے گئے شوخی نہین رہتی حنا برسات کی
روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے
مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی
اڑ کے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منھ مین شراب
پر لگا دے گی بط مے کو ہوا برسات کی
غسل کر کے تجکو بھی لازم ہے تبدیل لباس
چاندنی نکھری ہے خوب اے مہ لقا برسات کی
ابر مین بے نشہ کے اکدم رہا جاتا نہین
دختر رز ہے ہماری آشنا برسات کی
حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھولکر
گرمیون مین چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی
غم بہت کھلوا نہ مجھ گریان کو تو اے ہجر یار
خوف بدہضمی کا رکھتی ہے غذا برسات کی
مے ندینا مجھ کو بیدردی ہے ابتو ساقیا
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی
ساتھ دے گی کیا مرا ، رونمین ساون کی جھڑی
سوزش دل سے نہین گرمی سوا برسات کی
پیکیے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیئے
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی
کیف مے کا ابر باران مین ہوا دل کو جو ذوق
ہم نے بے ساقی کے رو رو کر جدا برسات کی

روتے روتے مر گیا اک برق وش کی یاد مین
قسمت آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہے
قطب کو جنبش نہین ہے آسمان گردش مین ہے
حیف ہے بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے
روز و شب جام مہ و خورشیدیان گردش مین ہے
تیغ ابرو جسقدر رچا ہے برش پیدا کرے
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہے
پار اُترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہے
گرد پھرنیکا ترے سودا ہوا ہے ہم کو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے
دائرہ مین عشق کے جس نے کہ مارا ہے قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے
خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو مین تیرا انجم کی طرح اے ماہ حسن
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

گنبد گردون سے نکلو جس طرح سے ہو سکے
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش مین ہے

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی
جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الا باقی
نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی
موسم گل کے گئے پر بھی ہے سودا باقی
دل کو اک سرو سے قد کی ہے تمنا باقی
روح کو ہے ہوس عالم بالا باقی
دیکھ لین ہے جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی
تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہے اُس گلرو کا
پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کیلئے جا باقی
رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی
جان پر بن گئی دم گنتے لگا مین شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی
ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہے
خم و خمخانہ ہے باقی مے و مینا باقی
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اُٹھتے اُٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشا اللہ
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی
آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلنا
سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی
کون وارفتہ ترے گیسوے پیچان کا نہین
کسکو سودا نہین یہ سلسلہ ہے تا باقی
فرقت یار مین مردہ سا پڑا رہتا ہون
روح قالب مین نہین جسم ہے تنہا باقی
ٹھوکرین مار کے مردونکو ہے زندہ کرتا
میرے یوسف سے ہے اعجاز مسیحا باقی،
یار سے کہیو یہ پیغام زبانی قاصد
کچھ نہین یاد تری یاد ہے الا باقی
دہن یار کا مضمون بھی کوئی باندھو نہین
مرد شاعر ہون نہ رہ جائے معمّا باقی
گریبان مین جو بہی آہ شرر افشان کی
نہین رہنے کا مرے یار کے پردا باقی
فرقت یار مبدل نہین وصلت سے ہوئی
تیرنا ہے در مقصود کا دریا باقی
قامت یار سے کسدن ہو قیامت دیکھین
آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی
صبح تک وصل کی شب شام سے عریان دیکھا
نہ رہا پیرہن یار کا پردا باقی

مشکل نزع بھی آسان ہوئی جاتی ہے
نفس چند کی ہے روح کو ایذا باقی

اس قدر سینہ غم عشق سے معمور ہوا
نہ رہی دل مین مرے حسرت دنیا باقی

دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے
نام باقی نہین گویا کہ ہے عنقا باقی

ٹکڑے ایسا مجھے قاتل نے کیا ہے کہ نہین
گور مین جا کے جدا ہونے کو اعضا باقی

دل مین لالہ ہی کے داغ رخ بیداغ نہین
سر سنبل مین بھی ہے زلف کا سودا باقی

محفل آباد ہے مُنھ پر سے نقاب الٹو تو
دیکھ لیگا کوئی ہووے گا جو بینا باقی

چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانۂ گیسوئے دراز
صبح ہوگی نہ رہے گی شب یلدا باقی

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا
مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے

حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے

روئے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے
سرو باغی قد بے بازو نظر آیا مجھے

راز دل افشا نہ ہو اے دل کہے رکھتا ہون
پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

تیری تلوار اُس کو سمجھا مین یُ سے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنارِ جو نظر آیا مجھے

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کیطرف
یوسف اُس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے

دل شب فرقت رہا سینہ مین مردے کیطرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا
ماہِ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

سامنا رُخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اُڑا ایسا گلِ شب بو نظر آیا مجھے

خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سُنا
سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے

اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے
بے طرح سمجھا اگر پھیر تو نظر آیا مجھے

جب ترے روئے عتاب آلودہ سے تشبیہ دی
لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہے باغ عالم مین کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ بہ رنگِ بو نظر آیا مجھے

حاجیون کیطرح سے مین نے کیا اُس کا طواف
کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
وصل کی شب کر دیا بیکار عیب حسن نے
دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے
چہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعۂ اُستاد چار ابرو نظر آیا مجھے
چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے
تو نے زلفون کو اُلجھ پڑنے سے منڈوایا جو یار
شاہ بازِ حسن بے بازو نظر آیا مجھے
تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر
اے پری دُرِ نجف مین مو نظر آیا مجھے
مشک و عنبر کی بھی بو چین و شکن کے ساتھ ہے
طرۂ سنبل پہ بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے
بے تصنع اُس کو سمجھا مین نے تیغ بے نیام
جب ترا بے آستین بازو نظر آیا مجھے
یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

کیا کہیے کہ ہے سوزشِ داغ جگر ایسی
سنتا نہین وہ غیرتِ شمس و قمر ایسی
کوشش کا ارادہ ہے رہِ مہر و وفا مین
پھر کھل نہ سکے باندھیے کس کر کمر ایسی
پیری مین جلاتا ہے جو دل داغ جوانی
پنبہ سے بھی گرمی نہین کرتا شرر ایسی
نازک ہے رگ گل سے فزون بال سے باریک
دیکھی نہین البتہ سنی ہے کمر ایسی
مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی
چھٹتی ہی نہین لپٹی ہے گرد سفر ایسی
کیونکر نہ مرا شعر ہو عالم کی زبان زد
مشہور بہت ہوتی ہے جھوٹی خبر ایسی
بیدار رہون منھ دیکھ کے اُس مہر لقا کا
وہ شام کہان ہے جو دکھائے سحر ایسی
ہووے نہ صفا مین ترے دانتون کے مقابل
پیدا تو کرے قدر و شرافت گہر ایسی
کیا سینہ اُس ابرو سے بچا سکتا ہے دلکو
شمشیر قضا روکے نہین ہے سپر ایسی
زلفون کی طرح تا کمر یار پہونچتی
اے کاش رسا ہوتی یہ عقل بشر ایسی
محبوب نہین باغ جہان مین کوئی تجھسا
بو رکھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی
تیرے لب لعلین کا نہین سہل پرکھنا
وہ جوہری ہے جس کو خدا دے نظر ایسی
دنیا کی نہ ہے فکر نہ عقبےٰ کا تردد
آتش کہو آئی ہے طبیعت کدھر ایسی

ن باریک رگ گل سے فزون بال سے نازک

جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے
اقبال ساغر و جم و مینا بلند ہے

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے
گردن وہ ہے جو بہرِ تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہین تری برقِ جمال سے
شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیداغ ہونے سے رُخِ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

دو ساغر شراب ہین دو چشم مست یار
گردن مثال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ
کیا اندنون زُحل کا ستارا بلند ہے

طوفانِ نوح ہے مرے اشکونکے جوش سے
مُرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل نہ ہوگا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے
شعلہ ثرے سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزہ سے روئے یار کے ہے ابرونکو فوق
فرمان کے خط سے منزل طغرا بلند ہے

بھر جہان مین حالتِ مجنون بنا ئیے
ہر ایک حباب محمل لیلےٰ بلند ہے

پوشاک سُرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھ سے مستی مین جو ہون شیشہ و ساغر ٹکڑے
ساقیا کیجیو سیر سے بھی برابر ٹکڑے

موسمِ گُل ہے جنون خیز بہار گُل ہے
اُڑتے پھرتے ہین گریبان کے ہو کر ٹکڑے

مستحق اِس کا ہما بھی ہے سگِ یار بھی ہے
استخوانون کے مرے دو ہون برابر ٹکڑے

مجھ گدا کو جو ہے گدڑی مین تکلف منظور
ہوتے ہین اطلس و کمخواب و مشجر ٹکڑے

دل صد پارہ کو ڈھونڈھا ہے جو اُس کوچہ مین
ہاتھ آئے ہین مجھے شیشے کے اکثر ٹکڑے

نعمت فقر سے محظوظ ہوا ہون ایسا
خشک کر کے اُنھین کھاؤن جو ملین تر ٹکڑے

تری تلوار کی بُرش کا ہے شہرہ قاتل
ہم بھی دیکھین تو ہمین کرتے ہو کیونکر ٹکڑے

آشنا صورتِ ہفتاد و دو ملت سے ہوئین
آئینہ دل کا ہے پہلو مین بہتر ٹکڑے
سنگ در پر کسی محبوب کے دے پٹکون گا
بد دماغی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے
نعمتِ فقر مین بھی خو نہین تنہا خوری
بانٹ کھاتا ہون جو ہوتے ہین میسر ٹکڑے
نامۂ شوق کا عاشق کے ہے وہانسے یہ جواب
پرزے خط ہوتا ہے بازوئے کبوتر ٹکڑے
سرِ فرہاد کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا
کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے
جڑ دئے ہین دہنِ یار مین دانتون کی جگہ
دستِ قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے
زخمِ کاری کا جو سائل ہون کسی ترک سے مین
یہ گدائی کا اثر ہو کہ ہو خنجر ٹکڑے
ستم و قہر و غضب ہے روشِ مستانہ
شیشۂ دل کو کرے گی تری ٹھوکر ٹکڑے
چند بوسون سے بسر ہوتی ہے مجھ سائل کی
درگہِ حسن سے ہین میرے مقرر ٹکڑے
نظر آئی مرے بد خو کو جو صورت ٹیڑھی
ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ٹکڑے
اترہ کی چال جو گلشن مین چلا وہ خوش قد
دل عاشق کی طرح ہون گے صنوبر ٹکڑے
درِ سلطان کا گدا ہون مین گدا اے آتش
نانِ نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ٹکڑے

خوشخطون پہ جو طبیعت مری آئی ہوتی
مجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی
آنکھ آئینہ سے تمنے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی
تارِ سنبل کوئی کہتا ہے رگِ گل کوئی
کمرِ یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی
عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی
خواب مین وہ قدِ دلکش جو نظر آجاتا
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی
کمرِ یار بھی آنکھون کو دکھائی دیگی
ناف تک تو ہے نگاہون کی رسائی ہوتی
صاحبِ ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی
چشمِ بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گل پیرہنِ یار سے آئی ہوتی
میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا
گوشِ گل تک درِ شبنم کی رسائی ہوتی
ہمنے چوما دہنِ یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آب گہر کی بھی جو خوشتر و کرتے   تیرے دانتون کی نہ دانتو نہین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اُس راحتِ جان کا آتش
رُوح و قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جوہر کہان وہ ابروِ خمدار کے   زخم دکھلائی نہین دیتے ہین اس تلوار کے
ڈال دیتا ہون جو مین اُسکو گلے مین ہار کے   بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے
رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے   مار ڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے   جن چڑھے اُس پر جو ٹھہرے سایہ مین دیوار کے
گوش افسانے سُنے تو تجھسے خوشتر یار کے   آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے
دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین کوئے یار کے   دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے
فرش گل کو بھی قدم سے کیجئے اپنے سرفراز   گل بھی سبزہ کی طرح پامال ہون رفتار کے
لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین   سرو بھی ہین بندۂ آزاد قدِ یار کے
چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار   بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے
چشم وحدت بین سے لازم ہے تماشائے چمن   خار و گل دونون بغل پروردہ ہین گلزار کے
کس طرف بھجوائے ہمکو دیکھیے سلطانِ عشق   کوہ و صحرا دو علاقے ہین یہ اِس سرکار کے
مرہم زنگار ہے زخمی کو خطِ سبز یار   لعل لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے
دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند   طرہ کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ   غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے   لن ترانی اُن سے ہو سائل جو ہون دیدار کے
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون   طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے
کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین   مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے
حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے   سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے
روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو   لالہ و گل کی رگین ہین اور نشترِ خار کے
واقعہ منصور کا سُن کر کھُلا ہم کو یہ راز   حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہے تو اے سفاک کٹ راو بھی
زخم اوچھے ہنستے ہین مُنھ پر تری تلوار کے
جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہنے بارہا
چیتھڑے اکثر کئے ہین لالہ کی دستار کے

کعبہ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے
ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لئے
نور تجلی ہے ترے رخسار کے لئے
آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لئے
غدیے بہت اُس ابروِ خمدار کے لئے
چورنگ کی کمی نہین تلوار کے لئے
قول اپنا ہے یہ سبحہ زنار کے لئے
دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کیلئے
لطفِ چمن ہے بلبلِ گلزار کے لئے
کیفیت شراب ہے میخوار کے لئے
سیری نہ ہوگی تشنۂ دیدار کے لئے
پانی نہین چہِ ذقنِ یار کے لئے
اتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے
شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لئے
دشت عدم سے آتے ہین باغ جہان مین ہم
بے داغ لالہ و گل بیخار کے لئے
شمشاد اپنے طُرّے کو بیچے تو لیجئے
اُس لالہ رو کی پٹّی دستار کے لئے
دو آنکھین چہرہ پر نہین تیرے فقیر کے
دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کیلئے
سرمہ لگایا کیجئے آنکھون مین مہربان
اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لئے
حلقہ مین زلفِ یار کے موتی پروئیے
دندان ضرور ہین دہن مار کے لئے
گفت و شنید مین ہون بسر دن بہار کے
گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے
بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہے گھر مرا
رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لئے
بیٹھا جو اُس کے سایہ مین دیوانہ ہوگیا
سایہ پری کا ہے تری دیوار کے لئے
بلبل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین
ہر برگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے
اے شاہ حُسن زلف و رُخ و گوش و چشم و لب
کیا کیا علاقے ہین تری سرکار کے لئے
چال بر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر
طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے

آیا جو دیکھنے ترے حُسن و جمال کو　　پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لئے
حاجت نہین بناؤ کی اے نازنین تجھے　　زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے
بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار　　کیا چاشنی ہے شربت دیدار کے لئے
اُس بادشاہِ حُسن کی منزل مین چاہیئے　　بالِ ہُما کی پرچھتی دیوار کے لئے
سودائے زلف یار مین کافر ہوا ہون مین　　سنبل کے تار چاہئین زنار کے لئے
زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر مین　　سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے
ہونا ہین گے بعد فنا اپنے اُستخوان　　دولت سرائے یار کی دیوار کے لئے
معشوق کی زبان سے ہے دُشنام دلپذیر　　شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لئے
جان سے عزیز تر ہے مرے دلکو داغ عشق　　مہتاب ہے لحد کی شب تار کے لئے
دوست خواب چشم ہے کوئی بلائے بد　　کیا مرتبہ ہے فتنۂ بیدار کے لئے
خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ　　وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لئے
پہنا ہے جب سے تو نے شب ماہ مین گُہنے　　کیا کیا شگوفے پھولتے ہین ہار کے لئے
چھکڑا ہوئے ہین سوچ کے راہ وفا مین پاؤن　　پہیئے لگائیے انھین رفتار کے لئے
جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش جمال کا　　یوسف بنے غلام خریدار کے لئے
سونے کے پتے ہو دین ہر اک گل کے کانین　　مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لئے
گلہائے زخم سے ہون شہادت طلب نہال　　توفیق خیر ہو تری تلوار کے لئے
اندھیر ہے جو دم کی ثنا اُس کے ہو رشنی　　یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لئے

احسان جو ابتدا سے ہے آتش وہی ہے آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لئے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے　　شل ہو گئے جو پاؤن تو ہم سر کے بل چلے
جوبن سے اپنے زیب وہ باغ ڈھل چلے　　رنگ ان گلون کے چار ہی دن مین بدل چلے
لیجائینگے بہا کے خطِ شوق یار تک　　قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے
خط یادگار چھوڑ چلے گیسوانِ یار　　یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اُگل چلے

ارّہ کی پھبتی کہکے انھین کاٹیے ذرا
شمشاد سرو قد سے تمھارے نکل چلے
ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا پیے وہ دودھ جو پیکر اوبل چلے
درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
کھلجائین پاؤن راہ مین لیکے جو شل چلے
سر ہاتھ پہ لیے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے
جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے
کی دلولون نے شوق کی تکلیف کوئے یار
لیکر مجھے بہشت مین حسنِ عمل چلے
اتنی شکار گاہ جہان مین ہے آرزو
ہم سامنے ہون اور تمھارے رفل چلے
اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
وہ کوہ سے تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے
ثابت ہوا جو کشتۂ دندانِ یار مین
ہنس آکے قبر پہ مری موتی اوگل چلے
بانکی ادائے قتل اُنھون نے کیا ہمین
مہندی لگاکے پاؤن مین پنجون کے بل چلے
دل بھر کے سیر کی نہ خرابات دہر کی
سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے کل چلے
بے دام و دانہ چاہیئے بلبل اسیر ہو
عطر گلاب باغ مین صیاد مل چلے
ہمرہ پری ہے کوئی نسیم بہار بھی
دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے
آنکھین تمھاری پھر گئین آئینہ دیکھکر
آخر غرور حسن سے تیور بدل چلے
آسودہ سیر ہو کے ہوئے اپنی جان سے
خوان فلک سے ہم غم و غصہ نگل چلے
یاد آگئے چمن مین وہ مہندی لگائے پاؤن
مہندی کی پتی دیکھ کے ہم ہاتھ مل چلے
آئے جو کیفِ مے مین وہ گلگشت باغ کو
غنچہ سے لوٹی لالہ سے پگڑی بدل چلے
تڑپا جو مین فشار لحد کے عذاب سے
تھرّائی گور قبر کے تختے نکل چلے

لِلّٰہ چلیے سایۂ دیوار یار مین
گرمی سے آفتاب کے آتش پگھل چلے

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے
دکھلا رہا ہے رنگ گلستان نئے نئے
کرتا ہے ناز وہ شہ خوبان نئے نئے
آئین تازہ تازہ ہین فرمان نئے نئے
سودائے زلف یار مین یہ چاہتا ہے شوق
آنکھین ہون اور خواب پریشان نئے نئے

کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ
نکلے ہین منھ مین یار کے دندان نئے نئے
پروانون کے شریک ہون جلنے مین قربان
روشن ہوئے ہین سرو چراغان نئے نئے
بد تر ہے حال اُس بہ غبغب کے شوق مین
دیتا ہے داغ سیب زنخدان نئے نئے
دریائے قہر یار جو آجائے جوش مین
پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے
ویرانہ شہر ہون تری شمشیر ناز سے
آباد ہو دین گنج شہیدان نئے نئے
وہ زخم تیغ عشق ہون مین روزگار مین
مُنھ سے لگے ہین جس کے نمکدان نئے نئے
اے ترک جیسے منزل سودا ہے سر مرا
گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نئے نئے
گہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے
ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آئینہ گر
سوئم مین میرے حافظ قرآن نئے نئے
رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آ نکلتے ہین مہمان نئے نئے
رخسار خط نکالے گا اُس شاہ حُسن کا
پیدا کرے گا مور سلیمان نئے نئے
قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوئے یار ہے سیر اسکی کیجئے
آتش شگوفے چھوٹتے ہین یان نئے نئے

جوہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
لیکر قفس کو اُڑ گئے رکھا جو پر کھلے
شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے
کچھ تو ہمین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس کجکلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے
انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اُٹھا کہ پردۂ شمس و قمر کھلے
رنگریز کی دُکان مین بھرے ہین ہزار رنگ
طرّہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے
کیا جبر ہے عبارت رنگین مین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے
جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے
حیوان پر آدمی کو شرف نطق سے ہوا
شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے
یوسف کی اک دُکان مین نہ تو نے تلاش کی
بازار کون کون سے اے بیخبر کھلے

شیریں دہن سے تیرے تعجب ہے گفتگو
اعجاز ہے اگر گرہ نیشکر کھلے،

کٹ جائے وہ زبان نہ ہو جس سے دعائے خیر
پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ وقت سحر کھلے،

کوتہ ہے اسقدر مرے قد پر ردائے عیش
ڈھانکو
ڈھانکون جو پاؤن کو تو یقین ہے کہ سر کھلے

قاتل جزائے خیر ملے تیری تیغ کو
زخمون کے منہ کھلے نہین جنت کے در کھلے

فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام
مے کی دکان شام کھلے یا سحر کھلے

پاپوش ہم نے ماری ہے دستار و تاج پر
سودائے زلف یار مین رہتے ہین سر کھلے

کیف شراب ناب کا انجام ہو بخیر
شلوار بند ساقی رشک قمر کھلے

ناخوانده شرح شوق جلائے گئے خطوط
باندھے گئے وہ جو کہ مرے نامہ بر کھلے

چاہے صفا تو ساتھ طہارت کے ذکر کر
پرہیز کر تو تجکو دوا کا اثر کھلے

ہنسکر دکھائے دانت جو ہمکو تو کیا ہوا
لے لیجئے جو قیمت سلک گہر کھلے

کہتا ہون راز عشق مگر ساتھ شرط کے
کانون ہی تک رہے نہ زبان کو خبر کھلے

مشتاق بندشون کے ہین خوبون کو چاہیئے
بندھوائین شاعرون سے جو اُنکی کمر کھلے

رکتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتل
ہاتھون سے تیرے جوہر تیغ و سپر کھلے

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر
دیوانہ ہو جو حال قضا و قدر کھلے

چلنا پڑے گا یار کی خدمت مین سر کے بل
سمجھے ہو کیا جو بیٹھے ہو آتش کمر کھلے

نکہتِ گل سے مجھے یار کی بو آتی ہے
خار سے یاد اُلجھ پڑنے کی خو آتی ہے

شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے
میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے

صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے
پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہے

موسمِ گل کی ہوا نے کئے ساقی بیکار
بطے اُڑ کے لب مست کو چھو آتی ہے

فصلِ گل باقی ہے کرون گا گریبان پھر چاک
آنے دو سوزن اگر بہر رفو آتی ہے

پاک دامانیِ معشوق کا سودا ہے جنھین
نیند اُن کو نہین بے قید وضو آتی ہے

کون سا نقش قدم چاندسی تصویر نہین
اُس صنم کو روشِ خامۂ مو آتی ہے

ساز کی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالان
چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھون میں اسطرح سے بھر جاتا ہے
جام میں جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے

قد مین اُس حور کے طوبا کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کمر یار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوے طوق گلو آتی ہے

دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ
دیکھنے حور وہ آئینۂ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار تو گل سر سبز
کلکلے دریا سے مرے باغ میں جو آتی ہے

خوش تماشی دہ نہیں جامۂ عریانی کی
اس میں کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے موت
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا نہیں لبریز اسے تو ساقی
قالب جام مین یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سُنا ہے قمری
میرے سر مارنے کو طوقِ گلو آتی ہے

حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا اے آتش
کمر یار کو بھی پیچشِ مو آتی ہے

* * *

تمام ہوا دیوان اوّل

خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقِ شیدا علی مرتضےٰ کا ہو گیا
دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا
قربِ حق حاصل ہے اُسکو مرد عارف ہے وہی
یا علی پیرو جو تجھسے پیشوا کا ہو گیا
ساختہ پرداختہ تیری ہے ساری کائنات
حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا
وقتِ مشکل مین کہا جو تت یا مشکلکشا
سہل چھٹکارا گرفتارِ بلا کا ہو گیا
کون تجھ سا ہے ولی اللہ اے مولا مرے
کعبہ پیدایش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

وہ رنگ سرخ ہے کیفِ شراب سے ہوتا
ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا
غرورِ حسن نے نازاں کیا انھیں ورنہ
نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا
نزاکتِ بدنِ نازنینِ یار نہ پوچھ
کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہے
ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا
ترے پسینہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے
عرق عرق ہون مین بوئے گلاب سے ہوتا
یہ کیسے نالے ہین سودائے چشم مین اپنے
کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا
نظارہ بازی بحرِ جہان ہے شغل اپنا
وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہے حباب سے ہوتا
تمھارے کشتۂ رخسار کی جو خاک اُڑتی
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

دلِ برشتہ کو وہ ترک یاد آتا ہے
جگر کباب ہے بوئے کباب سے ہوتا
چکور ہوتے ہیں رخسارِ یار کے صدقے
کمال ماہ ہے حسن شباب سے ہوتا
کھلا یہ روئے مخطط سے یار کے ہم کو
یہ مدعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا
قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع
کمال تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار منڈاتا ہے خط نورس کو
چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا
کمی محال ہے تیرے کرم مین اے محبوب
کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا
چھپاؤن بھلائے سے مین خاک داغ سودا کو
درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا
غبار بن کے لپٹتا مین دامن زین سے
جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا
پھندایا یار کے گھر مین تو کیا کیا۔ کم تھا
جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا
شراب خواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناورون کا گذارا ہے آب سے ہوتا

ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہان ہوتا
کلام کرتے ہم اُس سے جو رمز دان ہوتا
بتون کے حسن سے ہے نور حق عیان ہوتا
مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا
فغان و آہ سے ہے سوز دل عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونے کی ہے دھوان ہوتا
بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
حکیم تھا وہ جو ان کا مزا جدان ہوتا
یہی رہا ذقن یار دیکھ کر افسوس
اُچک کے گرتے ہم اُس مین اگر کنوان ہوتا
جواب رکھتا نہ گیسوئے یار کُشتی مین
بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا
یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے
تراش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا
مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے
خدا کا بندۂ مومن ہے میہمان ہوتا
نہ پوچھ علم محبت سے کیا کھلا مجھکو
یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گمان ہوتا
وہی ہے صدر نشین بزم خاکساران مین
صفِ نعال مین جس کا کہ ہے مکان ہوتا
اُداس قالب خاکی مین روح رہتی ہے
مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا
فراغ حال ہے دشوار خوشنوایون کو
قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھا اے ترک
جو کربلائے معلی مین ارغوان ہوتا
ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشائے زعفران ہوتا
زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دل مین
خیال یار رہے اس گھر مین میہمان ہوتا
گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون
زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا
جو کرتی آتش سودائے زلف یار اُسے زرد
یقین ہے مشک سیہ فام زعفران ہوتا
یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا
لباس سُرخ سے کرتا ہے یار خونریزی
حسینون مین بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا
کرایہ رہنے کو سودائے زلف مین لیتے
کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا
خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے
نہ مُہر ہوتی ہے اُس پہ نہ ہے نشان ہوتا
جو لکھتے ہم خم ابروئے یار کی توصیف
قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھر کمان ہوتا
نیازمند نہ ہوتا تو پوچھتا ہون مین
یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا
دکھاتے ہین رقم خال و مہ ابرو کو
سر حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا
گلوری پان کی کھا کر جو آپ ہنس پڑتے
شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا
نگاہ ناز تمھاری ہی رُخ جدھر کرتی
نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا
صدا جرس کی ہے غنچون کے کھلنے سے آتی
روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
خوشا نصیب ہوا فرط سے یہ جس دل مین
کمال ذوق سے ہے وصل جاودان ہوتا
بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو
کمند سے بھی تو ہے کار نردبان ہوتا
تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے
خلاف ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا
حقیقت دہن یار عقل سے یہ کھُلی
اُسی محل مین خموشی کا ہے مکان ہوتا
بقدر حوصلہ جو چاہے لے لے داغ جنون
بہار گل مین یہ سودا نہین گران ہوتا
کہین جگہ ترے مردود کو نہین رہتی
ہر اِک طرف سے ہے اُس پہ کمان کہان ہوتا
نقاب اُلٹ کے وہ دیدار عام کرتے ہین
قیامت آئی اِکٹھا ہے دو جہان ہوتا
کوئی ہزار کہے کب کسی کی سنتا ہے
بہارِ گل مین ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نعمت دنیا
نوالہ حلق مین اپنے ہے استخوان ہوتا

یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بہتے تو
بیان حال جو آتش کا اے زبان ہوتا

کام رہنے کا نہین بند اپنا
بندہ پرور ہے خداوند اپنا

اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب
ہمکو چکھوائے مزہ قند اپنا

دیکھیے کرتے ہین کب تک وہ ہمین
امتحان ہوتا ہے تاچند اپنا

اے پری رو ہون ترے دیوانے
دیکھین سودا جو خردمند اپنا

کیا ملائے گا ذقن سے تیرے
زرد رو سیب ثمرقند اپنا

کیون نہ یعقوبؑ کو یوسفؑ ہو عزیز
کس کو پیارا نہین فرزند اپنا

سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر
رزق ہے شہد شکرخند اپنا

سر کو سودا ہے کسی کاکل کا
دل ہے زنجیر کا پابند اپنا

شجر قدس ہین ہم عالم مین
اس چمن مین نہین پیوند اپنا

تیغ قاتل سے اُڑینگے ٹکڑے
بند سے ہوگا جدا بند اپنا

ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر
سر پھراتی ہے تری پند اپنا

وعدہ بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح
پاس تم کو نہ ہو ہرچند اپنا

سر ترا ہم کو ہے مصحف کی جگہ
ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی،
ہم کو آتش دل خرسند اپنا،

پامال کیجئے انھین رفتار ناز کا
طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا

لکھتا ہون وصف اُن مژہاے دراز کا
لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا

ساقی سمائے اُس مین ہزارون خم شراب
کشتی مے کو ظرف خدا دے جہاز کا

اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا

ہوتا ہے شعبدون سے ترے آسمان سفید
اُڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان
انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا
ظاہر ہے گرم جوشی پروانہ کا اثر
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا
ساقی زلال و درد جو توفیق ہو سو دے
مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا
ہو جائے حسن معنی بے صورت آشکار
روئے حقیقت اُلٹے جو پردہ مجاز کا
آنکھین ہین ہجر یار مین لبریز اشک سرخ
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا
ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا
ہجران یار مین تن خاکی سے تنگ ہون
ایذائے مرغ روح کو چنگل ہے باز کا
سودائے عشق مین نہ رہی شان خواجگی
محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا
پتلون سے خاک کے یہ گڑھے بھر چکین کہین
دھبا مٹے زمین کے نشیب و فراز کا
ساحل سمجھتے ہین تہ دریائے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا
حسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے
دیوانہ پری ہو معتقد نماز کا
عمر خضر سے اس کی زیادہ ہو زندگی
دھوون پیئے جو یار کی زلف دراز کا
اللہ کے فقیر کا دل کیون نہ ہو غنی
تکیہ ہے کیسے خسرو مسکین نواز کا
نیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار
بے کار کوئی فعل نہین کارساز کا
عشق نہفتہ ہووے گا اشکون سے آشکار
یہ طفل کھیل کھیلین گے افشائے راز کا
بیمار عشق کے لئے ممکن نہین شفا
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا
چھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا
مجھ رند کو حلال ہے گو مے حرام ہو
پیر مغان کا حکم ہے اس مین جواز کا
آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اس شہد آز کا

حسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا
آ کے اس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو
جس کو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا
موسم گل کی ہوا کرنے لگی ناز پری
سکۂ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا

ہوش اُڑائے صورت آبادِ جہان کی دیکھ
پتلیون کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا
دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحرِ حُسن
بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا
سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کر کے حُسن رسوا ہو گیا
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا
فی الحقیقہ روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مُصفّا ہو گیا
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشکِ حور
گُل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا
آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہو گیا
آگ پر رکھوا کے جلوانا نہ تھا فرعون کو
سینجتاخے سے بھی روشن دستِ موسیٰ ہو گیا
میکدے مین عالمِ طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ میکشون کو خون مینا ہو گیا
تیغ سے وہ ابروِ خمدار ہے خونریز تر
جوہرِ ادراک سے حل یہ معمّا ہو گیا
گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق
دل مرا نالون سے ناقوسِ کلیسا ہو گیا
کور مادر زاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حُسنِ روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا
عشق کرتے ہی ہوے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہانِ محبت کا تقاضا ہو گیا
مر چکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاقِ یار
زندگانی وعدۂ دیدارِ فردا ہو گیا
تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمانِ حُسن پر طالع ثریا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دامِ فکرِ آتش سے شکار
مُرغِ مضمونِ دہانِ یار عنقا ہو گیا

لباسِ یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
بہارِ گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتیِ مے سے کنارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو مُنھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا
سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا
ہلالِ عید کا ہر عید ہو جہان مشتاق
تمھاری ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا
خم شراب سے مجھ مست نے نہ منھ پھیرا
کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا
بہار تھی جو وہ گلچہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا
پڑی ہے خال رخ یار پر نظر جنھین
اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا
گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزش دل کا حرارہ کیا کرتا
بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشنِ اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا
شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا
شکستہ دل نہ ہوا اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگا لیا منھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سر برہنہ سپر گوشوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا
موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبح عید کا
افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا
شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا
حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا
مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا
حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا
لیتا ہے بوسہ دیکے وہ مہین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زر خرید کا
آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا
بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

ہوش اُڑائے صورت آبادِ جہان کی دید نے
پتلیون کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا
دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحرِ حسن
بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا
جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا
سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کر کے حسن رسوا ہو گیا
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا
فی الحقیقۃ روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مُصفّا ہو گیا
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشکِ حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا
آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہو گیا
آگ پر رکھوا کے جلوانا نہ تھا فرعون کو
پنجشاخے سے بھی روشن دستِ موسیٰ ہو گیا
میکدے مین عالمِ طفلی کی کیفیت ملی
شیرِ دایہ میکشون کو خونِ مینا ہو گیا
تیغ سے وہ ابروِ خونخوار ہے خونریز تر
جوہرِ ادراک سے حل یہ معما ہو گیا
گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق
دل مرا نالون سے ناقوسِ کلیسا ہو گیا
کور مادرزاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حسنِ روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا
عشق کرتے ہی ہوئے خواہانِ جان سوز و گداز
قرض خواہانِ محبت کا تقاضا ہو گیا
مر چکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاقِ یار
زندگانی وعدۂ دیدارِ فردا ہو گیا
تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمانِ حسن پر طالع ثریا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دامِ فکرِ آتش سے شکار
مرغِ مضمونِ دہانِ یار عنقا ہو گیا

لباسِ یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
بہارِ گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتیِ مے سے کنارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو مُنھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا
سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا
ہلالِ عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھاری ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہِ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خُمِ شراب سے مجھ مست نے نہ مُنھ پھیرا
کنارِ آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار تھی جو وہ گُل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رُخ یار پر نظر دیکھین
اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزش دل کا حرارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشنِ اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہو اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سر برہنہ سپر گوشوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون قیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبح عید کا

افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکھے وہ حسین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زر خرید کا

آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

دل بیچتے ہین عاشق بیتاب لیجئے
قیمت وہ ہے جو مول ہو مال مزید کا
اپنی طرف اُن ابروؤنکے رُخ کو پھیر لے
اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا
سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
داغ جنون ہر ایک نگین ہے حدید کا
اُس رخ پہ ابروؤن سے سونکو سمجھ نہ کم
ہر آیہ ہے فصیح کلام مجید کا
کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوئے گل
خط آگیا بہار چمن کی رسید کا
شادی بے محل سے بھی ہوتا ہے دلکو غم
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہے عید کا
قاتل رہا کرے گی شب جمعہ روشنی
کوچہ مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا
موسیٰ کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہے شوق
آنکھون کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا
صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین قرعہ بین
رُخ پر یقین ہے اُنھین شکل سعید کا
چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز
حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا
بے جرم تیغ عشق سے دل ہوگیا ہے قتل
سینہ مرا مقام ہے مرد شہید کا
دیوانہ زلفِ یار کی زنجیر کا ہے دل
رہتا ہے صدمہ روح کو قید شدید کا

خونریز جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہین
آتش فراق یار پدر ہے یزید کا

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا
کاٹتے اپنے گلے ہم کو جو خنجر ملتا
عشق کا آئینۂ دل کو ہے جوہر ملتا
تن کو سودے کے لئے یار کے ہے سر ملتا
تیرے مستانون کو جنت مین کہین گر ملتا
ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا
دہنِ یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا
زندگی مین ہے کسے چشمۂ کوثر ملتا
ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خط شوق
کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا
وحشتِ دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہے
ہر بگولا ہے گلے سے مرے اُٹھکر ملتا
فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو
مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا
واہ ری پست و بلند رہِ اُلفت اُس مین
کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا
خلعتِ بال ہُما دیکے روانہ کرتے
نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش بر نقش محبت سا نہ ہوگا کوئی سیکڑون مہرۂ گل ہے مجھے ششدر ملتا
سامنا آنکھ اُٹھا کر نہین نرگس کرتی جھک کے اُس سرو روان سے ہے صنوبر ملتا
دل بہت سینہ مین بیتاب ہے اسپر رکھتے صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا
عید کا روز ہے مسکین ہین فطرہ لیتے جز خم ہم کو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا
لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرّر ملتا
بادشہ حسن نے اے یار بنایا ہے تجھے خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو ہے منبر ملتا
ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا
نہ کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ دل مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا
ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال بسر تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا
کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کنوئین مین پھینکا خوبصورت نہین یوسفؑ سا برادر ملتا
نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا
وحشت دل کا تقاضا ہے نکل چلنے کا تنگ ہون گنبد گردون کا نہین در ملتا
اے پری شیفتہ ہوتے ترے جن وانسان عشقبازون سے سلیمان کا لشکر ملتا
تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا
بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی چرخ کو میری طرح سے کبھی چکّر ملتا
کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دین بتواضع بھی ہے مفلس سے تونگر ملتا

دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گل مین
مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا ،

دل کو فزون چمن کی مٹی سے سرد پایا گیندے سے مین نے اپنے چہرے کو زرد پایا
حسن وجمال پر ہے زیبا غرور تجکو بے مثل بے نظیر و یکتا و فرد پایا
پارس کا کام سنگ در سے عجب نہین ہے اکسیر کو تمھارے کوچے کی گرد پایا
ہرچند حالت دل ناگفتنی تھی لیکن رو کر کہا کچھ اُس سے جو اہل درد پایا
اندھیر ہے جو تیری چشم سیہ سے کم ہے گردش کا اُس کے سرمہ دنبالہ گرد پایا

باغ جہان مین حق انصاف سے نگذرے
شربت بنایا بہر بلبل جو درد پایا

سودے مین گیسوؤن کی زنجیر کے جنون نے
مجنون سے مجکو طرہ صحرا نورد پایا

خالِ رخ صنم نے گولی کی کی نہ گرمی
کافور کی طرح سے یہ مشک سرد پایا

ہونے لگی جو پیدا نیرنگ سازی عشق
گاہے سفید گاہے رنگ اپنا زرد پایا

کس کس ستارہ سے شب اے مہ لقا لڑی ہین
آنکھون کو تیری ہم نے مرد نبرد پایا

کرتے مصور اُس کو تصویر خضر مین صرف
ہوتا جو تیرے خط سا کچھ لاجورد پایا

مین بھاگتا ہون دنیا آکے ہے لپٹتی
آتش مجھی کو اُسنے شاید کہ مرد پایا

خدا نے برق تجلی تجھے جمال دیا
ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے ہے حال دیا

فریب حسن نے سکھلائی اُن کو عیاری
شکار کھیلنے کو گیسوؤن کا جال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو مؤذن ہے
ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہے صورت عاشق سے اُنکو وحشت ہو
فسون سرمہ نے ہے دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھون نے دل کو کنوئین مین ڈالدیا

شراب ابر مین کیونکر پئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کی طرح لپٹی
قبا نے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا

بنایا جب ترے پتلے کو دست قدرت نے
ہر ایک عضو بدن اُس کو بے مثال دیا

مرید کرکے مجھے پیر عشق نے اپنا
مشاہدے کو اِک آئینہ جمال دیا

ہوا ہون اہل دول سکہ ہائے داغ سے مین
جنون نے صدقہ حسن پری ہے مال دیا

چلین گے باغ اگر ہم کو بھی مقدر نے
رفیق سبز چمن کوئی نونہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک توکل نے
زبان کو مزۂ نعمۂ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہین وہ ابرو کج
چھپا ہے جب سے دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہے سامنے جب تیرے روئے رنگین کے
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا
جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
شباب حُسن نے ہے یار کو کمال دیا
بہت مرے دل صد چاک سے اُلجھتی تھی
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا
تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا
مضامین تیرے سے چمکے ہوئے بنائے دانت
لبون کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا
ہوئی بخالِ رُخ یار پر ملاحت ختم
نمک یہ حُسن نے زنگی کو خال خال دیا
جلائے آئینۂ رُخ سے نشۂ مے نے
جمال یار کو ہے خلعت جلال دیا
غرور حُسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے
بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا
ادا ہو شکر ترے فیضِ عام کا کس سے
ہر ایک ذرہ کو خورشید لازوال دیا
صفائے رُخ کا ملا لطف خط کے بوسے سے
قضا نے دُرد مین ہے نشۂ زلال دیا
شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم
جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا
سرور یار سے حاصل ہوا سرور تجھے
ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال مین اُس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل جو ہم سے وہ محبوب نکتہ دان سُنتا
زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا
فراق رنج سے ہے بعد مرگ بھی دشوار
زمین کے نیچے بھی ہوتین تو آسمان سُنتا
کھلے نہ حالتِ دل کو زبان کا احوال
سُنا کرے ہے اگر گوش بے زبان سُنتا
خوشی سے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے
بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سُنتا
زبان کون سی مشغول ذکر خیر نہین
کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا
قریب ہے یہ کہ حاصل کرون حضور رسی
پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکان سنتا
خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے
جرس سے مژدۂ منزل ہے کاروان سنتا
نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا ہے کس کس نے
پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا
فسانۂ رُخ رنگین یار کیا کہتے
چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مرے وصف نہین کہا جاتا
تمھارے حسن کے سودے کو ہون گران سنتا
نکلتا ہے جو وہ خونخوار اونچی بنکر
ہر اِک طرف سے ہون آواز الامان سنتا
کچھ احتیاج نہین مجکو حرز بازو کی
اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہبان سنتا
مری فغان سے ہے گیسوئے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا
بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
ہزار کہیئے نہین ایک باغبان سنتا
کیا ہے زرد یہ سودائے خال مشکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا
چمن کو کوچۂ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید تجکو ہون اے نخل ارغوان سنتا
یہ شوق بوسہ ہے مجھکو اُس کا چوم لیتا ہون
زبان سے جسکی ترے رُخ مین ہون وہان سنتا
مجھے وہ روشنی حنا نہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست مہمان سنتا
جواب اُلٹ کے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
لڑی مری لئے ہے گوش بے زبان سنتا
رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا
اُن ابروؤنکو مین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا
کہون مین بال جو اُس کو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا
فراق یار کو اے صبر زور تو نہ جتا
پچھاڑتا ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا
قضا کے تیر کو دے کر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابروئے خمدار سی کمان سنتا
قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا
جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا
یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رُخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

نہال قد کے ہو سودے مین جب سے زرد آتش
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

لباس سُرخ پہن کر جو وہ جوان نکلا
لبادہ مانگتا مریخ آسمان نکلا
خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھولے ہوئے
مکان یار کا دیوار درمیان نکلا
وہ زلف ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو
کہان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کہان نکلا

ملاحتِ ذقنِ یار کا ہے ہر سو شور
عجیب لطف کا کھاری ہے یہ کنوان نکلا
بندھے دہان و کمر کے ہزارہا مضمون
زمینِ شعر سے گنجینۂ نہان نکلا
کھلا نہ آتش سودائے عشق کا پردہ
وہ سو ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا
تلاش ہم نے ہزارون ہی لشکر دہن کی
قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا
سنینگے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی
کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا
شباب کھو کے گئی جان رنج پیری سے
بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا
کہا جو شاعرون نے اُس کو چشمۂ شیرین
کھلا ہمین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا
دیا نہ تم نے کبھی بوسۂ لب شیرین
مزہ نہ مہر و محبت کا مہربان نکلا
سنا ہے شور سگ کوئے یار جب ہم نے
خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا
جنون عشق مین کی کوچۂ بتان کی جو سیر
بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا
دکھائی دیتی ہین آنکھون کو صورتین ہر سو
یہ گنبدِ فلک آئینہ کا مکان نکلا
مقام شکر ہے دے آسمان جو خرقۂ فقر
کفن پہن کے ہے اِس گھر سے میہمان نکلا
شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
ہوا ہے داغ مجھے چاند سے جہان نکلا
کرے گا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہے جھک کر ہے آسمان نکلا

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا
تو روشنیِ عالم ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا
سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد
مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا
حافظ رُخ کتابی محبوب کے ہین ہم
یہ احسن القصص ہے ہمین یاد ہو گیا
اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سُنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا
پھر آئے رنگ رفتہ جو رُخ پر عجب نہین
اکسر ہے چہرۂ نظری صاد ہو گیا
وہ شب ہے کون سی کہ نہین لطف نوشہی
فکر سخن عروس مین داماد ہو گیا
زلفون کو رکھ کے مائیہ سودا ہوا وہ شوخ
دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہوگیا

دکھلایا آب جو نے چمن مین جو آئینہ
گلچین باغ حسن وہ صیاد ہوگیا

سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہوگیا

کم حکم شرع سے نہیں ایماے حسن بھی
بے جرم بے قصور وہ جلاد ہوگیا

کپڑے رنگے جو خون احباے یار نے
مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہوگیا

سرمہ سے چشم یار بنی مفسدون کی جڑ
لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہوگیا

رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین
گلزار رشک خانۂ صیاد ہوگیا

خورشید سے زیادہ ہوئی اسمین روشنی
جو ذرہ تیری راہ مین برباد ہوگیا

اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر
اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہوگیا

ہجر صنم مین پھوڑ کے سر دل نے جان دی
فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہوگیا

نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے
دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہوگیا

قد بلند یار کو شمشاد جو کہا ع
گیسو لٹک کے طرۂ شمشاد ہوگیا

غیرت کے مارے یار ہوا غیر کے خلاف
یہ اتفاق بھی ہے خداداد ہوگیا

موقوف سخت روئی ہوئی خط سے یار کے
بوٹی سے کشتہ بیضۂ فولاد ہوگیا

پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین
کوے بتان بھی گلشن شداد ہوگیا

زنجیر اس بہار مین ہلکی اگر گھڑی
ہاتھ اپنا طوق گردن حداد ہوگیا

مژگان کی طرح گردش چشمان یار سے
زیر و زبر ہی عالم ایجاد ہوگیا

تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح
شاگرد کر کے مجکو دل استاد ہوگیا

بلبل کے نالے لے اُڑے فصل بہار مین
دیوانہ کپڑے پھاڑ کے صیاد ہوگیا

دیوانگی نے دام خرد سے نجات دی
عشق پری کے صدقے سے آزاد ہوگیا

کرتا ہے یار دست حنائی سے قتل عام
مہندی کا خون کر کے ہے جلاد ہوگیا

ساقی حدیث اُس کو سمجھتے ہین تیرے مست
پیر مغان کے منھ سے جو ارشاد ہوگیا

رسوا ہوا مین پردہ کھلا تیرے عشق کا
اشکون سے رنج ناخلف اولاد ہوگیا

بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان
شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا دیوانہ بیباک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا

یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

بے ترے شب کو چھری چلتی تھی اے خورشید حسن
جو ستارہ تھا سوا مریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے جس سے مضمون ڈھل گئے فکر اُسکی ہے
ان نگینون کو تراشا جس نے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی مین نہ دی تشبیہ مین نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

اینڈتا تھا تیرے ستون کی طرح سے باغ مین
صاحب نسبت اپنے سلسلہ مین تاک تھا

بوئے گل کیطرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا

ہر دم دیدہ ترا رو رو کے جب کرتے تھے ذکر
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا

پار اترا صاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے مر گیا جو بحر مین تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی جسم مشت خاک تھا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی مین مرا
جوش وحشت مین غزالون سے بھی مین چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا شک
سنبل و گل اپنی آنکھون مین خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے ساعد ترے چھلونکے تھے
غیرت صبح بہار اُس آستین کا چاک تھا

جائے آب اُس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا

جب رُلاتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا

عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کس کو مین
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کاواک تھا

رات بھر تھا چشم غزال آنکھون مین اپنے ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشت ناک تھا

کر گئی جب روح مبدا کیطرف اپنے رجوع
خاک مین وہ مل گیا جو جسم آتش خاک تھا

ساقی شراب سے رہے قصرِ فلک بھرا
شیشے کیطرح مے سے شکم حلق تک بھرا
صحبت برار ہونے کی صورت نہین کوئی
مین بدگمان ہون اور مرا یار شک بھرا
حسن ملیح پر نہ کرو اس قدر گھمنڈ
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے نمک بھرا
رو رو کے مین نے دل نہین خالی کیا ہنوز
پانی ابھی سما سے کہان تا سمک بھرا
صحرا مین جا کے لائے حرارت جو آبلے
پاؤن نے اُن مین پیس کے خار خسک بھرا
آئی بہار رکھدے مرے آگے ساقیا
لبریز بادہ جام پیالہ گزک بھرا
رات انتظار یار مین جھپکین جو نیند سے
آنکھون کو اپنی چیر کے مین نے نمک بھرا
قل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے
تارون کے نقل سے ہے یہ خوان فلک بھرا

آتش ہمیشہ سیر ہوا حوران حسن سے
نیت کو رکھے بوسۂ لب کی چسک بھرا

عشق کے سودے سے پہلے دردِ سر کوئی نہ تھا
داغِ دل خندان زن زخمِ جگر کوئی نہ تھا
غیر یار آنکھون مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا
مردمانِ چشم سا اہلِ نظر کوئی نہ تھا
روئے رنگین سا ہو گل جسمین شجر کوئی نہ تھا
باغ مین سیبِ زنخدان سا ثمر کوئی نہ تھا
جوہری کی آنکھ سے دیکھے جواہر بیشتر
لعل لب سا لعل دندان سا گہر کوئی نہ تھا
خوبصورت یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا
رہ گئی دل ہی مین اپنے حسرتِ اظہارِ شوق
لکھ کے خط جب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا
میرے نالون نے جو شب کی تھی قیامت آشکار
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بیخبر کوئی نہ تھا
دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز
عیب الفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا
کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا
کون سے حلقہ مین اُن زلفون کے تھے اک دو نہ دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا
تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو جن دنون
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا
دیدہ و دل تھے منور تیرے نورِ حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا
رکھتی تھی زلفِ رسائے یار ہر اک مو دراز
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری مین جوانی تھی نہ اُس کے ولولے
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا
بلبل تصویر تھا باغ جہان مین تیری طرح
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا
معرکہ مین عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوے
واپسین دم تک تو مجھ سے پیشتر کوئی نہ تھا
یار آنکلا تو تھا صورت دکھاتا مین کسے
جھٹپٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا
عشق کس کو حسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان
فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا
چاشنی دونون کی چکھی ہے جو حق حق پوچھیے
اُن لب شیرین سے شیرین نیشکر کوئی نہ تھا
لے چلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہم سفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا
انداز کہان یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا
ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا
ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اُڑائے
آنکھون سے دیا جام مے بے خبری کا
ایک بٹے سے قد کا ہے زبس نقش جو بیٹھا
دل تنگ دکھاتا ہے عقیق شجری کا
پیری مین رُخ اُن ابروؤن کا اپنی طرف چاہ
سیفی کا سا ہے حال دعائے سحری کا
تلوار کے مقتولون مین محسوب ہے وہ بھی
کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا
آئینہ نہین دیکھتے زلفین نہین بنتین
کمسن ہین وہ عالم ہے ابھی بے خبری کا
سبزہ مری تربت کا ہرا خوب ہوا ہے
ایسے مین ہرن آئین تو موقع ہے چری کا
کیا جائے ادب سے ترے کوچہ کی زمین پر
پایا نہ کہین نقش قدم رہ گذری کا
اک گل کی جدائی ہے شب و روز رُلاتی
مژگان نہین گرد آنکھون کے سبزہ ہے تری کا
لکھتا ہون جو مین شرح تری خوش روشی کی
بنتا ہے سر خامہ قدم کبک دری کا
کرتا ہون جو مین حسرت پرواز مین نالے
صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا
بیوجہ لباس اپنا نہین سرخ یہ رکھتا
مریخ ہے پیرو تری بیدادگری کا
کس مار سیہ مین نہین اُس زلف کی لہرین
کس مور کو دعوی نہین نازک کمری کا

گل پھولے سماتے نہین ہین جامہ مین اپنے
اودے یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا
اک کان ملاحت کے ہین پاماوتین ہم بھی
چکھا ہے مزا ہمنے بھی شوریدہ سری کا
دم لاکھ محبت کا تری غیر بھرین یار
باور نہ کیا چاہئے کھونٹون کی کھری کا
اورنگ نشین ملک جنون مین نہو کیونکر
افسر سر دیوانہ کو سایہ ہے پری کا
طے مرحلۂ عشق خدا چاہے تو ہووے
اس راہ مین توشہ ہے توکل سفری کا
پیری مین رہا روشنی فکر سے عالم
خورشید لب بام چراغ سحری کا

دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش
زنجیر کا غل قہقہہ ہے کبک دری کا

اک سال مین دس دن بھی جسے غم نہین ہوتا
وہ شہر ہے جس مین کہ محرم نہین ہوتا
سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
یہ پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا
کعبہ مین رخ یار کا عالم نہین ہوتا
محراب مین ان ابروؤن کا خم نہین ہوتا
اک جام مین کھلتا ہے طلسمات جہان کا
مستی مین کسے مرتبۂ جم نہین ہوتا
نشتر کیطرح چھیڑتی رہتی ہین وہ مژگان
کس چاہنے والے کا لہو کم نہین ہوتا
تلوار کی موت اسکے نصیبون مین نہین ہے
ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہین ہوتا
بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہین راز اس سے جو محرم نہین ہوتا
ے رشک مسیحا کے تصور مین ہے یہ حال
آنکھون مین ہے جان اور فنا دم نہین ہوتا
فرقت مین تری کونسی شب کو نہین روتا
ب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا
پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہین ہوتا
آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہین ہوتا
کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا
قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا
اس زلف کی بو سونگھی ہو جس نے وہی جانے
افعی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا
مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے
وہ ملتفت نیر اعظم نہین ہوتا
شیشے مین جو ہے روشنی بادہ گلگون
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

بے صرفہ لٹے دولت دیدار شب و روز
معشوقون مین ایسا کوئی عالم نہین ہوتا

زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکر
یہ سلسلہ درہم و برہم نہین ہوتا

افسوس ہے انسان نہ ہو علم کا جویا
وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا

ولاد سے اب تک ہے خصومت وہی باقی
ابلیس سا بھی دشمن آدم نہین ہوتا

اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہین ہم
گل جس مین کہ آلودۂ شبنم نہین ہوتا

ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط
بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہین ہوتا

یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت
الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تا چند بہار آتی نہین دیکھیے آتش
کب تک شرف نیر اعظم نہین ہوتا

وصف کیجے جو تیری قامت کا
کہیے اُس کو الف قیامت کا

نیم جان چھوڑنا نہ اے قاتل
فعل ہے یہ بڑی ندامت کا

نعمت عشق بٹتی ہے لے لے
مستحق ہو جو اس کرامت کا

پیروی پیشوا کی لازم ہے
روسیہ منکر امامت کا

مرد میدان کا حال کیا جانے
راہ رو کوچۂ سلامت کا

حُسن سے عشق ہے ہمین ازلی
ہم بھی دم بھرتے ہین قدامت کا

واہ ری عاشقون کی دلجوئی
کس سے وعدہ نہین قیامت کا

وصل مین ہجر کی خبر تھی کسے
تھا نہ معلوم روز شامت کا

گھر بناتے اگر یقین ہوتا
اس خرابہ مین استقامت کا

حسب دلخواہ دے تجھے آتش
وہ جو ہے خاتمہ امامت کا

تیری جو یاد اے دلخواہ بھولا
یا اللہ بھولا وا اللہ بھولا

فرقت کی شب مین جانسوز دل نے
اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا

کج رکم نہ پا کو جادل سے غافل
پھیر اُس نے کھایا جو راہ بھولا

زنّار ڈالا تسبیح پھینکی
عشق صنم مین اللہ بھولا
غور نے گرایا اُس کو نظر سے
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا
زلف رسا کو سمجھا جو افعی
چوکا وہ قصہ کوتاہ بھولا
دیکھے سے تیرا روئے منور
ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا
محروم رکھا ساقی نے ہم کو
اپنے گدا کو جم جاہ بھولا
بُت خانہ چھوڑا باز آئے بت سے
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا
شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا
سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا
دکھلا کے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا
گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا
موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
سب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا
ظلمت مین دل مرا تلاشی ہے نور کا
مُنھ کو چھپائیے نہ مرے قتل کے لئے
شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا
کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب
عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا
گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز
کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے
کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا
دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے
گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کے بلور کا
کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند
کھینچا گیا ہے پوست ہزارون سمور کا
لپٹا مین دوڑ کر جو پریرو نظر پڑا
دیوانہ پن کے کام کیا ذی شعور کا
قبرون کو عاشقون کی نہ کھدوا ستم نکر
بیدردیون عمل نہین کشف قبور کا
یمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہوا
نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

اس ہمائے حسن کا عنقا مقابل ہو گیا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا
عاشقون کو رتبہ پروانون کا حاصل ہو گیا
تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہو گیا

دلبرون کی انجمن مین حال بسمل ہو گیا
تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قائل ہو گیا
ہوش اُڑے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھکر
بلبلون کی فکر سے صیاد غافل ہو گیا
عہدِ طفلی سے جوانی مین ہوا وہ چند حُسن
جب وہ خوشرو تھا ہلال اب ماہ کامل ہو گیا
گرمیان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین
پانون رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہو گیا
گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار
چشم طفلان مین کھلونا مہرۂ گل ہو گیا
کون سا کونا نہ جھانکا کی نہ کس گھر مین تلاش
جستجو مین تیری ششدر مہرۂ گل ہو گیا
چار عنصر چار رہ ہین منتشر ہوش و حواس
اُٹھ گئے تم کیا دگرگون رنگ محفل ہو گیا
صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ
شمع لیلی ہو گئی فانوس محمل ہو گیا
حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور
سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبۂ گل ہو گیا
نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو
قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے واصل ہو گیا
قطع ہو جاوے گی گام چند مین سختی راہ
خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا
نکہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا
حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہو گیا
کردیا تیری توجہ کے کرم نے بے نیاز
دولتِ حاتم سے مالا مال سائل ہو گیا
شب کو دم دیکے لیجاتا ہے کوئے یار مین
مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مرا دل ہو گیا
جنبش ابرو نے رکھ لی آبروئے تیغ یار
نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا

شاعرون مین کوئی آتش سا ہوگا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

قوی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
قفس مین بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا
پھر لیے ہم سے رُخ اُس بادشاہ خوبان کا
کچھ اعتماد نہین ہے مزاج سلطان کا
اُن ابروؤن سے اشارہ ہی ہے مژگان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا
ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
لبون کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا
دکھایئے گا اگر چہرۂ کتابی آپ
ثواب بخشیئے گا ہمکو ختم قرآن کا
جگہ ہے دل مین ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قفس مین نالہ بلبل سے یہ صدا ہے بلند
بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا
دکھائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھونکو
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا
نقاب اُلٹ کے دکھا یار چہرہ رنگین
کبھی تو کھولدے دروازہ اس گلستانکا
وہ اپنی زلفون مین گھڑیون ہی کرتے ہین کنگھی
خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا
لباس ہی نہین اُس گل کا تنگ کرتا ہے
برہنگی مین بھی عالم ہے تنگ عریان کا
جنون کے جوش مین روتا جو ہون دیوانہ
ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا
سُنا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے
اشارہ رہتا ہے لڑکون کو سنگباران کا
چھڑکنے سے رُخ پر نور پر پسینے اے ماہ
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر مین ہے کس کے لئے دل جاتا
یار ملتا ہے تو پہلو ہی مین ہے مل جاتا
خدمت یار مین ہین جبکہ ہون سائل جاتا
کچھ نہ کچھ بوسئہ و دشنام سے ہے مل جاتا
ترے دانتون سے جو ہونے کو مقابل جاتا
صورت اشک گہر خاک مین مل جاتا
پھل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہمکو اے ترک
پھوڑے کی طرح ہر ایک زخم ہے پھل پھل جاتا
رُخ کے ہوتے ہوے ڈھونڈھا نہ دہن کا مضمون
سہل کو چھوڑ کے کیون جانب مشکل جاتا
پر تو ڈرتے ہین یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے
زمزمون سے مرے صیاد سے ہے ہل جاتا
زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی
رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا
راہ بھولے ہوے حاجی ہے بھٹکتا ناحق
کعبۃ اللہ جو جاتا تو سوئے دل جاتا
طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت
ہوشیار آکے ہے اس بزم سے غافل جاتا
راہ مین شان کریمی سے تری بھر دیتی
پھر کے خالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا
اے صبا تو ہی اُڑا کر رخ لیلی دکھلا
دست مجنون نہین تا پردہ محمل جاتا
لیلی
کون سی راحت جان کی ہین یہ آنکھین مشتاق
گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا
آمد یار کی کانون سے سُنی ہے جو خبر
چھپکے پہلو سے ہے آنکھون کیطرف دل جاتا

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا
آیا ہے جو دنیا مین تو کچھ نام کیے جا

غمزے نئے اے سرو گل اندام کیے جا
جو کام ہے معشوق کا وہ کام کیے جا

اے نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
تو پیروی گردش ایام کیے جا

کاکل کا اشارہ یہی اُس رُخ سے ہے رہتا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا

مرغ دل احباب خود اُڑ اُڑ کے پھنسے ہین
اے زلف سیہ کشمکش دام کیے جا

مژگان یہی اُس چشم سیہ کو ہین سوجھاتین
چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا

رکھتا ہے اثر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا جنازہ ہے ملا راہ مین پیارے
تو بھی تو مشیعت کوئی دو گام کیے جا

شفتالوئے لب کو کبھی تاکا تو وہ بولے
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

اُلٹی ہے مت اُن کی تجھے بوسہ ہی ملے گا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحرائے مغیلان کا مگر مرحلہ آیا
پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا

استادہ کمر باندھے ہوئے راہ مین ہین ہم
لوٹا اُسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

سودا ہی رہا گیسوئے پیچان کا ہمارے
شانہ کیطرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا

یاقوتی لب کی تری اللہ رے تفریح
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پہ گلہ آیا

اکدم نہ جدا ہوتے تھے یا پہرون ہون غائب
کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا

فریاد کو میری نہ سمجھ بے اثر اے بت
کہسار کو ان نالون سے ہے زلزلہ آیا

بے آہ کیے جان نہین بچتی ابلے دل
بیتابی سے تنگ مرا حوصلہ آیا

تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش
طے اُس کو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہے جس مین ہے جان کا کھٹکا

سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا
شب وصال کی گستاخیون کا ہے کھٹکا

علاج ہی نہین کچھ ترے نام کی رٹ کا
چھڑائے سے نہین چھٹتا زبان کا چٹکا
کسی کے سر مین ہوا درد منھ مرا چٹکا
کسی کے پاؤن مین موچ آئی مینے سر پٹکا
کیا ہے باد بہاری نے بلبلون کو مست
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
شب فراق مین اس غیرت مسیح بغیر
اٹھا اٹھا کے مجھے درد دل نے دے پٹکا
کہون جو عرش بریں بھی تو کہہ نہین سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
خدا نے دی ہے تجھے اے صنم فضیلت حسن
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا
شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند
کمر سے کھینچ کے پٹکے کو ہم نے دے پٹکا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلائے
حجاب دور رہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجکو
نہ مین نے پیروی غول کی نہ مین بھٹکا
شراب پینے کا کیا ذکر یار بے ترے
پیا جو پانی بھی ہم نے تو حلق مین اٹکا
چمن کی سیر مین سنبل سے پہلوانی کی
چڑھا کے پیچ پر ان گیسوؤن نے دے پٹکا
شراب صاف نہ باقی رہی تو اے ساقی
لوٹائیگا مجھے کیچڑ مین نشہ تلچھٹ کا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کروٹ کا
بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہین ہے شراب کا مٹکا
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائے گا تو کیا
کبھی جو شرم پر اے بت ہے طرہ گھونگھٹ کا
سرائے یار مین پہنچین گے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہے اس کی چوکھٹ کا
کلاہ کج کا ہے طرہ قبائے چسپان پر
جوان آج نہین ہے تری سجاوٹ کا
نہ تیغ عشق کے منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اسی گڑھے مین تو جی چھوٹتا ہے جو ٹکا
اڑائی ہے تری رنگین ادائیون نے نیند
عسس کے دل کو ہے مہندی کے چور کا کھٹکا
نہ پھول بیٹھ کے بالائے سرو اے قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے نٹ کا
پری سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ منھ چڑھاتے ہین گیسوئے یار گھونگھٹ کا
یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپٹیگا ناف کو پٹکا

عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا

عزیز روح کے دم تک ہے کالبد گل کا
خراب حال ہے بے مغز جب ہوا چھلکا

لہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہے دیوانے وجد کرتے ہین
سرود کی ہے صدا غلغلہ سلاسل کا

رُخ ملیح کے خالون سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ مزا ہے سیاہ فلفل کا

عجب نہین شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہون کیسے عزیز ہر دل کا

کہا جو مین نے مجھے ذبح کیجیے تو کہا
یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا

فراق یار مین ممکن نہین تحمل و صبر
نہو سکے گا یہ ہم سے ہے کام مشکل کا

ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم مین
نہ منھ دکھائے خدا بے چراغ محفل کا

پھرا ہون گرد مین سوداے خال مین گھرون
نظر پڑا ہے کہین پھر جو کوئی تل کا

کہے جو یوسف اُنھین کوئی تو یہ کہتے ہین
ہمین بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا

خیال زلف سے ہے اُس رُخ کے شوق مین آنا
دکھائی دینے لگا ہے سواد منزل کا

گئی ہے روح بدن مین سے وجد کرتی ہوئی
عجیب حال ہوا ہے تمھارے بسمل کا

نظارۂ رُخ لیلی کرو میان مجنون
بٹھا کے ناقہ کو پردہ اُٹھاؤ محمل کا

کھلا یہ ہم کو دم نزع کے نفس سے
کشان کشان لئے جاتا ہے شوق منزل کا

خدا سے مانگ جو کچھ مانگتا ہے اے آتش
کریم رو نہین کرتا سوال سائل کا

رعد کا شور ہو مورد کی صدا سے پیدا
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا

اے جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
آبلے ہوتے ہین اپنے کف پا سے پیدا

نہ تو بھوکے ہوے تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا
ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا

چاہیئے اشک بھی ہون نالہ کے پیچھے پیچھے
آمد قافلہ ہے بانگ درا سے پیدا

لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پر ہے شفق
رنگ کیا کیا ہوئے خون شہدا سے پیدا
قد کشی آج وہ سرودن سے ہین کرتے جاتے
گل کی ہے بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا
تخت پریون کے اُڑا لائے جو دیوانون تک
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا
دھوپ مین تو جو نکلتا ہے کبھی اے شہ حسن
سایہ ہوتا ہے پرِ بال ہما سے پیدا
مشک بو زلف کا ہے لطف رخ رنگین پر
سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا
شاہد گل کو ہے مقصود شکارِ بلبل
ٹٹیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا
پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود
ہے کراماتِ گدا حال گدا سے پیدا
حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا
حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا
فی الحقیقت ہے اگر چشمہ حیوان وہ دہن
سیکڑون خضر سے ہو جائینگے پیاسے پیدا
بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے ایذا انکو
منہ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین ہما سے پیدا
عہد پیری مین جوانی ہے بہت یاد آتی
کیجئے زور کمان پشت دوتا سے پیدا
اب نقاب الٹے ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا
تم نے کر لی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا
مجکو ڈر ہے کہین طوق کمر یار نہون
حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا
بند کر دے گی تری برق جمال آنکھون کو
ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا
دیکھکر آئینہ بیزار نہ ہو صورت سے
ہوتے ہین جوش جوانی مین مہاسے پیدا
بندہ عالم نہین ہو سکنے کا بے دل جوئی
بتِ گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا
لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہ ہوئی
رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا
اے شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے
لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

عود ہو موسم سرما ہے قریب اے آتش
کیجئے ربط کسی ماہ لقا سے پیدا

ردیف بائے موحدہ

ہر حال مین ہے اپنے سراپا دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب
مژگان کی طرح گرد ہون دیکھین اگر طبیب
اتی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار مین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہین اے ترک کشتنی
ابرو سے تیرے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری ہے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر ایک دکان ہے بازار دلفریب

سودائے عشق کے لئے ہے خوشجمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجکو قاتل خونریز کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروِ خمدار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پانؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

مُنھ پر نقاب ڈالا ہے جیسے کہ یار نے
آنکھون مین اپنے بند ہے بازار آفتاب

پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اس طفل مہ جبین نے رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پر
عقل علیم سے نہین رفتار آفتاب

البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

بھلائیے نہ دھوپ مین ہوکر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

اللہ نے دیا ہے رُخ آتشین تمھین
وہ گرمیان ہون ہون جو سزاوار آفتاب

بلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہائے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لئے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے
سُن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمین
وہ کام کیجیے کہ جو ہو کار آفتاب

بندھتی ہین یار ٹکٹکیان اب تری طرف
آتے ہین دیکھنے تجھے نظار آفتاب

چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو
آنکھون مین رہرو دونکی ہو تکرار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلب گار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہے روشنی
بے رُخِ یار داغ ہے رخسار آفتاب

روشنی اُس رُخ کی کرجاتی ہے کار آفتاب
حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
ہم کہے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل
رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے
کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب

منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پرنور سے
کیجیے اپنی کف پا کو دوچار آفتاب

حُسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے
بیحساب اُن عارضون مین ہے شمار آفتاب

یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حسن
روشنی طور دے پروردگار آفتاب

کیف مے سے سُرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب

خانۂ دل مین جگہ دیجیے خیال یار کو
دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب

دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ نے کیا
طائر جان ہوگیا اپنا شکار آفتاب

روتے روتے پہلوئے گل مین گذر جاتی ہے رات
یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب

صبح محشر کا ہے آنکھون کو اُنھون کے اشتیاق
ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب

حور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم
روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب

مرگئے پر بھی نہ بھولے گا رُخ زیبائے یار
ذرّے اپنی خاک کے ہون گے نثار آفتاب

پالگن تیرے اُس مین اے محبوب دھویا کیجیے
ہاتھ آجائے جو طشت زرنگار آفتاب

دل جلا ہے گرمیون سے اسکی بے یار اسقدر
بھاگ جاؤن وان نہ جس جا ہو گذار آفتاب

روئے یار اپنی طرف سے پھیرنے اے آتش ندین
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

ردیف بائے فارسی

دکھلاتی ہے رنگینی رخسار عجب روپ
رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ
کہتا ہے گل و لالہ کوئی مہ و مہر
لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ
نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ
مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین
دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ
دلالونکی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو
پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ
اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر
ہوتا ہے بصورت بیمار عجب روپ
جب دیکھیئے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا
ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ
چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکیلی کی چالین
ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھل جائین سمجھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ
توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ
اجل کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا
دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکون مین پیرہن
سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ
افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ
موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوئے
کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ
دھوون کے زلف یار کی پائے نہ سمیت
کف لاکے زہر اگل کے ہوئے تر سا سانپ
اُس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل
طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون
رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف
ہو پا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ
موذی کو چاہتا ہے تو ہی آسمان دون
ہو چابنا یا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوئے یار سانپ

ردیف تاے قرشت

قامت سے دکھایا ر تماشائے قیامت
ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت
واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت
دولون سے علاقہ نہ رہا جاوے کے تم کو
جنت کے نہ دوزخ کے ہوئے والئے قیامت
اس مرحلہ مین حزن جگر کھانا پڑے گا
بے دانہ و بے آب ہے صحرائے قیامت
شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہونگا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت
رحمت سے تری ڈر نہین ہر چند کہ ہولے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت
کشتے تری خلخال کی آواز کے ہین ہم
ہم سے نہ سنا جائے گا غوغائے قیامت
دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت
اس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہوئے دل
اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت
فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے
ہو یا نہ ہو ہم کو نہین پروائے قیامت
ہمراہ میرے یہ بھی جہنم مین پڑین گے
اعضا جو کرین گے مجھے رسوائے قیامت
اے داغ جنون حشر کا خورشید ہے تو بھی
گرمی سے تری ہوتی ہے ایذائے قیامت
کشتے ہین محبت کے ترے زندۂ جاوید
مردون کو مبارک ہو تمنائے قیامت

آتش نہین ہیچ رہنے کے تمکو بھی کرے گا
صحبت کا شریک انجمن آرائے قیامت

تعجب تیری ہے اے محبوب صورت
نظر سے گر گئے سب خوبصورت
صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن
اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت
نقاب الٹو رخ زیبا سے للہ
نہین بھاتی ہمین محجوب صورت

جبین پر سے کرے چین و شکن صاف
حسینون کو ہے یہ معیوب صورت
پری و حور بھی رکھتے نہ ہون گے
تمھاری شکل سی محبوب صورت
وہ عاشق ہون مرے آگے ہے آتا
بنا کر حسن خوش اسلوب صورت
مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے
اگر دیکھین تری ایوب صورت
اُڑے گا شوق سے پیدا کرے گا
کبوتر کی مرا مکتوب صورت
سر بازار تم سے جبکہ چاہے
بلا لے یوسف یعقوب صورت

ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

لب شیرین تک اُنکے آئی بات
بنگئی قند کی مٹھائی بات
دہن یار مین نہ آئی بات
شاعرون نے بہت بنائی بات
دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا
یہ کسی نے ہے جھوٹ اُڑائی بات
قصہ کوتہ دہان یار کا تھا
تہمتون سے مری بڑھائی بات
کھیل زلفون کو ہے اُلجھ پڑنا
اُنکی آنکھون کو ہے لڑائی بات
نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے
نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات
دہن تنگ یار مین کیا گیا
تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات
درد دل کہنے مین ہے کیا پس و پیش
کہی جاتی ہے منھ تک آئی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی
جب سُنائی نئی سُنائی بات
دم ہے چین جبین یار سے بند
کرنے دیتی نہین رکھائی بات
چشم پوشی ہے بہتر اُن آنکھون کو
سرمہ سے بھی نہ یہ سجھائی بات
کہہ گئے تم کنایہ مین کیا کیا
نہ کسی نے تمھاری پائی بات
تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے
غنچہ سے منھ مین رنگ لائی بات
یہ صدا آتی ہے خموشی سے
منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات

تیرے شیرین کلام کو سنکر
پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

مہندی سے لال لال ہوے دست و پاے دوست
خون شہید ناز ہوا ہے حناے دوست

حصہ مین دوستون کے ہے جور و جفاے دوست
دشمن خدا نخواستہ ہون خاکپاے دوست

دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف
آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سواے دوست

لاتین چلین گی سینہ پر اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچاے گی خلخال پاے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہین سائل در دولتسراے دوست

زندہ سنے تو مردہ ہو ہو جاے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پاے دوست

ردیف تاے ہندی

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

چل رہی ہے دلا ہواے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار توڑا لوٹ

صفِ مژگان سے کہہ رہی ہے وہ چشم
دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ

صرف للّٰہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو مل جاے
یہ سمجھ لے ہے من و سلوا لوٹ

گوہر آبلہ ہوے تو چلے
لین گے دیوانو خار صحرا لوٹ

کیا عجب جو وہ گیسوے سرہنگ
لین متاعِ دل احبّا لوٹ

جانتے ہین کہ فوج جنگی سے
نہین سردار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر منہ کو نہ اے یار لپیٹ

مثل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب
لالہ کی طرح سے بھی لپٹی دستار لپیٹ

جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا
دل کو لیتے ہین ترے گیسو خمدار لپیٹ

قتل پر میرے اُٹھایا ہے جو بیڑا تو نے
خوب کسکر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ
داغ عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلا اللہ
ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ
چاند سے منھ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین
کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ
بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر
رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ
خط مشکین سے رُخ یار کے اوپر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ
شان مریخ بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو
اُس خوش اندام کو اے جامۂ گلنار لپیٹ
آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر
منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ
کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اے قاتل
خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

یہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوشتر دساحر یار لپیٹ

ردیف جیم تازی

بنین گے کس کا زیور چاند سورج
گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج
چڑھین کیا تیرے منھ پہ چاند سورج
جوان ہے تو معمر چاند سورج
قسم تیرے ہی سر کی اے رُخ یار
نہین تیرے برابر چاند سورج
جبین سا ہوتے ہین جب دیکھتے ہین
سرائے یار کا در چاند سورج
وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل
نکل جاتے ہین دب کر چاند سورج
ترے جویا ہین اے محبوب یہ بھی
پھرا کرتے ہین گھر گھر چاند سورج
چراغون مین ہین تیرے راستے کے
رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج
وہ رُخ ہوتے تو پھر اندھیر کرتے
چھپاتے منھ مقرر چاند سورج
تمھارے روبرو ہو کر ہوے ہین
سفید و زرد اکثر چاند سورج
وہ پُتلا نور کا ہے تو جو دیکھین
رہین حیران و ششدر چاند سورج
صفا بتلا کے چار ابرو کو اپنے
ہوئے تیرے قلندر چاند سورج
چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق
ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ بالون مین اگر کھین نہ باندھین
اُڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم اُس مے خانے کے ہین مست آتش
کہ جس کے ہین دو ساغر چاند سورج

ردیف جیم فارسی

بلا اُس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

تری دستار پر عاشق کشی کو
ستم ہے گوشوارہ قہر سر پیچ

الٰہی خیر کیجیو کھا رہی ہے
اُدھر وہ زلف اِدھر نازک کمر پیچ

ہوئے ہین زلف پیچان سے بھی طرّہ
تری دستار کے بیداد گر پیچ

اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے
گلستانِ جہان مین پیچ پر پیچ

ہوا اُس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جواب خط خبر داری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ لے نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہم کو دے گا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اے یار اُس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہِ اُلفت مین نقد عمر کر خرچ
نہین ہر چند ممسک تجھکو زر خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ بار گیسو سی لچکتی
نزاکت کرتی ہے اُن کی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہو اس قدر خرچ

وہی دے گا لب شیرین کا بوسہ
سنون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنے نقد جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ

جنون عشق ہے غارت گر ہوش
کرے کیا عقل مندی یان بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ
چلے دنیا سے داغ عشق لے کر
یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرچ
ملا جو اُس کو سمجھے من و سلویٰ
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے بھی خوب آتش کو لوٹا
رہا فرمائشون سے خرچ پر خرچ

ردیف حاے حطی

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح
پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح
دکھا رہی ہے عجب آئینہ صفائے قدح
سرور اُسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح
نکالے دل سے کدورت اگر صفائے قدح
نثار شیشہ کے ہو محتسب فدائے قدح
زمانہ مین نہین مجھ سا کوئی ہے دریا نوش
حباب وار ہے سر مین بھری ہوائے قدح
شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو
دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح
صراحی وار ہی گردن نہین فقط اُن کی
وہ چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح
مزے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اس مین شادی ہو
مثال گریہ مینا وہ خندہائے قدح
شراب خانہ مین کرتا ہون سیر دریا کی
دکھایا کرتا ہے لہر آب با صفائے قدح
بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی
بنے گی خشت سر خم کی خاک پاے قدح
سبو و شیشہ و خم کس کی کی نہ پا بوسی
کسی نے منھ نہ لگایا مجھے سوائے قدح
عوض طبیب کے میکش ہے ڈھونڈھتا ساقی
ہوا ہے خون صراحی سے امتلائے قدح
جہان کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا
دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدائے قدح
اُن انکھڑیون مین جو کنہلن سی سُرخ ہونگی
کہون گا نشہ کے ڈورون کو مین طلائے قدح
حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا
جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح
وہ چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود
کنایہ ہے جو یہ کرتے ہین ہم ثنائے قدح
شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح
فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب
لڑا کے شیشہ سے توڑون یہ ہے سزائے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک مین جائے قدح

ردیف خائے معجمہ

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے چلیے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چشمون کے سودے مین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قریبون کی جدائی کے الم سے
ہوا ہون سوکھ کر بے برگ و بر شاخ

کھڑے سایہ تلے جھکے ہوے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخل توکل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ

نہال حسن جو ہم نے کہا ہے
لگائی جاتی ہے وان شاخ پر شاخ

سرائے یار کی منقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکے
ہرے پن سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بارور شاخ

ہوا ہے حُسن سے خال سیاہ جانان سُرخ
نکر سکا رُخ کافر کو نور ایمان سُرخ

حلال ہونیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کے کرین تو لب اور دندان سُرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سُرخ

ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال دو آنکھین
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سُرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سُرخ

ترا وصال ہے اے سیمبر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سُرخ

ہمیشہ کرتی ہے اُس نخل حُسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سُرخ

ترے شہیدونکے آگے نہ رنگ پکڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالہ گلستان سرخ
سفید کپڑے نہین پہنتا وہ خسرو حسن
سنی ہے جب سے کہ تاج قبائے سلطان سرخ
چمن مین لالہ و گل رہتے ہین گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ
شراب دینے مین وقفہ نکیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش
نہ کیف مے سے ہون آنکھونکیطرح مژگان سرخ

کرتا ہے زندگی کو تمھارا حجاب تلخ
الٹو نہین تو ہم سے چُھٹے گا نقاب تلخ
آغاز عشق کا انجام ہے بخیر
کیفیت شراب سے شیرین شراب تلخ
شربت کے گھونٹ کا مزے لیکے پیجیے
ہر چند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ
سائل ہون بوسۂ لب شیرین کا یار سے
شان کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ
عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن
تحمل سے ہین ترے سخن ناصواب تلخ
بیمار کا مذاق ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ
سودائے زلف یار سے نیند اُڑ گئی مری
اس درد سر نے کر دیا آنکھون کو خواب تلخ
شیرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین رہتا گلاب تلخ
بُھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ
شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ
وصلت کی شب مین ہوتا ہے ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے اُنکا عتاب تلخ

غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اُسکے ہووے سارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
اتریے بام سے تم چلیے اور ہارا چاند
نقاب اُلٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا د
اندھیری رات مین ہے ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل گیا عزّہ
نشاط و عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نکر سکا ترے ابرو کا یارا اشارا چاند

شراب پی کے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائے گا خورشید کا تمھارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اُڑ جائے بنکے پارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اُسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیّر اعظم ہوا اسدھارا چاند

ہمارے دلمین نہین نقش روے روشن یار
پری کے بدلے ہے اُس شیشہ مین اُتارا چاند

ملاؤن گا تری پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کرے گا نہ کیا گذرا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

وہ آستان ہے ترا اے فلک جناب بلند
کہ جسکے ذرے ہین مانند آفتاب بلند

اسیر زلف دل داغدار ہے اپنا
ہوا ہے اُڑکے یہ طاؤس تا سحاب بلند

خیال نے قد بالا کے جب عروج پایا ہے
کیا ہے سر سے مرے ایک نیزہ آب بلند

نگہ نہ پہونچی اُٹھا کر جو آنکھ کو دیکھا
ہماری آنکھون سے اُڑکر ہوا یہ خواب بلند

یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دریا ہے
تری ہوا نے کیے ہین سر حباب بلند

شب فراق مین گھبرا کے کھو نہ جان اے دل
قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند

یہ اپنے خط کے کبوتر کو ہے دعا اپنی
نہ اُڑ کے ہو سکے تیرے لیے عقاب بلند

کیا ہے جس نے کمر مین ترے سوال اے دوست
ہوا ہے غیب سے آوازۂ جواب بلند

خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز
ابولہب سے ہے قدر ابو تراب بلند

کھینچی ہے دور تشبیہ قد بالا سے
ہوئے ہین تاڑ سے بھی سرو بیحساب بلند

شرف ہے زین کو تیری نشست سے اے ترک
ترے قدم نے کیا پایۂ رکاب بلند

قد کشیدہ کا مضمون ہر ایک شعر مین ہے
مطالب اپنے ہے رکھتی مری کتاب بلند

رہین حجاب و حیا کی یہ پست فطرتیان
نگاہ یار کرے نشۂ شراب بلند

مری طرف سے یہ اے خواجہ کہدو آتش سے
جناب عشق ہے اے خانمان خراب بلند

پری پسند طبیعت نہ ہے نہ حور پسند
تمہارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند

ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

اُتارے پرنے اُڑا اگر بہار مین ابکی
برہنگی کی قبا ہے جنون عور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
مبصرون کی کچھ اس مین نہین ضرور پسند

نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین
پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم حور پسند

ہوا ہے جب سے کہ ساقینِ یار کا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانۂ دل مین جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ طور پسند

گناہِ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے
زبان کو ہے مری ذکر یا غفور پسند

نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین لے بت
گنا نہین ہے خدا کو نہین غرور پسند

خیال یار کا رہنے لگا ہے اُسمین بھی
ہوا ہے دل کو بھی آنکھون کی طرح نور پسند

نہ طفل بن نہ دلا محو حُسن صورت ہو
کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش
کرین جو آپ اِسے بے صرف و بقصور پسند

رتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پا بوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی ایسی
تری آواز ہو اے مُرغ گرفتار بلند

ایک سر جنگ مین مین زدلے ڈھا دونگا
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

تری درگاہ کی اللہ رے رفعت ایدوست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو ہر اک قمری ہے
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑون مصر محبت مین مہ کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع رو یار شب ہجر مین جو یاد آیا
شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرربار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری تلوار بلند

روسکے آب اشک سے کرتا ہے عصیان سفید
رو سیاہی کو جو کرتا ہے تو یہ باران سفید

ان لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہین
لعل سے لب سرخ تر الماس سے دندان سفید

خوش سیہ خانہ ہی ہین اپنے ترے دیوانہ ہین
ہون مبارک بادشاہون کیلیے ایوان سفید

حسن روے یار کی ممکن نہین ہوے دلکشی
سرخ ہو مہر درخشان یا مہ تابان سفید

دست نازک مین ترے دیکھے جو شوخی حنا
رنگ اڑے ایسا کہ موتی سے بھی ہو مرجان سفید

پان مسی کا جو لب پر اپنے تو دکھلائے رنگ
یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نافرمان سفید

دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو
فرش یوسف کے لیے پیدا کرے زندان سفید

عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال
کین ہین آنکھون نے ترے نظارہ مین مژگان سفید

جام بلوری صراحی نقرئی پیری مین ہو
چاندنی مین چاہیے سب عیش کا سامان سفید

خانۂ شادی کا شک ہوتا ہے مجھکو گور پر
جاتے ہین اس گھر مین کپڑے پہن کر مہمان سفید

تازہ رکھیے سونگھکر سیب ذقن اپنا دماغ
خواب غفلت مین نہ موئے سر کرے انسان سفید

قتل آرایش کرے کیونکر نہ آتش یار کی
سرخ رنگ رو غضب آمیز ہے قہر افشان سفید

مول اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند
بڑھ کر جو لے تو آگے خریدار کی پسند

اے قصر یار خوب ہے بہشت کے واسطے
مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند

عالم فریب حسن دلاویز یار ہے
سکہ کھرا ہے کیون نہ ہو بازار کی پسند

ہوتا ہے صبر فرقت جانان مین ناگوار
کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند

حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے
افشاں ہوا ہے یار کے رخسار کی پسند

قاضی نے حکم قتل دیا تو کہوں گا میں
جلاد خوب رو ہے گنہگار کی پسند

سودے میں اُس کے شیخ و برہمن ہیں ایک سے
وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی پسند

مرد و نیک و بد چمن دہر میں رہے
مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند

چُن چُن کے معشوقوں کو ملاتی ہے خاک میں
چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند

دل خانۂ خدا جو سُنا تو یقین ہوا
وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند

محو تصورِ رُخِ رنگین یار ہیں
آنکھوں کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند

اے جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو
گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند

کس کو یہ عشق حُسن خداداد سے ہوا
یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند

ذرے ہماری خاک کے برباد تو رہیں
ہوں گے کسی تو روزن دیوار کی پسند

یوسف کا مول دیکھے ابھی لے جو ہاتھ آئے
جنت العنب ہے آتش ہجوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ دے سکے گی زمستاں میں مجکو ایذا ٹھنڈ
لپٹ کے سوئیگا وہ گل رہے گا یا ٹھنڈ

پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا
بدن کو دیتی ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ

برہنہ پھرتے ہیں جاڑے میں تیرے دیوانے
پھٹکنے دیتی نہیں گرد داغ سودا ٹھنڈ

دکھاتی ہے مے گلرنگ سبزۂ مینا
شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ

فراق یار میں لی ہے جو میں نے ٹھنڈی سانس
ہوئی ہے گرمی میں جاڑے کی طرح پیدا ٹھنڈ

غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری ہے
نہ کر سکے گا گزند ایسی کرکے پالا ٹھنڈ

کروں گا سوز دروں سے جو آن میں پیدا
پھرے گی ڈھونڈھتی آتش کنار دریا ٹھنڈ

ردیف دال معجمہ

مرغوب طبع کیوں نہ ہو ایسی چشنک لذیذ
چکھا تو حسن کا [illegible] نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزہ نہ پوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی میں بوسے اُس لب لعلین کے لیجیے
کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقہ دلپذیر ہیں
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہیں
شیر و شکر سے ہے یہ بلا شبہ و شک لذیذ

شیرین وہ لب ہو یا نمکین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہے تو شکر سے نمک لذیذ

بریان ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

ردیف رائے مہملہ

بیت ہیں دو ابروے زیبائے یار
مصرعۂ برجستہ ہے بالائے یار

محو کر دیتا ہے سرتاپائے یار
کیا مناسب تن کے ہیں اعضائے یار

دونوں ہیں اپنے لئے ایذا دہند
عشق بے خود حسن بے پروائے یار

آج کل سے کچھ میں دیوانہ نہیں
سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودائے یار

مصلحت ہے واسطے اپنے وہی
جو رضائے یار ہے جو رائے یار

شہر خوبان میں ہیں دو میرے خطاب
عاشق دل دادہ و شیدائے یار

عشق شور انگیز پیدا کیجیے
جلوہ گر ہے حسن شوق افزائے یار

ساقی و مے شیشہ و ساغر ہیں سب
خالی ہے یا دش بخیر ایک جائے یار

میرے گھر میں جو قدم رنجہ کرے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں پائے یار

آئینہ سے یہ ہمیں روشن ہوا
محو حیرت رہتے ہیں بینائے یار

وصف چشم سرمگین کیا کیجیے
دیکھتی ہے نرگس شہلائے یار

حسن میں کچھ ماہ کو نسبت نہیں
بے کلف بے داغ ہے سیمائے یار

باندھیے مضمون تو مضمون دہن
کیجیے پیدا تو ناپیدائے یار

خود کمی بیوجہ آتش کی نہیں
یہ بھی ہے میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جسے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار
ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار
فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار
شباب کا ترے اے یار رنگ لا کے ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار
شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار
پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوار بہار
نمود کی خط شکین نے لالہ رو رُخ پر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار
کنار جوئے چمن جھومتے ہین مست ترے
بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے سو کہان
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار
کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
ہرا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
تصور رُخ رنگین مین بند رکھتا ہون
چہار فصل مین آنکھون سے ہے دوچار بہار
شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
اُٹھائے پردہ ہووے نقاب دار بہار

نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجئے اب کی
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

پڑ گئی آنکھ جو اُن چاند سے رخسارون پر
لوٹتے کبک نظر آگئے انگارون پر
ابروئے یار کا سر مین ہے جنھون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر
روز و شب رہتے ہین بلبل کی طرح سے نالان
ٹوٹی پھولونکی چھڑی ہم سے گنہگارون پر
باد کے جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے
نازکی ختم ہے اُن پھول سے رخسارون پر
موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر
جگر و دل ہین کبابون کی طرح سے بھنتے
کثرت داغ جنون رکھتے ہین انگارون پر
عشق بازون کو دکھاؤ رُخ رنگین تم بھی
مست بلبل ہوئے ہین رنگ ہے رخسارون پر
سُن جو پائین ہین تری مار سیہ سی زلفین
رقص طاؤس کیا کرتے ہین کہسارون پر

کر رہی ہے شب ہجران کی سیاہی اندھیر
چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تارون پر

بزم خوبان مین تکلف نہین کسکو ہے پسند
طرے ہی طرے نظر آتے ہین دستارون پر

مُردنی چھائی ہوئی دیکھین گے منھ پر جو طبیب
خشمگین ہون گے تری چشم کے بیمارون پر

جا نکلتا ہے جو بازار مین وہ شوخ مزاج
پھبتیان ہوتی ہین یوسف کے خریدارون پر

خاک چھنوائی ہے سودائے گلستان نے بہت
ایڑیان برسون ہی رگڑا کیے ہین خارون پر

دل احباب کا دم بند ہے اُن زلفون مین
کیا تعدّی ہے شکنجے کے گرفتارون پر

شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

ردیف زاے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز
ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز

موسیٰ کو غش آجائیگا جلوے سے تمھارے
دم دوگے مسیحا کو یہی ہے اگر انداز

دیوانہ ہوا جسنے رُخ یار کو دیکھا
رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز

دل صید گہ عشق مین کب سے ہے نشانہ
اللہ اُڑا دے اسے کوئی قدر انداز

پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین
ٹپکا کیے سر کو پس دیوار و در انداز

منھ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم
دل توڑکے کعبہ کو نہ ڈھا خانہ بر انداز

دکھلائی ہے دانتون کی صفا یار نے جبسے
موتی مری آنکھون سے کیے ہین نظر انداز

ہمسر کوئی ہو دیگا نہ دل تجھسے لگا کر
جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز

واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کرتے
یہ غمزہ نیا ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سننے کو نالے ہمہ تن گوش ہین آتش
بلبل نے اُڑایا ہے تمھارا اگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

سامنے تیرے روئے رنگین کے
لالۂ گل نے بھی نہ پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلفِ یار کا دھیان
کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ
تم جو غمخانہ مین نہین آئے
ئے گلرنگ کا ہے پتلا رنگ
زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ
ست تیرے نہ لین جو نذر بھی دے
ے سرخ آسمان مینا رنگ
حسن نے گیسوؤن کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکرِ رنگین نے تیرے اے آتش
کیسے کیسے کئے ہین پیدا رنگ

ردیف لام

کانون مین ترے دیکھکے سو بیکلے کرن پھول
اے سرو رواں پھول گئے مرغ چمن پھول
پیدا کرے سو رنگ سے گو خاک چمن پھول
ممکن نہین رخ سا ترے اک غنچہ دہن پھول
ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
پانی بھی جو مانگون تو پلا شفق مین پھول
ل سادگی یار کے اوپر ہے نکلتا
جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول
زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل
نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول
سنتے ہین جو شہرت تری ناوک فگنی کی
ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین ہرن پھول
دکھلائے گی کیا شام غریبان کے شگوفے
ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول
عشرت کدۂ عاشق و معشوق نہین باغ
دولھا بنی بلبل نہ تو اک شب نہ دلھن پھول
تلوون کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا
سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول
بلبل سے جو کی ہے کبھی اس شوخ نے گرمی
جھکوا گئے بھاڑ مین بھن سیکڑون من پھول
معنارہ قمری کا ہے یہ دردِ سرِ عشق
پھل ہی نہ تو رکھتے ہین نہ کچھ سرو چمن پھول
جو دیکھے بہارِ چمنستان کو وہ رو دے
ٹھیک آئین تو پہنین ترے کشتون کے کفن پھول
تجھکو نہ دکھلائین ترے غصہ کی صورت
صاف اپنی جبین پر کی کرین چین و شکن پھول
موجب یہ انکار ہے ہم آغوشی کا کیسا
کانٹا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول
قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کے ہین اے اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول
بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول

پسند دل ہوا ہے حسن صورت
فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول

تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول

ہوا صف بندی مژگان سے ظاہر
لڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول

لب و دندان تمھارے بے بہا ہین
نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول

وہ سودا ہے تری زلفون کا جس کو
سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول

بہادر تیغ چہرے پر ہین کھاتے
کرے کالا جو منھ وہ بے سپر مول

اٹھائی آنکھ تم نے مر گئے ہم
ہماری جان کی تھی ایک نظر مول

لین گی گالیان قیمت کے بدلے
نہ دے گا لیکے دل وہ معتبر مول

لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا
لئے ہم نے ہزارون نیشکر مول

عجب دولت ہے یہ احسان اس سے
بستر کو بھی ہے لے لیتا بستر مول

سو تمھا زلفون کو پیچھے پہلے رے رے
جو کچھ ہو مشک کا اے سیمبر مول

عوض مین دسلکے بوسہ دیجئے ہمکو
خدا کا لے لیا اُس بت نے گھر مول

یہ حُسن یار نے قیمت بڑھائی
نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بھروسا زندگانی کا نہین کچھ
کفن لے رکھے اے آتش پیشتر مول

درگاہ مین کریم کے ہے التجا قبول
دست دعا بلند تو کر ہے دعا قبول

باندھے گرہ مین اپنے مرے دلکو زلف یار
حاضر یہ گنج ہے جو کرے اژدہا قبول

شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش
ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول

داغ فراق ہوسکے تجا قبل صبح کے
سب کچھ قبول ہے یہ نہین مہ لقا قبول

یہ وقت لہو و لعب مین کھو دے نہ آدمی
کرتا ہے بندگی کو جو انکی خدا قبول

ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے
جو کچھ کہون کہے وہ مراد لربا قبول

وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا
کرتی نہین ہے اُنکی طبیعت دوا قبول

عالم سے کچھ غرض نہین اے جان جان ہمین
دل کو نہین ہے کوئی تمہارے سوا قبول

رکھنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب
کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول

ردیف میم

ڈھلتی ہے عاشقانہ ہماری غزل تمام
چھائے ہوئے ہین کوچے فرنگی محل تمام

وہ پھول کونسا ہے کہ سونگھا نہین جسے
چکھے ہوئے ہین باغ جہان کے پھل تمام

زیب کنار عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب
اب تک مہک رہی ہے ہماری بغل تمام

دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر
اپنے کیے ہوئے ہین یہ حب کے عمل تمام

اہل جہان برادر مومن نہین ہزار
یوسف کے واسطے ہین یہ گرگ بغل تمام

ڈھونڈھا ہے جس جگہ وہین پایا ہے آپکو
اس شش جہت مین ہین یہ تمہارے محل تمام

مضمون بستہ آئین سراپائے یار کے
ہو جائے اس علاقہ مین اپنا عمل تمام

داغون نے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز
روشن نہین ہوئے ہین ابھی یہ کنول تمام

ایذائے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو
آنے نہ پائے تو کر ہمین اے اجل تمام

آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ
پتھر ہون نرم ہو کے روئی کے پہل تمام

شیرین شکر سی جان گئی سو دلے خال مین
مکھی کے چاٹنے نے کیا یہ عسل تمام

شانہ کا کام لیجیے گستاخ ہاتھ سے
ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام

کیونکر کرین نہ ناز وہ حسن و جمال پر
کبر و غرور رکھتے ہین اہل دول تمام

عالم کے دل لبھاتے ہین خال رخ حبیب
سمجھے ہین اپنے حصہ مین بھونرے کنول تمام

آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے
آئی نہ اب اجل تو ہوئے بے اجل تمام

کہتا ہے سنکے حالت دل روز وصل یار
فرقت کی شب مین ہوگی تمہاری کل تمام

دوڑا کے راہ سخت محبت مین پانونکو
ایسا تھکائیے کہ بدن ہووے شل تمام

ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین
سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام

دل کو لگا ہے روگ محبت کا بسطرح
جان آج بچ گئی تو یقین ہے کہ کل تمام

حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا
کرتی ہے عشقباز کو لیت و لعل تمام

سیب ذقن سونگھائے جسے وہ مسیح وقت
صورت سے اُس کی بھاگین وہمی خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اسے زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُگل تمام

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام

ھاکے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر
دم بھرتے ہین ترابت چین و چگل تمام

ٹکاتے زخم ہجر پہ اے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام

دیکھا ہے جب تجھے عرق آ گیا ہے یار
غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے
گھلوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ
مہر دنے ہے پی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تمھین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

ردیف نون

رہا کرتا ہے درد اک رات دن بے یار پہلو مین
دل نالان ہوا ہے خانۂ بیمار پہلو مین

تب ہجران کی گرمی دور ہی سے پھونکے دیتی ہے
ٹھہر سکتا نہین دم بھر کوئی غمخوار پہلو مین

کبھی کروٹ سے نیند آئی نہ اُس ابرو کے سودے مین
نہ رکھی مین نے جب تک کھینچکر تلوار پہلو مین

عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اُس روئے رنگین کے
وہ گل ہے کونسا رکھتا نہین جو خار پہلو مین

شب مہتاب ہو ہر چند شمعین لاکھ روشن ہون
اندھیرا ہے نہ ہو جو چاند سا رخسار پہلو مین

کھڑا رہکر جو مین حسرت سے دروازے کو تکتا ہون
بٹھا لیتی ہے قصر یار کی دیوار پہلو مین

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہے
سولا دے یار کو اے طالع بیدار پہلو مین

قبائے یار کو دستے کے ٹلکنے نے ہے چمکایا
جگہ طرہ کو بھی دے پیٹی دستار پہلو مین

پھولاوین شاخ گل پہ چھپون کو تیرے اے بلبل
ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین

پری سی شکل انھون نے آئینہ مین جبسے دیکھی ہے
لگائے رکھتے ہین دیوانے بھی دو چار پہلو مین

اڑا دیتا ہے بیتابی دل سے تکیہ پہلو ؎
فراق یار مین بیٹھا ہے کیا مختار پہلو مین ؎

بازی عشق جزاندوہ و غم و رنج نہین
کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین

پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین یعنی
سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین

ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھکے سینہ کا ابھار
کہتے ہین توڑیے جسکو یہ وہ نارنج نہین

تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہین آزردہ
ہم سے ہے رنج تمھین تمسے ہمین رنج نہین

دل سے آتی ہے محبت کے مجوے مین صدا
جان پر کھیلتے والون کو شش و پنج نہین

غزل خواجہ نے ہے مطلب کو پہونچ اے آتش
نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین

باہر نہ پائینچے سے ہون اُس گلبدن کے پاؤن
پھیرین چھری نہ پنجۂ قصاب بنکے پاؤن

ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم
اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پاؤن

یک سالہ راہ سے ہے چلی آئی باغ مین
شبنم دھلا رہی ہے بہار چمن کے پاؤن

بے اختیار ضعف تپ ہجر سے ہون مین
کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤن

کوشش سے راہ عشق کے باز آئینگے نہ ہم
ہرچند سوج سوج کے ہرن لاکھ من کے پاؤن

جوش جنون مین پھٹ کے نہ رہجاتا ساتھ سے
ہوتے مری طرح جو مرے پیرہن کے پاؤن

سارا یہ شعبدہ ہے ترا اے حنائے یار
مرجان کے ہاتھ ہین نہ عقیق یمن کے پاؤن

حاصل ہو لطف رقص بھی ہر چوکڑی کے ساتھ
سو نیکے گھونگھروؤن کے ہین قائل ہرن کے پاؤن

کوئی جو پوچھتا ہو کہ کیا حال ہے ترا
خلوت مین چلیے پوچھیے اس انجمن کے پاؤن

صحرا مین خاک چھانتا پھرتا ہون ہر طرف
چھلنی ہوئے ہین خار مغیلان سے چھنکے پاؤن

مرج کو اپنے کسی کی نہین ہوئی بازگشت
غربت سے جب پھرے تو ہین اندر وطن کے پاؤن
پھر جائے سوئے کعبہ جو منھ اُس گناہ پر
کونجون سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤن
دنیا کو ٹھوکتے نہین مردان راہ عشق
نامرد رکھین آنکھون پہ اُس پیرزن کے پاؤن
آتش زمین شعر ہو ہرچند سنگلاخ
لغزش سے آشنا نہین اہل سخن کے پاؤن

آرزو ہے مجھے سجدے سحر و شام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین
میرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا نہ ہون مجکو بھی نہ بدنام کرین
گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین
کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین
منھ پسارے ہوئے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین
مست رکھتی ہے تری گردش چشم ساقی
وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین
رخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی جھلک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین
دیکھین جو یاد خدا کفر بتون کا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین
اک نظر حسن رخ زلف جبین تو دکھلائے
نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین
شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین
بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ
قصد چھت پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نوروز ہے عشرت کا سرانجام کرین
شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کرین
باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین
سرو و قمری کو عنادل کو گل انعام کرین
مہر کن دیکھ کے کہتے ہین تجھے اے محبوب
وہ نگینے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین
ہم فقیرون کو ہے دیوار کا سایہ کافی
خوش رہین وہ جو کہ خمخانہ مین آرام کرین
گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین
بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اے محبوب
چاہ کر تجھ سے وفا کیا طمع خام کرین

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین

دو پہر گرمیون کی لطف سے گذرے گر آپ
ساتھ لیکر ہمین خسخانہ مین آرام کرین

نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہے
آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کرین

دلکو پھندے مین نہ اُن گیسوؤنکے پھنسنا تھا
جسقدر چاہین وہ اب کشمکش دام کرین

کیونکر اُن گیسوؤنسے جان بچے جاے دل
چھلّے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین

یہی اے کعبۂ مقصود تمنا ہے ہمین
سجدۂ شکر تری راہ مین ہر گام کرین

حسن نے چودھوین کے چاند سی صورت دیکھی
کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کرین

غیرت آتی ہے ہمین بوسہ کا سائل ہوتے
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین

کشش دل عمل حب کا اثر رکھتی ہے
چاہے خود وہ ملاقات کا پیغام کرین

ہم تو کہتے ہین وہ ہوگا جو خدا نے چاہا
وہ بھی سنتے ہین منجم جو کچھ احکام کرین

آتش آغاز محبت کا ہو انجام بخیر
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کرین

خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن
اندھیر ہے جو کہئے اس کو چراغ روشن

دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین
شب باش بھی جو ہو تو ہوجائے باغ روشن

بلبل ہزار ہا ہین جبتک بہار گل ہے
پروانے بھی ہین حاضر تا ہے چراغ روشن

پروانے بنکے مضمون آتے ہین عرش پر سے
رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن

اے سوز عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہے
دے مجھکو داغ دست موسیٰ سے داغ روشن

کوے حبیب مین ہے چلتی ہوائے جنت
مردے ہین زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن

طرز نگہ ہمیشہ دکھلائین موجۂ مے
شیشہ مدام رکھین چشم ایاغ روشن

مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہین اُن کو
قید حیات مین ہے حال فراغ روشن

آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا
مشعل کی طرح ہوگی منقار زاغ روشن

موسم گل ہے جنون ہے شور زنجیر ان دنون
جن چڑھا رہتا ہے دیوانون کے سر پر ان دنون

روئے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب
آنکھ کسکی پڑتی ہے شمس و قمر پر اِن دنون

بوسۂ لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق
رال ٹپکی پڑتی ہے شہد و شکر پر اِن دنون

پہلوؤن مین درد رہتا ہے فراق یار سے
گاہ دل پر ہاتھ ہے گاہے جگر پر اِن دنون

بادشاہِ وقت ہے حُسن جوانی نے کیا،
لال پردہ ہے لٹکتا اُنکے در پر اِن دنون

دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آجکل
کوندتی بجلی نہین کس کس کے گھر پر اِن دنون

رُخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوئے یار
شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر اِن دنون

بالش لگو آتا ہے اکثر جاکے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر اِن دنون

سُرخ کندن سے ہے رکھتا نشۂ مے رنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اس سیمبر پر اِن دنون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے معجون گھر پر اِن دنون

کوٹ کر ہی زر سودائے پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر اِن دنون

متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوئے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین شہ بھی کمر پر اِن دنون

کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
مار رہتی ہے خطون کی نامہ بر پر اِن دنون

موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر اِن دنون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے بھیڑ میخانہ کے در پر اِن دنون

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلئے تو سیر کو ہین آپ ہنستی ملکے گلشن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان و سوسن مین

خزان مین بلبلون سے رکھیے بحث نالہ گلشن مین
شراکت کیجیے ماتم زدون کی چلکے شیون مین

لگائی ہے آگ بجلی کی چمک سے ہے خانۂ تن مین
برستا مینھ نہین ہے یا خاک اُڑتی ہے ساون مین

یہ سودائے شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن مین

گھٹا ہے عاشقون سے برق وش بھی نام جو اپنا
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

زبان و چشم کا اُس گل کے دھوکا کھا چکے عاشق
نہ بینائی ہے نرگس مین نہ گویائی ہے سوسن مین

نہین روزن جو قصرِ یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہِ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
گریبان مین کبھی ہے جب لگی ہے آگ دامن مین
بلاتا ہے نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو
چھری دیتا ہون اپنے ذبح مین دست دشمن مین
پریشان عاشقونکی خاک کے ذرے نہین دیکھین
جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین
جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندونکو نہ مردونکو ہے مدفن مین
ملا کرتے ہین آنکھین اپنی دیوانے رکابون سے
پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین
کھلا زلفون کے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین
گوارا ناگوارا بھی ہو بدگردی دوران سے
اُبالی پر قناعت کرتے ہین سب قحط روغن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتون کے گھورنیکو جاتے ہین دیر برہمن مین

ردیف واؤ

رخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہم کو
گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو
مطلب ہے رُخ صاف سے خط سے نہین مطلب
آئینہ ہو زنگار سے کیا کام ہے ہم کو
گلزار ترا تجھکو مبارک رہے بلبل
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو
دیوانے ہین صحرائے جنون خیز محل ہے
بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہم کو
خواہان سے ترے رشک ہے اے غیرت یوسف
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو
کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ
دلّال سے تجّار سے کیا کام ہے ہم کو
جب جوش جنون نے ہمین گھر ہی سے نکالا
پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو
اللہ ہے مشکل مین مددگار ہمارا
اعوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو

مرتا ہون جو کہتا ہون تو ہنستے ہین وہ ہنسکر
عیسی نہین بیمار سے کیا کام ہے ہم کو

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو
لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو
داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجئے
ڈھونڈھیئے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر باز کے بوسہ مین کیونکر نہ لون
کوئی نہین چھوڑتا حلوہ بیدود کو
پردۂ غفلت اُٹھا پیش نظر یار ہے
دیر و حرم مین بیجا ڈھونڈھنے موجود کو
سجدہ کے انکار سے فرق نہ ہو جائیگا
خاکی مقبول پر ناری مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی
ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو
سینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین
رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا
آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہو گیا بستۂ زلف ایاز
بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھریے اُسے چاہ جو بے آب ہو
آگ لگا دیجئے مطبخ بے دود کو
پھاڑ ڈوے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے
خاک برابر کیا پشّے نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نعرۂ یا ہو کیا
بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داود کو
ہجر کی ایذا سے چھٹ دلکو جلا بہر وصل
داغ لے اچھا کر اس زخم نمک سود کو

راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان
سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہائے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہو کیا خار خار کچھ
سنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ
توفیق خیر رکھتی ہے جو تیغ یار کچھ
زخم اتنے کھاوے گا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نہ بات
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ردیف یائے تحتانی

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیجئے
عریان بدن وہ لائے جو تھے خار لیجئے
سر مین ہوائے کوچۂ دلدار لیجئے
باغ جہان سے حسرت گلزار لیجئے
نیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے
آنکھون کے جام شربت دیدار لیجئے
کرتے ہین سیر چشم خریدار سے مدام
یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیجئے
سودا اپنا نہ یار کے حسن و جمال کا
اس لالہ رو کا داغ خریدار لیجئے

مقصود دل ہے قلزم خون مین شناوری
جس گھاٹ چاہے یار کی تلوار لیچلے

اے نونہال حسن جو اُنکی نظر پڑے
عناب لب کو توڑ کے بیمار لیچلے

بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار لیچلے

آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لیچلے

جامہ سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے
تشریف اب تو پیرہن یار لیچلے

کیف شراب سے دوجہان کا ہو غم غلط
بحرین سے یہ کشتی مے پار لیچلے

دوڑا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوخ
طاؤس و کبک اُڑا کے جو رفتار لیچلے

دار السرور مین بھی کر دن سجدہ پائے خم
مسجد سے شوق خانہ خمار لے چلے

شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا
چلے جدھر وہ ابروِ خمدار لے چلے

ایسی رسائی کیجیے پیدا کہ کھینچ کر
خلوت مین انجمن سے ہمین یار لیچلے

سایہ نے دی ڈھئی جو تیرے آستان پر
در سے اُٹھا کے ہم پس دیوار لے چلے

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لے چلے

بازار دہر مین نہ رہی جنس دل پسند
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لے چلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
سودائے خواب فتنۂ بیدار لے چلے

انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
جلاد اپنے ساتھ گنہگار لے چلے

تم سیر کر کے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
بازار آ کے رونق بازار لے چلے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے
دل مین غبار کافر و دیندار لے چلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہے

ہزار دعوے باطل کیا کرین یا رب
بتون کو تیری طرح سے خدائی مشکل ہے

پھرایا سر کو ترے زمزمون نے اے بلبل
خفا نہ ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے

بہت سی دیکھین ہین خم دار ہم نے تلوارین
تمھاری ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہے

وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے
ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے
کمر سے بڑھ چلے گیسوئے یار قہر کیا
عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے
ولایتی بھی حسینون کو ہم نے دیکھ لیا
منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہے
پھرین گے ہم نہ ہزار آپ ہم سے منھ پھیرین
تمھین ہے سہل ہمین بیوفائی مشکل ہے
جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے
صفائے رُخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے
حیاے یار نے بدلا جو کیف مے مین رنگ
یقین ہوا یہ ہمین پارسائی مشکل ہے
عنایت اُس کو ہو بے مانگے بوسۂ حسن
فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہے
ہزار پنجۂ مرجان کا چھپا ہو رنگ
وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہے
کنارہ کش نہ ہو اے بحر حسن عاشق سے
نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہے

خلیل کا ہے کعبہ بنانیوا آتش
خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

وردِ زبان جناب محمد کا نام ہے
قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے
مومن پسندِ یار کا شیرین کلام ہے
کیا چاشنی ہے کیا مزہ ہے کیا قوام ہے
حق ہے جو سو شگاف کا اس مین کلام ہے
دیکھا کمر کو یار کی نازک مقام ہے
اک حال پر کبھی نہین اُسکو قیام ہے
دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے
عاشق کا نالہ سنکے یہ اُن کا کلام ہے
باقی دھوان ہے جو دین جبتک کہ خام ہے
زنجیر ہے وہ طرۂ مشکین نہ دام ہے
شاعر کہا کرین انھین سودائے خام ہے
آزاد کر وہ سرو اک اُس کا غلام ہے
قدِ بلند یار کا عالی مقام ہے
مطلب ہے دفتر گل و لالہ مین مختصر
دو دن کی سیر مین یہ گلستان تمام ہے
صبح بہار ہے مجھے ساقی پلا شراب
سب جانتے ہین عید کا روزہ حرام ہے
اُس شاہ حسن کو یہ سجھاتی ہے تمکنت
وہ کام اشارے سے ہو زبان کا جو کام ہے
حسن و جمال یار کی شہرت کہان نہین
روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے
عاشق نواز حسن کی تعریف کیا کرون
یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے

دکھلا رہی ہے سیر چمن گفتگوئے یار
جھڑتے ہین پھول منہ سے یہ رنگین کلام ہے

کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین
شتاق جوئے آب ہے جو تشنہ کام ہے

زیبندہ چشم یار مین سُرخی ہے نشہ کی
یفیت شراب کے قابل یہ جام ہے

ایک سجدۂ نیاز مین ہے فرض عشق ادا
ین مقتدی ہون ادر مرا دل امام ہے

ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کے
م ہنس پڑو تو برق کا قصہ تمام ہے

رہتے ہین جبہ سا جو ترے آستان پر
آنکھون مین اُنکی پست بلندی بام ہے

خونریزی نقاب رُخ یار سے کھلا
جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے

بے معنی ہے وہ عشق کہ جسمین کشش نہین
دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہے

نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین
چھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے

سودائی زلف یار کا جبسے ہوا ہے دل
قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہے

جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو
قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے

رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین حکم روح
پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہے

کیا کیا شگوفے پھولتے رہتے ہین رات بھر
صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے

دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حسن بھی
محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے

اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

مہندی ہمارے قتل کی خاطر سہاگ ہی
خون حنا کا ہم سے انھین انتقام ہے

معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو
چاہے جو تجھے پختگی عہد خام ہے

خلخال پائے یار سے آتی ہے یہ صدا
مُردے سے لیجئے وہ جو زندہ کا کام ہے

بتخانہ کھود ڈالئے مسجد کو ڈھائیے ؎
دل کو نہ توڑیے یہ خدا کا مقام ہے

جس مسئلہ مین شک ہو جسے آکے پوچھ لے
مسجد ہے وقت صبح ہے موجود امام ہے

ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار ؎
یہشت پر بھی شاعرون کا احتلام ہے

انگشتری ہنوز نہین دست یار مین
نا آشنا نگینہ کی صورت سے نام ہے

بیباکئی زبان سے نہین کون خوفناک
ہر عضو اُٹھکے صبح کو کرتا سلام ہے

آتش برا نہ مانیو حق حق جو پوچھیے
شاعر ہین ہم دروغ ہمارا کلام ہے

باغبان انصاف پر بلبل سے آیا چاہیے
بیٹھنی اُسکو زرگل کی بٹھایا چاہیے

فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانون کی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھاؤ جمائی ہے جو مسی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئینہ مین خط نورس کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ریحان چرایا چاہیے

بوسہ اُس لب کا ہے قوت بخش روح ناتوان
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حد ادب سے آگے رکھتا ہے قدم
شاخ گلبن پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہے کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلہ کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین چل کر اسے بلبل سنایا چاہیے

فصل گل ہے چار دن ساقی تکلف ہے ضرور
پر جواہر کے بطِ مے کو لگایا چاہیے

خم مین جوش مے سے مجکو یہ صدا ہے آتی
ظرف مستی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

حال دل کچھ کہا مین نے تو بولا نکلے یار
بس عبارت ہو چکی مطلب پر آیا چاہیے

شیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریائے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجیے دعوائے عشق
دو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے

رام ہوتے ہی نہین وحشی مزاجی ہے سو ہے
اُن سیہ چشمون کو چوپہرہ جگایا چاہیے

دیکھکر خلوت سرائے یار کہتے ہین فقیر
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیئے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے
رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے

حسن مین تیرے کوئی عیب نہین
قبح مین دنگ رہا کرتا ہے

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہے

محتسب کو ترے مستانون سے / خوف سر چنگ رہا کرتا ہے
دل مرا پی کے محبت کی شراب / نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے
عار سی عار ہے مجھ مجنون کو / ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے
جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن / عشق جو رنگ رہا کرتا ہے
گفتنی حال نہین ہے اپنا / کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
حلب رخ مین ترے خالون سے / لشکر زنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانون کے / سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے
عالم وجد ترے مستون کو / بے دف و چنگ رہا کرتا ہے
فندق دست صنم سے نادم / گل اور رنگ رہا کرتا ہے
تیرے گوش شنوا کا مشتاق / ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے

بندش چست سے تیری آتش
قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہے / ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے
رخ ترا بیداغ ہے روئے قمر مین داغ ہے / دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے
عشق کی دل سوزیون سے بحر و بر مین داغ ہے / یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے
دیدۂ احباب سے بے وجہ پوشیدہ نہین / لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہے
آج گل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار / بوئے گل دیتا ہے جو جو اپنے بر مین داغ ہے
اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے اے چشم تر / گرمیون سے سوزش دل کی جگر مین داغ ہے
ناکسون سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز / میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر مین داغ ہے
گل ترے چھلے کا سینے پر نہین اے تیغ زن / چار پھولون کے عوض اک اس سپر مین داغ ہے
اشتیاق گور مین دیتی ہے ایذا طول عمر / منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے
کوتہی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم / آبلہ پائی کے ہاتھون مغز سر مین داغ ہے
زلف و خال یار پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ / مشک چین عنبر سارا نظر مین داغ ہے

دان تلاش ایذا ہے دیتی اور یہان شوق وصال
زخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر مین داغ ہے
ناگوار اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر
سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر مین داغ ہے
دیتے ہین تشبیہ روئے روشن محبوب سے
داغ ہے اُس کا ہمین وہ جو قمر مین داغ ہے
زاہد سالوس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا
لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر مین داغ ہے
کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہے خال سیاہ
خوشنما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہے
داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہے عشق مین
دوڑتی ہے روح اُس پہ جس ثمر مین داغ ہے

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہے

چمنستان کی کئی نشو و نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے
خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے
خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے
کج نگہ تو نے تو کی ہم سے کیے رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوئے خدا پھرتی ہے
ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب
پہنے تشریف قبول اُنکی دعا پھرتی ہے
[illegible] ے نقاب رخ زیبا اُلٹا
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہے
[illegible] کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے
پانون تک یار کے پہونچیگی تلک سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے
وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے
اپنے جامہ سے ہوئین میکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے
اللہ کا بت کدہ مین ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
ہنس کر کلام ہم سے یوسف جمال کرتے
کانون کو آشنائے فرخندہ فال کرتے

حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے
اُٹہلا سا قد دکھاتے جس کو نہال کرتے

حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر
صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے جوئین
دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے

ماہ چہاردہ ہے رخسارۂ منور
ایک دم نقاب اُلٹتے تو تم کمال کرتے

آزردہ دل سے جان ہے دل جانسے کاہد
تم درمیان پڑکر رفع ملال کرتے

منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین
اندیشہ کو نہ سوجہین وہ احتمال کرتے

لٹکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا اُنکو صاحب
بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے

ہمچشمی آہوؤن سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر
چشم سیہ کو کیف مے سے زلال کرتے

سوداز دہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا ،
قربان مشک نافے اُسپر غزال کرتے

رخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا
اندھیرا ابروؤن کے دونون ہلال کرتے

سوداز دہ سے اپنے پھرجاتی ہین وہ آنکھین
مجنونسے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن
ناقص ہین آشکارا اپنے کمال کرتے

ہمسایہ ہے دونالی بندوق سے وہ بینی
چھرون کا کام روئے قاتل کے خال کرتے

لاشہ پڑا ہے میرا صحرا مین زخم کھاکر
حصے پلنگ و شیر و گرگ و شغال کرتے

بوسے کے مانگنے پر مُنھ کو نہ پھیرنا تھا
حاتم تھے تم نہ رد جو میرا سوال کرتے

فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی
دیتا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے

فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہلی
یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیئے تھی
ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے
گل و سنبل سے یان خارخس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
قمر تکیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے
یہی آواز آتی ہے در مہر محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے
طبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
بہم پہونچے تو اُنکو شربت دیدار بہتر ہے
کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے یوسف
تمھارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے
صباحت سے ہے رشک صبح نوروزی وہ پیشانی
ہلال عید سے وہ ابروے خمدار بہتر ہے
سنا ہے شاعرون سے بیشتر قند مکرر بھی
لب شیرین کے بوسہ لینے مین تکرار بہتر ہے
نگاہین مردم دیدہ کو ہر دم یہ سمجھاتی ہین
ملے لوٹنے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے
بہار بے خزان ایسی نہین کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے
اسیر عشق کو ہے فوق آزادان عالم پر
جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہے
رہے جاتے ہین عاشق نیمجان کیا قہر کرتے ہو
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے
چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے
بہار باغ ہے نظارۂ محبوب دکھلاتا
وہ قامت سرو سے تو گل سے وہ رخسار بہتر ہے
کہان نظارۂ روزن رہا پردہ نجب باقی
تمھارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے

سوال بوسہ پر ہنسکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

عناب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
کس درد کے ہین آپ دوا کچھ نہ پوچھیے
ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہون
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے
خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان
چلتی ہے کسطرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے
کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر
کیسا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے
جامہ سے باہر اپنے جو ہوئین عجب نہین
کھولے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے
آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
ہمسے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے
اللہ نے کیا ہے تُمھے بادشاہ حُسن
سر پر ہے کس کے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے
رنگین کئے ہین یار نے جبسے کہ دست و پا
کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے

ناگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ
ہر حال مین ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے
کیا شے ہے وہ کمر جو گذرتا ہے یہ خیال
آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
کوتاہ خال روئے منور سے کس قدر
کتنی ہے زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہین
مشفق جو کچھ ہے اُس کی سزا کچھ نہ پوچھیے

باز آئینگے نہ بازی عیش و نشاط سے
باہر ہین اس جوے مین ہم اپنی بساط سے
حیران اُن ابروؤن کو ہین معمار دیکھکر
دو طاق ہین بلند فلک کے رباط سے
حلقہ مین آہوؤن کے ہین دیوانے جسطرح
حال حصار مین نہ ہون اس احتیاط سے
جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہون
خوش روے خوش جمال سے خوش اختلاط سے
کھاکھا کے زخم کرتے ہین مستونکی طرح رقص
بسمل تمہاری تیغ کے کس کس نشاط سے
خواہان مرگ دل ہے جدائی مین یار کی
بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا
داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

زندے وہی ہین جو کہ ہین تم پر مرے ہوئے
باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوئے
مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین
مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے
اللہ رے صفائے تن نازنین یار
موتی ہین کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوئے
دو دن سے پاؤن جو نہین دبوائے یار نے
بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے
اُن ابروؤنکے حلقہ مین وہ انکھڑیان نہین
دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوئے
بعد فنا بھی آئے گی مجھ مست کو نہ نیند
ہے خشت خم لحد مین سرہانے دھرے ہوئے
نکلین جو اشک بے اثر آنکھو نے کیا عجب
پیدا ہوئے ہین طفل ہزار دن مرے ہوئے
لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب
رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوئے
اُلٹا صفون کو تیغ نے ابروئے یار کی
تیر مژہ سے درہم و برہم پرے ہوئے

آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق مین
کودے جو ابکی ہم تو درے سے پرے ہوئے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم مرے ہوئے
جوش جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوئے

ناقوس مین سے آئی صدائے ہو الغفور
ہم تبکدے گئے جو خدا سے ڈرے ہوئے

خط پر جو آئینہ مین پڑی ہے نگاہ یار
آہوئے چشم مست ہین سبزے چرے ہوئے

شوق شکار مجکو جو اے ترک ہے سُنا
چر چر کے سبزہ آہو ہین کیا کیا ہرے ہوئے

مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوئے

آرایش اُنکے حسن کی موقوف کب ہوئی
نوچے گئے درخت حنا جب ہرے ہوئے

کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
کوچے مین یار کے ہین کبوتر چرے ہوئے

وہ صید سخت جان ہون مین جسپر ہزار بار
خالی ہوئے ہین تیر دستے ترکش بھرے ہوئے

دینے مین جام کے ہے تامل کا کیا سبب
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوئے

بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا
تربت سے اپنی بید مولد ہرے ہوئے

کہتے ہین ذکر لیلی و مجنون جو چھیڑ دیے
چپ رہیے بس نہ گور کے مردے اکھیڑ دیے

خوشحال ہین ستا کے مجھے ہفت آسمان
یوسف کو کھا کے ہو گئے ہین شیر بھیڑیے

ساقی ہے مے ہے یار ہے بزم نشاط ہے
چھیڑے جواب نہ ساز تو مطرب کو چھیڑ دیے

تدبیر ہے تو کام نہ تقدیر کا ہوا
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑ دیے

آئی بہارِ گل نے قبا اپنی چاک کی
بخیہ جو پیرہن مین ہے اُسکو اُدھیڑ دیے

آتش قمارِ عشق مین تیرے حضور یار
چالون کو اپنی بھول گئے ہین بکھیڑیے

بہار آئی مرادِ چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچہ ہوئے بوئے گل صبا نے دی

دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو منھ پھیری خدا نے دی

گئی ہے دیر سے ابتک نہین پھری شاید
در قبول کے اوپر ڈھئی دعا نے دی

کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے
نقاب کی جو تھین مشورت حیا نے دی

دم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا
طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی

لڑانے آئے تھے آنکھیں غزال چین ختن
شکست انکھو تری چشم سرمہ سا نے دی
جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
تمھاری راہ مین جان ایک شکستہ پا نے دی
مجال کیا کوئی سودا زدہ جو دم مارے
گلو مین پھانسی ہے اُس کاکُل رسا نے دی
یہ جابجا دیکھیے دونون مین چھپا ہے کون
ہمارے خون کی رغبت اُنھین حنا نے دی
فقیر ہوکے جو پھر مُوا ہے اے شہ حُسن
جگہ ہے سایہ مین اپنے اُسے ہما نے دی
کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بےخود
پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلا نے دی
رہِ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے
صدا نہ قافلۂ اشک مین درا نے دی
وہ بحر حُسن ہے کس لہر مین رہا کرتا
خبر کچھ اُسکی نہ لاکر اک آشنا نے دی
مریض عشق کو ہے مرگ زیست سے اولیٰ
گلے کو کاٹیے صحت اگر دوا نے دی
ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
دعا یہ اُس شہ خوبان کو کس گدا نے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبا نے دی

یا علیؑ کہکر بت پندار توڑا چاہیے
نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے
تنگ آکر جسم کو اے روح چھوڑا چاہیے
قفل زندان کے لئے ہستی کا ہتھوڑا چاہیے
زلف کے سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے
جب بلا کا سامنا ہو مُنھ نہ موڑا چاہیے
گھورتی ہے تم کو نرگس آنکھ پھوڑا چاہیے
گل بہت ہنستے ہین کان اُنکے مروڑا چاہیے
آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پنہان آشکار
ایک پکا ہے خوب اب پھوٹے یہ پھوڑا چاہیے
مانگتا ہون مین خدا سے اپنے دل سے داغ عشق
بادشاہ حسن کے سکّے کا توڑا چاہیے
اُن لبون کے عشق نے ہے جبسے دیوانہ کیا
بڑ ہی اپنی ہے ایک لالون کا جوڑا چاہیے
ہو رہا ہے گیسوئے مشکین سودے کو جگہ
کسکے آگے جاکے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے
بادۂ گلگون کے شیشہ کا ہون سائل ساقیا
ساتھ کیفیت کے اُڑتا مجکو گھوڑا چاہیے
یہ صدا آتی ہے رفتار سمند عمر سے
وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جسکو کہ کوڑا چاہیے
قطع مقراض خموشی سے زبان کو کیجیے
قفل دیکر گنج پر مفتاح توڑا چاہیے

اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کہتا ہے وہ طفل
یہ کھلونا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیے
زلفین روے یار پر بیوجہ لہراتی نہین
کچھ نہ کچھ منہ کو لگے یہ کالے کا جوڑا چاہیے
باغبان سے چھپ کے گل چینی جو کی تو کیا کیا
آنکھ بلبل کی بچا کر پھول توڑا چاہیے
فصل گل مین بیڑیان کاٹی ہین میرے پانو کی
ہاتھ مین حداد کے سونیکا توڑا چاہیے
باغ عالم مین یہی میری دعا ہے روز و شب
خار خار عشق گلرخسار توڑا چاہیے
عشق کی مشکل پسندی سے ہوا یہ آشکار
خوبصورت کو غرور حسن تھوڑا چاہیے
زمزمے سنکر مرے صیاد گلرو نے کہا
ذبح کیجے ایسے بلبل کو نہ چھوڑا چاہیے

پیر ہو آتش کفن کا سامنا ہے عنقریب
توبہ کیجے دامن تر کو نچوڑا چاہیے

مگر اُس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے
اُلٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہے
نہایت دل کو ہے مرغوب بوسہ خال مشکین کا
دہن تک اپنے کبتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہے
خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے
فراق یار مین دل پر نہین معلوم کیا گزری
جو اشک آنکھ مین آتا ہے سو بیتابانہ آتا ہے
بگولے کیطرح کسکس خوشی سے خاک اڑاتا ہون
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہے
سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نافہم نادان ہین
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہے
طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے
ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے
تماشاگاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہے کسکو
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے
صبا کیطرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے
محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے
زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
کئی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے
خیال آیا ہے آئینہ کا منہ اُنھین وہ دیکھینگے
اب اُلجھے بال سُکھلانے کی خاطر شانہ آتا ہے
پھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف پیچان مین
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے
عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہے

[illegible]

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
گریبان پھاڑتا ہی تنگ جب دیوانہ آتا ہی

فراق یار مین فریں نہین معلوم کیا گذرے
جو اشک آنکھون سے آتا ہی سو بیتابانہ آتا ہی

بگولے کی طرح کس خوشی سے خاک اڑاتا ہی
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہی

سمجھتے ہین مگر دل کی وہ کیا نافہم و نادان ہین
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہی

طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہی

ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہی

تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہی ہمکو
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہی

صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے
محبت ہی سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہی

زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہی اسکی
کبھی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہی

خیال آیا ہی آئینہ کا منھ ہمین وہ دیکھینگے
اب الجھے بال سلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہی

پھنسا دیتا ہی آئینہ کا منھ آئین وہ دیکھینگے
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہی

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
شکایت سے نہین واقف نہین شکرانہ آتا ہی

خدا کا گھر ہی بتخانہ ہمارا دل نہین آتش
مقام آشنا ہی یان نہین بیگانہ آتا ہی

جان بخش لب کے عشق مین ایذا اٹھائیے
بیمار ہو کے ناز مسیحا اٹھائیے

قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہین
آنکھین تو سوے عالم بالا اٹھائیے

ایسی بہار مین جو ہمین سکھلے جنون
چن چن کے داغ لالۂ صحرا اٹھائیے

[illegible]

بہار گلستان کی ہی آمد آمد		خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا		توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی		تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان		ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
تری کاملِ قدرت کی قربان تمھین		دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی		مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے
	وله	
چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے		آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کیواسطے
کبک کی آنکھون نے نظارہ کو ماشق آئی ہین		چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے
درد دل سے دم فنا ہوتا ہی ہاے رحم ہو		جان جاتی ہی مری آؤ خدا کیواسطے
جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے		ہنس پڑو بجلی ہی چمکاؤ خدا کیواسطے
پاس رسوائی کا دونون جانبونسے شرط ہی		ہین تمھین ہم تجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے
	وله	
چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی		ٹھہر گیا جو کہین بوے آشنا آئی
بہار گل مین ہین دیوانے جامہ سے باہر		پری کا بھیس ہی بدلے ہوئے بلا آئی
لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اُس صنم نے کہا		خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی
شراب اُنکو پلا کر ہوئی پشیمانی		وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

وله

انپ کا زہر دو گیسو مین اُگلنے والے
موج ما چھلاوے کہ ہین چھلنے والے
ہم بھی تری نیم نگاہی کے ہین مارے
زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

[illegible]

حشر تک یون ہی رہیگا غمزہ و انداز و ناز
عشق عالی منزلت سے حسن والا جاہ کے
جا نکلتا ہے جو مجھ سا تشنۂ دیدار حسن
ذکر یوسف کرنے لگتے ہین کبوتر چاہ کے
منزل مقصود مین چلکر نکالونگا انھین
آبلون مین پا کے جو ہین پیوست کانٹے راہ کے
اس بت بیدین کی زلفون کا اشارہ ہے یہی
اس بلا مین وہ پھنسین عاشق ہون جو اللہ کے
کب سمائی ہے نظر مین روشنی آفتاب
چشم بینا رکھتے ہین ذرے تری درگاہ کے

بس قلم صفحہ ہستی سے اٹھا ای آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اٹھ کھڑے ہوے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے عشق کے ہوے
نالون سے میرے ہلگئے رنگین ادائے دہر
بلبل کو سنکے کان گلون کے کھڑے ہوے
بے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پر اب تو ہین ہم بھی اڑے ہوے
ٹھیک آئی تن پہ لیٹنے قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوے یا بڑے ہوے
جو بچ گئے ہین جنبش مژگان یار سے
آرہ کے نیچے حشر مین ہونگے کھڑے ہوے
دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون
سونے کی بیڑیون مین ہون ہیرے جڑے ہوے
بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل مین پھپھولے پڑے ہوے
کشتونکی طرح زیست مین تیرے نیازمند
شمشیر ناز سے رہے بیدم پڑے ہوے
آئینہ نے کیا ہو جو صورت سے آشنا
گردنین انکی ہاتھ مین اُنکے پڑے ہوے
باتون مین انکی ہوگئے عاشق غریب قتل
تلوار کیطرح جو وہ منھ کے کڑے ہوے
روز وصال آنکھون کو اپنی دکھائیگا
روز شب فراق کے بچھن جھڑے ہوے
ساقی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہین میکدہ مین ہم گڑے ہوے
اب پانون رکھکے وہ نہین چلتے زمین پر
اک اک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوے
بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اس تل کا تیل پیکے ہو چکنے گھڑے ہوے
نہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خواجہ اڑے ہوے

ولہ

[illegible] دوسرا تو نگار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے
گرا تو از کوئی شہسوار راہ مین ہے
بلند آج تھا بیت غبار راہ مین ہے
شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی
ابھی تو حسن جوانی بار راہ مین ہے
علاج [illegible] کوچ کی لازم ہے قافلہ اسی مین
زکوتی شہر کوئی دیار راہ مین ہے
طریق عشق

طریق عشق مین اے دل عصا ہے آہ ہی شرط
کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے
طریق عشق کا سالک ہے واعظونکی نہ سن
ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہے
جگہ ہے رحم کی یاد ایک ٹھوکر اسکو بھی
شہید ناز کا تربت مزار راہ مین ہے
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش
عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہے
نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہے
نجائین آپ ابھی دوپہر ہے گرمی کی
بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے
جنون مین خاک اُڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہے
سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہے
کوئی تو دوش سے بار سفر اُتاریگا
ہزار راہ زن امیدوار راہ مین ہے
مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے
خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ مین ہے
بہت سی ٹھوکرین کھلوائیگا یہ حسن انکا
بتونکا عشق نہین کوہسار راہ مین ہے
بلائے جان مسافر ہے خواب شیرین بھی
یہی وہ شہد ہے جو زہر مار راہ مین ہے
بتا یہ کوچۂ قاتل کا سُن رکھا ہے قاصد
بجائے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہے
پیادہ پا ہون رواں سوے کوچۂ قاتل
اجل مرے سر پہ سوار راہ مین ہے
چلا ہے تیر و کمان لیکے صیدگاہ وہ ترک
خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہے
تھکین جو پاؤن تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش
گل مراد ہے منزل مین خار راہ مین ہے

ہزارون عطر کھنچوائے [illegible] عطار مین آئے
تری بو ایکھنچے اے گلبدن تم جو [illegible]
[illegible] سے شیشے [illegible] بازار مین آئے
وہ جو فریب کا زور پندار مین آئے
خریدار ہوئے عاشق اپنے نام وکو [illegible]
تماشا ہے وہ یوسف بکنے بازار مین آئے
[illegible] سبزۂ نورس نہین [illegible]
[illegible] خضر ہر سر بین گلزار مین آئے
[illegible] حلقہ مین اُن زلفونکے [illegible]
[illegible] شتری [illegible] تار تار مین آئے
لائے تو [illegible] ہم [illegible] دیدار مین آئے
اشارہ ہے [illegible] دیوار مین آئے
کمان سے [illegible] بازار مین آئے
اٹھانے بار عشق اس عالم غدار مین آئے
لگا تا ہی کا دھبا جان [illegible] مین آئے
نہ چمن اے ترک ہم ابرو خمدار مین آئے
ہوا ہو گل مین ہم کس کی [illegible] رفتار مین آئے
علاج ہے جانب [illegible] تلاش یار مین آئے

بہار حسن دکھلائی [illegible] ابرو مین آئے
نکلے گھر سے نرگس باغ سے [illegible]
بہار ہی بادشاہ حسن [illegible] مین آئے
بہار ہی سعادت سایہ دیوار مین آئے
[illegible] باغ [illegible] مین آئے
[illegible] جب [illegible] مین آئے
بہار تازہ آئی [illegible] مین آئے
[illegible] بلبل [illegible] مین آئے
[illegible] سلطان [illegible] دیوان [illegible]
[illegible] مین آئے
[illegible] معروف بین

[illegible]

نت مین تیری ذات پاک کے
اڑتے ہین ہوش حواس ادراک کے

کھلے پرزے اڑا پوشاک کے
پانون پھیلا تا بدامن چاک کے

رلے سکتے نہین مجبور سے
کیا کمین کسے ہین کس سفاک کے

گریبان آگ مین رکھدیجیے
موسم گل مین جو ہون بیباک کے

نتو یسو نسے مین لکھا ہون وصف
لام سے کاکل الف سے ناک کے

ہدر کھتے موسم گل کی ہین
دلولے تیرے گریبان چاک کے

صید گاہ عشق مین مردار ہے
صید ہو قابل نہین فتراک کے

ت ہو کر جائینگے اے محتسب
آئے ہین بنت العنب کو تاک کے

ے دیوا تو نسے مین لے کی ہین
آگ کی پریان ہین نشان خاک کے

ڑنے والے گل زنبق کی ہین
کاٹنے والے چمن کی تاک کے

ہجر الفت مین بہار باغ ہر
پھولتے ہین دست و پا تیراک کے

نکر کی بورا ہی شیرین دہن
بھیکی ہے آگے تری مسواک کے

آفرین صد آفرین دست جنون
خوب ہی لتے لیے پوشاک کے

عشق مین رہنے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بیباک کے

[illegible] خواجہ حیدر علی آتش تخلص
یعنی ہر دو دیوان دلاویز [illegible]
موسوم بہ کلیات آتش [illegible]
نامی گرامی منشی نولکشور صاحب
واقع شہر لکھنؤ مین [illegible]
الجود والہمام منشی [illegible] القاب عالی
منشی پراگ نرائن صاحب بہادر
و باہتمام [illegible] بہادر مالک مطبع
[illegible] ۱۹۱۵ء [illegible]
ختم [illegible] ماہ دسمبر [illegible]
اتمام زیور طبع [illegible]

تاریخ طبع از نتیجۂ سحبان معلانا
محمد جامع علیخان صاحب جامع جہان آبادی

چھپا جو اہتمام سے تشکیل کلیات
کی نامہ سحبان نے [illegible] کی کھی
[illegible] سے تاریخ کہی
[illegible] اب یہ کل نظم نادر چھپی

سنہ ۱۳۳۲ ہجری